قد بدت البغضاء من افواههم وما تخفي صدورهم اكبر

الحمد للہ والمنہ

کہ قاتلان حسین کے عاشق زار مذہب شیعہ کے دلدادہ قرآن و سنت سے بیزار یعنی نواب شیخ احمد حسین خان بہادر رئیس پریانوان ضلع پرتاب گڑھ نے اپنے فرزند ازہر حسین خان کے نام سے جو رسالہ "قاتلان حسین پر نفرین" کے نام سے شائع کر کے قتل حسین کا داغ مٹانے کی ناکام کوشش کی ہے اسکا مذہب دلاجواب جواب موسوم بہ

دشمنان حسین

مولفہ

بندہ ہزار گناہ شرمندہ امیدوار
فضل نامتناہی حکیم عبدالشکور مرزاپوری حنفی الہی شکر اللہ تعالی سعیہ

شعر

قریب ہے شیعہ روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر ۔ اگر نہ بولی زبان خنجر لہو پکارے گا آستین کا

بفرمایش مولف عمدۃ المطابع لکھنؤ میں چھپکر صحیفۂ مقدسہ "النجم" کے ساتھ شائع ہوا

قد بینا الایٰت لقوم یعلمون ؕ
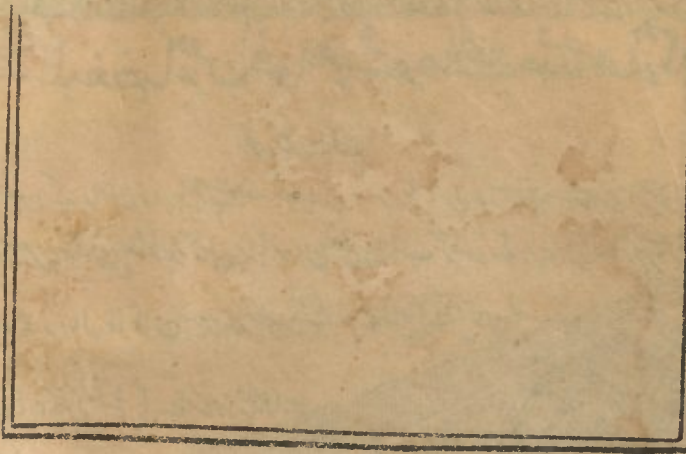
بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۲)

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین-

دیباچہ

عرض مین نے سنہ ۱۹۲۶ء مین ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام "قاتلان حسین" تھا اور وہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۵ھ مین رسالہ النجم لکھنو جلد ۴ نمبر ۱۱ و ۱۲ کے ٹائٹل کے ساتھ چھپکر شائع ہوئی، جسمین کتب شیعہ سے ثابت کیا تھا کہ قاتلان حسین صرف شیعہ تھے اسکی اشاعت کے کچھ عرصہ بعد سنا گیا کہ خان بہادر جناب نواب شیخ احمد حسین صاحب اس کا رد لکھکر شائع فرمانے والے ہین، پھر سنا کہ چھپکر شائع ہو گیا' آخر بڑی جستجو کے بعد وہ بھی اتفاق سے ایک دوست سے دستیاب ہوا جس کا نام "قاتلان حسین پر نظر ہٖ" ہے- میرا یہ رسالہ "دشمنان حسین" اسی کا جواب ہے-

شکایت مجھے یقین تھا کہ "رسالہ قاتلان حسین" کا جو صاحب بھی رد لکھین گے وہ ضرور میرے پاس سب سے پہلے بھیجین گے اور یہی ہونا بھی چاہیئے کہ جس کا رد لکھا جاے اسکے پاس پہلے بھیجا جائے مگر افسوس کہ مین محروم رکھا گیا اور مجیب نے نہ معلوم کیون اس حقیر کو شکریہ کا موقع نہ دیا- اگر میرے مذکور الصدر دوست نے

دفتر النجم کی معرفت مرحمت نہ فرمایا ہوتا تو غالباً زیارت تو الگ رہی اسکی اشاعت بلکہ طباعت کی بھی شاید صحیح خبر ملتی۔

تعجب | الغرض جب رسالہ "قاتلان حسین پر نفرین" ملا تو اس کے سرورق پر خلاف شہرت یہ دیکھکر بڑی حیرت ہوئی کہ اسم مجیب کی جگہ نواب صاحب موصوف کا اسم گرامی نہیں ہے بلکہ رسالہ کے نام کے نیچے (از جناب شیخ ازہر حسین خانصاحب زاد عزہم و اقبالہم رئیس و آنریری مجسٹریٹ پریاوان ضلع پرتابگڈھ) لکھا ہوا ہے پھر اسپر اور بھی تعجب ہوا کہ مجیب کے نام کے ساتھ اُن کی قومیت، سکونت، ریاست اور خطاب وغیرہ تو مذکور ہے مگر یہ واجب الاظہار امر نہ معلوم کیون مخفی رکھا گیا ہے کہ وہ شیعہ ہین یا سنی؟ اپنے مذہب کے عالم ہین یا نہین۔ جب رسالہ کھول کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسمین جتنی کتابون کے حوالے دیئے ہین انکے مطبع، جلد، صفحہ، کو بھی پوشیدہ رکھنے کا التزام کیا گیا ہے اور صحیح بخاری کے حوالہ سے جواز تقیہ کے متعلق ابتدا ہی مین ایک غلط روایت بھی درج ہے۔ اسی لئے مین نے مناسب سمجھا کہ جواب لکھنے سے بیشتر مجیب کا ضروری حال معلوم کرلون، چنانچہ ان امور کے متعلق ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۲۷ء کو مجیب موصوف کے پاس مین نے حسب ذیل خط لکھا۔

خط | بسمہ سبحانہ تعالیٰ

جناب من، تسلیم۔ آپ نے میری کتاب "قاتلان حسین" کی رد مین جو کتاب "قاتلان حسین پر نفرین" لکھی ہے اس کے متعلق امور ذیل دریافت طلب ہین۔

نمبر۱۔ یہ کتاب خود آپ نے لکھی ہے یا کسی اور نے، اگر کسی اور نے لکھی ہے تو مصنف کا مذہب نام اور پتہ کیا ہے؟

نمبر۲۔ آپ شیعہ ہین یا سنی، یعنی یہ کتاب آپ نے کس حیثیت سے لکھی ہے؟

نمبر۳۔ آپ اپنے مذہب کے مستند عالم ہین یا نہین؟

نمبر۴۔ آپ نے جن کتابونکا حوالہ دیا ہے ان کے مطبع، جلد، صفحہ کے نہ لکھنے کا مثل اپنے والد ماجد (در تاریخ احمدی) التزام کیون کیا ہے؟

نمبر۵۔ آپ نے ص۳ پر جو بحوالہ صحیح بخاری "التقیۃ جائزۃ للمومنین الی یوم القیامہ" لکھا ہے یہ حدیث بایں الفاظ کس مطبع کی چھپی ہوئی بخاری کے کس صفحہ مین ہے؟

(۳)

امید ہے کہ آپ جلد مذکور الصدر امور کا مختصر، صحیح، شافی جواب مرحمت فرماکر مجھے عزت دینگے فقط

مرسلہ { حکیم عبدالشکور حنفی مرزاپوری

جواب خط | ۲۰ - اکتوبر ۱۹۲۶ء کو اس خط کا حسب ذیل جواب موصول ہوا۔

حضرت سلامت

(۱و۲) یہ سوالات بالکل فضول اور مہمل ہین اس لیئے کہ "انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال"

(۳) کوئی مستند عالم اپنے منہ سے میان مٹھو بنکر یہ نہین کہہ سکتا کہ مین مستند عالم ہون "من قال انا عالم فھو جاھل"

(۴) جو شخص اہل علم ہے وہ ہر کتاب کے مقاصد و مطالب کو بلا تکلف اس سے اخذ کر سکتا ہے صفحات کتاب کے حوالونکا محتاج نہین ہوتا اور جو شخص جاہل ہو اُسکو صفحونکا حوالہ دینا بھی بیکار ہے اس لیئے کہ ؎
مرد چون کور ست عینک لعبت ست۔

(۵) رسالہ معلومہ مین جو روایت مذکور ہوئی ہے یعنی "التقیۃ جائزۃ للمومنین الی یوم القیامۃ" وہ فتح الباری شرح صحیح بخاری سے لی گئی ہے جس کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے روایت بخاری "التقیۃ الی یوم القیامۃ" کی شرح و توضیح مین وارد فرمایا ہے۔ (۴)

پس اولاً تو من حیث الجمع بین الروایتین روایت بخاری کا مطلقاً وہی مفہوم و مقصود ہو جو فتح الباری کی روایت سے مستنبط ہوتا ہے[1] چنانچہ مولوی وحید الزمان صاحب تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری مین اسی حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے حاشیہ کتاب پر لکھتے ہین کہ "تقیہ ہماری شریعت مین جائز ہے الخ۔

ثانیاً رسالہ مذکورہ مین بجائے فتح الباری شرح صحیح بخاری کے صرف صحیح بخاری کا لکھا جانا دراصل کاتب مسودہ کی فروگذاشت ہے جسپر سوء اتفاق سے مولف رسالہ کی بھی نظر نہین پڑی اور ایسے اتفاقات اکثر پیش آجاتے ہین بلکہ بعض اتفاقات تو ایسے دیکھنے مین آئے ہین جو کاتب ہی کی فروگذاشت تک محدود نہین رہتے بلکہ خود مؤلف کے سہو یا عدم تدبر کی جانب منجر ہوتے ہین مثلاً جناب شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ مین حدیث "انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ" کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہین که در بخاری و مسلم از براء بن عازب روایت آمدہ کہ آنحضرت صلعم حضرت امیر را در غزوۂ تبوک برا اہلبیت

---

[1] جو کچھ مفہوم و مقصود یا مستنبط ہوتا ہے وہ "تقیہ شیعہ" نہین ہے کہ جسپر اس قدر آپ خوش ہین، کیا جناب نے کہین سُنا نہین ہے کہ ؎ نکتہ دان نہ شود کرم گر کتاب خورد"۔

از نساء و بنات خلیفہ کرد الخ،، حالانکہ صحیح مسلم و صحیح بخاری مین نہ یہ حدیث براء بن عازب سے روایت کی گئی ہے اور نہ اس کے یہ الفاظ ہین کہ "انحضرت نے غزوہ تبوک مین حضرت علی کو عورتون اور لڑکیون پر خلیفہ کیا" بلکہ یہ حدیث سعد بن ابی وقاص سے باین الفاظ مروی ہے کہ "عن سعد بن ابی وقاص قال خلف رسول اللہ صلعم علی بن ابی طالب فی غزوۃ تبوک" الحدیث - انتہیٰ

فافہم وتدبر ولا تکن من القاسطین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

خاکسار" ازہر حسین از پریاوان ۱۷- اکتوبر ۲۷ء

جواب الجواب | میرے استفسارات کا جیسا مختصر صحیح اور شافی جواب دیا گیا ہے اس کا اندازہ ذیل کے "جواب الجواب" سے ہو جائے گا جسے مجیب کے پاس بھیجنے کے بجائے داخل رسالہ کر کے شائع کرایا جاتا ہے۔

بسمہ سبحانہ تعالیٰ۔ جناب من تسلیم جوابا عرض خدمت ہے

(۱) آپ کے الفاظ،، مہمل - میان مٹھو- جاہل - لاتکن من القاسطین" ایسے شیرین ہین کہ جنکی داد اہل تہذیب کے سوا اور کون دے سکتا ہے۔

(۲) سوال ۱ و ۲ سے سائل کا یہ مقصد کہ "رسالہ قاتلان حسین پر نفرین" کے مصنف آپ ہی ہین یا کوئی دوسرا اور مصنف کس مذہب کا شخص ہے،، صاف ظاہر ہے جسے آپ "فضول اور مہمل" فرما کر لکھتے ہین "انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال" مگر افسوس آپ کا یہ جواب ہنوز یہ بتانے سے قاصر ہے کہ "رسالہ مذکورہ کا دراصل مصنف **کون** اور **کس** مذہب کا ہے" اگر آپ ہی رسالہ کے **مصنف** اور شیعہ ہین تو جواب مین صاف صاف یہ کہنے سے کہ "ہان مین مصنف اور شیعہ ہون"، کیون اور کس سے ڈرتے ہین؟ یقیناً ع کچھ تو ہے جسکی پردہ داری ہے:-

عموماً مذہبی مباحثہ و مناظرہ تحریری ہو یا تقریری اُسی وقت ہوتا ہے جبکہ فریقین علانیہ اپنا اپنا مذہب ظاہر کر دین تاکہ باہم ایک دوسرے کے مقابلہ مین انکے مسلمات سے جواب اور الزام دیا جاسکے مگر جناب کے یہان اُلٹی گنگا بہتی ہے کہ لڑنے کو تو کھڑے ہو گئے لیکن مقابلہ مین اب اپنا مذہبی منھ چھپاتے پھرتے ہین، افسوس ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند:-

(۳) جواب سوال ۳ مین بھی ایک مہذب اور فصیح لفظ،، میان مٹھو" تو البتہ موجود ہے مگر یہ امر کہ "آپ اپنے مذہبی علم کے سند یافتہ عالم ہین" اس کا کہین پتہ نہین - ہان ایک فقرہ عربی کا من قال

(۵)

انا عالم فھو جاھل" بھی ضرور مذکور ہے مگر بالکل بے محل کیونکہ مین نے یہ کب کہا تھا کہ جاہل ہو کر خواہ مخواہ میان مٹھو بنئے یا عالم ہو کر فخریہ بطور تعلی اظہار سند علم کیجئے۔ استفسار کا منشا، تو صرف یہ تھا کہ علماً آپ قابل خطاب بھی ہین یا نہین، پھر جواب مین ضرورۃً بطور اظہار واقعہ بلا کبر و نخوت،، ہان یا نہین" کہنے مین جناب کیون اور کس سے ڈرتے یا شرماتے ہین؟ مجھے تو آپ کے اِس مبہم جواب سے شبہہ ہوتا ہے کہ کہین" دال مین کچھ کالا تو نہین ہے"۔

(۴) مین نے سوال ۴ مین دریافت کیا تھا کہ رسالہ "قاتلان حسین پر نفرین مین" آپ نے جن کتابون کا حوالہ دیا ہے ان کے مطبع، جلد، صفحہ کے نہ لکھنے کا مثل اپنے والد کے التزام کیون کیا ہے" اس کا جواب یہ ملا کہ" جو شخص جاہل ہے اس کو صفحون کا حوالہ دینا بھی بیکار ہے" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب نے کتاب قاتلان حسین پر نفرین" عالمون کے لئے نہین بلکہ صرف عامیون کے لئے لکھی ہے۔ پھر تعجب ہے کہ آپ نے کتاب کا حوالہ دینے، اسکی عبارت نقل فرمانے، اس کا ترجمہ کرنے، اور حاشیہ مین غیر مادری زبان مین مصنفین کی توثیق کرنے کی بھی تکلیف کیون گوارا فرمائی؟ یہ جواب نہ دیجئے گا کہ" اہل علم کے لیے" کیونکہ بقول آپکے" جو شخص اہل علم ہے وہ ہر کتاب کے مقاصد و مطالب کو بلا تکلف اس سے اخذ کر سکتا ہے،، ورنہ اپنے والد ہی سے دریافت فرمالیجئے جنھین بوجہ تصنیف و تالیف اس کا گونہ تجربہ ہوگا کہ اب اہل علم کی سہولت کیلئے حوالہ کتاب، نقل عبارت وغیرہ کے سوا نہ صرف صفحات کتاب بلکہ بیشتر مطبع، ایڈیشن اور جلد کے حوالہ کی بھی ضرورت ہوتی ہے:۔ (۶)

شائد آپ کو معلوم نہین کہ حوالہ صفحہ وغیرہ نہ دینے کا سبب جہل ناظرین ہی نہین بلکہ بسا اوقات جہل مصنف و مؤلف بھی ہوتا ہے جو بقول آپ کے" مردچون کورست الخ،، کا صحیح مصداق ہوتا ہے جو دیگر مصنفین و مولفین کے محض اردو کتابون سے بھی نقل و سرقہ کرکے ایک رسالہ بنا کر اپنے کو بھی" پانچوین سوارون مین" گننے لگتا ہے خدانخواستہ کہین اسی زد سے بچنے کے لیے تو نہین جناب نے سوال ۱ کے جواب مین،، انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال،، ارشاد فرمایا ہے؟:۔

اگر رسالہ "قاتلان حسین پر نفرین" کے واقعی مولف خود حضرت ہی ہین تو جناب کا یہ لکھنا کہ" جو شخص اہل علم ہے الخ،، اور رسالہ مین علماً اسکو ظاہر کرنا گویا یہ کہنا ہے کہ" مین اہل علم ہون الخ،، نیز اگر آپ غیر عالم اور محض نقل و سرقہ کے رہین منت ہین تو آپ ہی ارشاد فرمائین کہ" میان مٹھو،، اور

ن قال انا عالم الخ کا مصداق کون ہے؟:-

(۵) سوال نمبر ۵ کے جواب مین جناب نے خواہ مخواہ بیجا سخاوت (طول فضول) سے کام لیا ہے مجبوراً ہر
مر کے متعلق مختصراً مجھے بھی کچھ عرض کرنا پڑا، سنیئے مین نے یہ کب دریافت کیا تھا کہ رسالہ معلومہ والی روایت تقیہ اگر
بخاری مین نہین ہے تو اور کس کتاب مین ہے جس کے جواب مین فتح الباری کا نام لیا جاتا ہے اور فتح الباری
ا ذکر بھی کیا تو بس ایسا کہ نہ مطبع کا نام نہ جلد کا پتہ، نہ صفحہ کا نشان، خیر فتح الباری اور اسکی روایت کو
جا نے دیجیے، اپنی بعد کو پیش کردہ روایت بخاری ہی کا کم از کم اتنا تو پتہ دیتے کہ "کتاب الاکراہ" مین ہے
جناب سے یہ بھی نہ ہوسکا:-

آپ نے لفظ "من حیث الجمع بین الروایتین" کا ناحق استعمال فرمایا- اولاً اس لیے کہ بخاری
ور فتح الباری کی روایت تقیہ نہ تو دو شخصون کی دو جداگانہ روایتین ہین اور نہ اسمین تضاد یا تناقض
ہے، پس تطبیق کی ضرورت ہی نہین- ثانیاً اس لیے کہ اسمین مخالفت بھی ہوتی تو روایت چونکہ اہل سنت
کی ہے لہذا تطبیق کا حق صرف سنی ماہر فن حدیث و روات کو ہے غیر محقق سنی کو بھی اسکا حق نہین پھر آپ
یا اور کسی شیعہ کا کیا ذکر ہے، پھر ایسا شیعہ جسے اتنی بھی تمیز نہین کہ بخاری اور فتح الباری کی دراصل ایک ہی
روایت ہے جسمین کسی قسم کی مخالفت نہین، اور وہ تطبیق کا نام لے جناب ہی انصاف کرین کہ جب
بقول خود فتح الباری کی روایت بخاری کے روایت بخاری کی "شرح و توضیح" ہے نہ کہ مخالف تو اس کے متعلق
"من حیث الجمع بین الروایتین" کہنا چہ معنی:-

تیسیر الباری کا بلا نشان مطبع و جلد و صفحہ نام لیکر زیر بحث روایت تقیہ کو "حدیث" کہنا یہ جناب کے
مبلغ علم پر خود آپ ہی کی شہادت ہے- جب آپ کو اتنی بھی خبر نہین کہ حدیث کجا، یہ اثر بھی نہین بلکہ
قول تابعی ہے تو رسالہ "قاتلان حسین پر نفرین" کے اصل مؤلف نے غلطی کے علاوہ آپ پر ظلم بھی کیا کہ اپنی بدنامی
کو چھپانے کیلئے جناب کا نام ناحق آپ کو بدنام کیا جس کا مجھے بھی افسوس ہے:-

مین نے تو آپ کی پیش کردہ روایت تقیہ کی بابت صرف اتنا پوچھا تھا کہ وہ "باین الفاظ کس
مطبع کی چھپی ہوئی بخاری کے کس صفحہ مین ہے" اگر حوالہ غلط تھا تو اسکا صرف اتنا جواب تھا کہ بخاری کا حوالہ
غلط ہے" رہا یہ امر کہ غلطی کسکی ہے، مؤلف کی یا کاتب کی، تو اس کو نہ مین نے پوچھا تھا اور نہ جواب مین
اسکے ذکر کی ضرورت تھی مگر آپ نے اپنی بچت کیلئے "لکھنے" کی غلطی کاتب کے سر تھوپ کر ذکر کر ہی دیا"

پھر بھی "نظر نہ پڑنے" کی غلطی آپ ہی کے ذمہ رہی:-

ممکن ہے "غلطی کاتب کی اور سوءِ اتفاق" آپکا صحیح ہو لیکن حیرت اسپر ہے کہ جب جناب نے "صحت مین" اس قدر دیدہ ریزی کی کہ صرف ایک جگہ صفحہ ۶ کالم ۲ سطر ۲ مین لفظ "یزید" کی غلطی بھی نظرانداز نہ کی اور کاتب کو اسکی جگہ "زیاد" لکھنے کی ہدایت کی، پھر بھی غلط ہی چھپا بعد طبع آخر کتاب مین بلفظ "التماس ضروری" ناظرین کو صحیح پڑھنے کی تنبیہ کی نیز غالباً سرخی سے لفظ یزید قلم زد کرکے اوپر زیاد لکھکر تب کتاب تقسیم کی تو صحت کے اس التزام و اہتمام کے باوجود بھی روایت تقیہ والی غلطی کیسے باقی رہی پھر لطف یہ کہ ایسی "فروگذاشت" کا نتیجہ سوء اتفاق ہونا اسوقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ مین گرفت کرتا ہون:-

"لکھنے" کی نہین تو خیر "نظر نہ پڑنے" ہی کی سہی جب آپنے اپنی غلطی مان لی تو اب ندامت مٹانے کیلئے الزاماً بنام تحفہ اثنا عشریہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی علیہ الرحمۃ کی طرف ویسے ہی غلطی منسوب کرنے کی بے سود تکلیف گوارا فرمانا اگر، پرائی بدشگونی کیلئے اپنی ناک کٹانا، نہین تو اور کیا ہے لو فرضاً شاہ صاحب سے بھی غلطی ہوئی تو کیا اس سے جناب کی غلطی یا فروگذاشت اور بالفاظ دیگر آپکے سہو یا عدم تدبر پر پانی پھر جائے گا؟ حاشا و کلا:- (۸)

قرینہ تو شاہد ہے کہ ہو نہ ہو "سعد بن ابی وقاصؓ کی جگہ" براء بن عازبؓ" کا نام "لکھنے" کی غلطی شاہ صاحبؒ کی نہو بلکہ کسی شیعہ کی ہو کیونکہ شاہ صاحبؒ اسی بحث امامت مین "تمہید کلام و تقریر مرام کے عنوان کے بعد لکھتے ہین (ترجمہ) شیعہ حضرت امیرؓ کی امامت بلافصل کے ثبوت مین بہت دلیلین لاتے ہین اور جب انکی کتابون مین جستجو کی گئی اور ان کے دلائل کی تحقیق و تلاش کی تو ظاہر ہوا الخ" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحبؒ کی نظر سے یہ حدیث "براء بن عازبؓ" ہی کی نام سے کسی شیعہ کی کتاب مین گذری اور اُسے ویسے ہی بغرض "رد تحفہ" مین لکھدیا:-

صحیحین مین حضرت علیؓ کے متعلق دو حدیثین مروی ہین - اوّل براء بن عازب سے "انت منی وانا منک" دوم سعد بن ابی وقاص سے "حدیث زیر بحث" پس ظاہر ہے کہ ایسی مشابہت تامہ پر حدیث ثانی مین بجائے سعد بن ابی وقاص کے شبہہ مین براء بن عازب کا نام لکھ جانا نہ کچھ بعید ہے نہ قابل اعتراض:-

اس بیجا اعتراض کے بعد یہ مزید جرأت بھی آپکی قابل داد ہے جو فرماتے ہین "مسلم و بخاری مین

تحفہ والی حدیث کے یہ الفاظ نہین ہین کہ "آنحضرت صلعم حضرت امیر را در غزوہ تبوک بر اہل بیت از نساء و بنات خلیفہ کرد" لیکن حیرت ہے کہ پھر جناب ہی لکھتے ہین بلکہ یہ حدیث باین الفاظ مروی ہے"۔ اسکے بعد آپنے بلا ذکر مطبع، جلد، صفحہ بلکہ بلا حوالہ کتاب حدیث کا صرف ابتدائی ایک ٹکڑہ نقل فرمایا اور اس درجہ بجالت سے کام لیا کہ "صلی اللہ علیہ وسلم"، کے بجائے محض "صلعم" پر قناعت کی پھر لطف یہ کہ اسمین بھی بعینہ وہ الفاظ نہین ہین۔ اب آپ اپنی اور شاہ صاحبؒ کی دونون حدیثین پوری ملاحظہ فرمائیے جسے آپ کی خاطر مین نقل کئے دیتا ہون۔

آپ کی پیش کردہ حدیث

عن سعد بن ابی وقاص قال خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب فی غزوۃ تبوک فقال یا رسول اللہ تخلفنی فی النساء والصبیان فقال اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ غیر انہ لا نبی بعدی (مسلم کتاب الفضائل باب فضائل علیؓ جلد ۲ صفحہ ۲۷۸ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

شاہ صاحبؒ کی تحفہ والی حدیث

عن سعد عن ابیہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خرج الی تبوک فاستخلف علیا قال اتخلفنی فی الصبیان والنساء قال الا ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لیس نبی بعدی (بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک صفحہ ۶۳۳ مطبوعہ میرٹھ)

(۹)

دیکھیے" راوی ایک، حدیث ایک، موا ایک تقریباً الفاظ ایک۔ پھر آپنے شاہ صاحبؒ پر افترا بندی کیونکی؟ کیا "باب غزوہ تبوک" اور "فاستخلف علیاً" اور "اتخلفنی فی الصبیان والنساء" پر نظر نہین پڑی؟ مجھے یقین ہے کہ جناب اب ایسے دروغ بے فروغ کی ہمت کبھی نہ کرینگے:۔

بھلا آپ کو شاہ صاحبؒ سے کیا نسبت؟ تحفہ مین بس اتنا ہی ہے نا کہ ایک راوی کی جگہ دوسرے راوی کا نام درج ہو گیا یہ تو نہین ہوا کہ غیر صحیحین کی بات کو صحیحین کی طرف منسوب کر دیا ہے غیر حدیث کو حدیث کہدیا ہو، یا ایک روایت کو دو، اور دونون کو مخالف بتا دیا ہو۔ بخلاف اسکے جناب کا یہ حال ہے کہ "چھوٹا سا معمولی وہ بھی اردو کا رسالہ لکھتے ہین اور ذرا سے خط کا جواب دیتے ہین تو یہ کمال کرتے ہین کہ بجائے فتح الباری کے بخاری کا حوالہ دیتے ہین جب گرفت ہوتی ہے تو ایک غلطی کاتب کو عنایت فرماتے ہین دوسری غلطی پر خود سوء اتفاق کی پناہ لیتے ہین قول تابعی کو حدیث کہتے ہین ایک روایت کو دو، اور دونون کو کبھی مخالف سمجھکر جمع بین الروایتین کا ترانہ گاتے ہین کبھی ایک کو دوسرے کی

شرح و توضیح فرماتے ہین، حدیث زیر بحث کے متعلق کبھی لکھتے ہین "حدیث کے یہ الفاظ نہین ہین" کبھی دعویٰ کرتے ہین کہ یہ حدیث فلان سے مروی ہے" یہ حالت دیکھکر کہنا پڑتا ہے کہ ؎

چال سب چلتے ہین لیکن بندہ پرور دیکھکر ٹھوکرین مت کھائیے چلیے سنبھل کر دیکھکر

فقیر، عبدالشکور حنفی مرزاپوری، ۲۱-اکتوبر ۲۷ء

اصلیت جواب خط سے صاحب حال معلوم نہ ہونے پر مجبوراً بذریعہ ایک دوست پتہ چلایا، معلوم ہوا کہ شیخ ازہر حسین خانصاحب، جناب نواب شیخ احمد حسین صاحب خان بہادر کے فرزند ارجمند ہین، شیعہ ہین، عربی مطلق نہین جانتے، شائد صرف انٹرنس پاس ہین، رسالہ "قاتلان حسین پر نفرین" پر گو نام فرزند کا ہے مگر دراصل اس کے مؤلف آپ کے والد ماجد جناب نواب صاحب ہین، جواب خط بھی فرزند نے نہین دیا بلکہ نواب صاحب ہی نے لکھا ہے۔

(۱۰) نواب صاحب موصوف کو سنا ہے کہ اول سنی حنفی تھے، پھر غیر مقلد (اہل حدیث) یا وہابی بنے، اب نہ معلوم کیون شیعہ ہین مگر اورون پر ہنوز اپنے کو سنی ہی ظاہر کرتے ہین اور غالباً ان کو کوئی شیعہ کہے تو خفا بھی ہوتے ہین، حالانکہ سنا ہے کہ آپنے اپنی جائداد کے متعلق مخفی طور پر شائد یہ بھی لکھدیا ہے کہ میری شیعہ اولاد وغیرہ مستحقین ہین سے اگر کوئی غیر شیعہ ہو جائے تو وہ غیر مستحق ہے۔ بظاہر اس اخفائے مذہب کے ایک فائدہ تو یہ ہے کہ شیعہ انہین سنی جتلا کر سنیون سے کہین کہ دیکھو تمھارے سنی عالم، ہمارے موافق یہ لکھتے اور کہتے ہین چنانچہ ایک شیعہ کی کتاب[1] مین یہ لکھا ہوا مین نے خود دیکھا ہے کہ (شیخ احمد حسین صاحب جو اہل سنت کے بڑے رکن و ممبر ہین ایسا لکھتے ہین) دوسرا نفع یہ ہے کہ جناب نواب صاحب سنی بنکر حمایت شیعہ مین کتابین لکھین اور سنی انہین سنی سمجھکر ان کی کتابین دیکھین اور دھوکا کھائین ایسا ہی ہوا بھی کہ آپنے بہت سی کتابین لکھین ہین جنمین سے بعض میری نظر سے بھی گذرین۔ گو آپنے یہ نہین لکھا کہ مین شیعہ ہون مگر سب مین حمایت شیعہ کے سوا اور کچھ نہین ہے۔ آپ کی ایک مایۂ ناز کتاب "تاریخ احمدی" ہے جو فیض آباد سے بغرض تنقید میرے پاس آئی ہے اور پیش نظر ہے، اسکی بھی یہی کیفیت ہے، پھر لطف یہ کہ خواجہ حسن نظامی اور مولوی عصمت اللہ قادیانی کی تقریظ بھی بڑے آب و تاب سے

[1] اسی قسم کا ایک اور شیعہ رسالہ "شمسیہ" میری نظر سے گذرا جو مولوی ہادی جونپوری شیعی کا ہے اسکے صفحہ ۹ مین بمقابلہ اہل سنت، نہین شیخ صاحب کی کتاب "تاریخ احمدی" سے استدلال کیا گیا ہے اور حاشیہ پر حسن نظامی کی تقریظ سے توثیق مذکور ہے ۱۲

درج ہے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ مین جس وقت اسکی پوری تنقید بنام "تنقید سرمدی" شایع کرونگا اُسوقت نواب صاحب کو اپنی محنت کے ضائع ہونے کا ناقابل برداشت صدمہ اور افسوس ہوگا ۔ الغرض رسالہ "قاتلان حسین پر نفرین" بھی یقیناً آپ ہی کی تالیف ہے جسمین خوب جی کھول کر قاتلان حسین اور ان کے مذہب شیعہ کی حمایت کی گئی ہے، جو اس امر کیلئے کہ نواب صاحب اور انکے فرزند شیعہ ہین، قطعی شہادت ہے ۔ مگر یہ کہ "نواب صاحب بحیثیت مذہبی عالم ہونے کے قابل خطاب ہین" ہنوز تصدیق طلب ہے ۔

خطاب پہلے مین حیران تھا کہ مخاطب کسے بناؤن آپ کو یا ابن کو ۔ لیکن اب جبکہ اصلیت ظاہر ہو گئی تو یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ بجائے فرزند کے مجھے خود نواب صاحب کو مخاطب بنانا چاہیے ۔ چنانچہ مین نے یہی کیا بھی کہ رسالہ "دشمنانِ حسین" مین اکثر جناب نواب صاحب ہی کو مخاطب کیا ہے ۔

لفظ خطاب رسالہ "قاتلان حسین پر نفرین" مین شروع سے اخیر تک مجھے بلفظ "یزیدی" خطاب کیا گیا ہے ۔ اسی طرح مجھے بھی حق حاصل ہے اور میرے پاس بھی بکثرت ایسے الفاظ موجود ہین جنمین یہ نسبت کے لطف پیدا کر سکتی ہے، مثلاً سنتے ہین اطراف پریاوان مین مشہور ہے کہ نواب صاحب موصوف کے ہان نسلاً بعد نسلٍ خاندانی طور پر شمر کا خنجر چلا آتا ہے اور افواہ یہ ہے کہ دریا مین پھینکدینے پر بھی وہ پھر اپنے اُسی بیت مالوف مین واپس آجاتا ہے، اِس بنا پر لفظ شمر یا خنجر مین یاے نسبت لگا دینا کیا کچھ مشکل ہے ۔ لیکن یہ شیوہ اہل لعنت ہی کو مبارک ہو ۔ مین تو چونکہ مسلم، سنی، مقلد، حنفی ہون اور کسی شخص کے متعلق ایسے الفاظ کے استعال کو گالی اور گناہ سمجھتا ہون لہذا انجناب کو انہین کے محبوب و مرغوب لفظ "شیخ" صاحب سے خطاب کرونگا ۔

(۱۱)

روپوش محقق لکھنؤ سے شیعون کے دو ماہوار پرچے نکلتے ہین جنکا نام ہے "الواعظ" اور "سہیل یمن" حال ہی مین معلوم ہوا کہ ان دونون مین بھی میرے رسالہ قاتلان حسین کا رد چھپا ہے، حیرت ہوئی کہ ایڈیٹرون نے مجھسے کیون مخفی رکھا، شیعون کا یہ عجیب خاصہ ہے کہ جس کا جواب لکھین اُسی سے چھپائین اور غیرونکو دکھائین خیر تلاش ہوئی کہ ملے تو اسی سلسلہ مین اسپر بھی ایک نظر ڈال لون، الواعظ تو ہنوز دستیاب نہین ہوا، ہان سہیل ملا مگر اس طرح کہ دیباچہ کتاب لکھکر فارغ ہی ہوا تھا کہ ایک سنی دوست نے بدقت حاصل کرکے بھیجدیا دیکھا تو محرم ۱۳۴۶ھ مطابق جولائی ۱۹۲۷ء کا سہیل جلد ۲ نمبر ۴ ہے جسکے صفحہ ۶ لغایت صفحہ ۲۶ پر بعنوان "معرکۃ القلم"

اور "طرفداران یزید سے ہمارا قلمی جہاد" رسالہ قاتلان حسین کا تردیدی ذکر موجود ہے مگر لکھنے والا کون ہے؟ اس کا وجود مفقود ہے۔ بس سرورق پر فہرست مضامین میں مضمون نگار کے نام کی جگہ "ایک محقق" لکھا ہوا ہے غرض صاحب مضمون، اسماً، وطناً، نسباً، حسباً، مذہباً، علماً ہر طرح معدوم ہیں۔ گو جواب لکھکر ایسے مجہول محقق کی پردہ دری کرنی بھی فضول ہے مگر محض اس شہرت پر کہ سہیل یمن میں "معرکۃ القلم" کے تحت جو مضمون شائع ہوتا ہے وہ صرف شیعوں کے معتمد مجتہد و بے مثل مناظر جناب مولوی سید سبط حسن صاحب لکھنوی کا ہوتا ہے جی چاہتا ہے کہ اسی کتاب "دشمنان حسین" کے اخیر میں بطور ضمیمہ کچھ لکھدوں انشاء اللہ تعالیٰ۔

تمہید جواب

شیخ کی نفرین رسالہ کے نام میں قاتلان حسین پر نفرین کرنے سے ناظرین یہ خیال نہ کریں کہ شیخ صاحب شیعہ ہوتے تو قاتلان حسین کو نی شیعوں پر "نفرین" ہرگز نہ کرتے۔ کیونکہ مذہب شیعہ میں شیعہ اپنے ائمہ بلکہ ابو الائمہ کو بھی گالی دیکر، ان پر تبرا بھیجکر، انہیں قتل کر کے ثواب پاتے ہیں چنانچہ

(۱) اصول کافی صـــ۴۸۴ میں ہے، جب امام جعفر صادق سے کہا گیا، لوگ روایت کرتے ہیں کہ علی علیہ السلام نے کوفہ میں منبر پر فرمایا، "اے لوگو تم سے کہا جائیگا کہ مجھے گالی دو تو تم مجھے گالی دیدینا پھر کہا جائیگا کہ مجھسے تبرا کرو تو تم تبرا نہ کرنا۔" تو امام جعفر نے کہا لوگ علی علیہ السلام پر بہت جھوٹ جوڑتے ہیں اُنھوں نے تو یہ فرمایا تھا کہ تمہیں لوگ مجھے گالی دینے کو کہیں گے تو تم مجھے گالی دیدیجیو پھر تم کو مجھسے تبرا کرنے کیلئے کہا جائے گا حالانکہ میں دین محمد پر ہوں" اور یہ نہیں فرمایا تھا کہ مجھسے تبرا نہ کرنا۔ اسپر سائل نے پوچھا "اگر وہ قتل ہوجانا قبول کرے مگر تبرا کہنا پسند نکرے تو کیا حکم ہے۔ امام صادق نے جواب دیا خدا کی قسم قتل ہونا اسپر واجب نہیں اور نہیں جائز اُسے مگر وہی جو عمار بن یاسر نے کیا جب اہل مکہ نے ان کو مجبور کیا اتھا" یعنی بحالت مجبوری بجائے جان دینے کے، تقیہ کر کے اپنے معصوم اور مفترض الطاعۃ امام کو خوب گالی دینا اور ان سے اچھی طرح تبرا کرنا چاہیئے:۔

(۲) شیعوں نے امام حسینؑ کو کربلا میں بلا کر قتل کر دیا، اس کے متعلق علامہ خلیل قزوینی صافی میں صاف لکھتے ہیں کہ از جملہ باعث کشتہ شدن ایشان ... صلوات اللہ علیہ تقصیر شیعہ امامیہ است از تقیہ الخ،،

اپنے امام کو گالی دینا، تبرا کرنا، قتل کر دینا گو دنیا کے نزدیک افعال قبیحہ مو ذیہ مین سے ہے لیکن مذہب شیعہ مین شیعہ کیلئے یہ فریضۂ مذہبی داخل طاعت و عبادت، اور باعث ثواب ہے، اور برکت ہے تقیہ کی۔ سچ ہے ؎

کیا جو ظلم (جھوٹ) کا شکوہ تو یہ جواب ملا 		تقیہ ہم نے کیا تھا ہمین ثواب ملا

الغرض جب مذہب شیعہ مین شیعہ اپنے ائمہ کو گالی دیکر، تبرا بھیجکر، قتل کرکے ثواب پاتے ہین تو پھر شیخ صاحب کا شیعہ ہو کر تقیۃً اپنے کو نی قاتلان حسین شیعون پر "نفرین" کرکے مثاب ہونا کونسی بڑی بات ہے اور جب شیخ صاحب کی اپنے برادران شیعہ کے متعلق یہ شیرین زبانی ہے تو ہم اہل سنت کے ساتھ وہ جتنی بھی حسن مقالی فرمائین، کم ہے:-

شیخ کی گالی | گو مین جانتا ہون اور روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ اہلسنت کے مقابلہ مین شیعہ حضرات کے پاس گالی کے سوا اور کچھ نہین ہوتا۔ پھر بھی شیخ صاحب کی شرافت سے مجھے گالی کی امید نہ تھی لیکن خلاف امید یہ دیکھکر کہ آپ کی کتاب "قاتلان حسین پر نفرین" سب وشتم سے لبریز ہے، مین سراپا محو حیرت بن گیا کہ نواب صاحب گو شیعہ ہین لیکن خان بہادر ہین، پھر ایسے شریف کے قلم سے گالی کا لکھا جانا چہ معنی؟ چنانچہ شیخ صاحب نے خاص مجھے اور میری تحریر کو اور مدیر النجم کو جو گالیان دی ہین وہ بقید صفحہ وسطر ملاحظہ ہون

(۱۲)

نمبر شمار	گالی	صفحہ	سطر	کیفیت
۱	معاویہ شاہی	۰	۰	سرورق
۲	رسالہ یزیدیہ	۱	۷	
۳	خارجی مشرب۔ پردۂ خارجیت	۲	۳	
۴	تحریر سراپا تزویر	۲	۴	
۵	گندم نما جو فروش	۲	۱۰	
۶	بفحوائے "ای بسا ابلیس آدم روئے ہست" سنی نما مولوی	۲	۱۳ و ۱۴	
۷	رسالہ قاتلان حسین کے غائبانہ کمانڈنگ افسر ثانی ابن سعد مولوی عبدالشکور صاحب	۳	۱۱ و ۱۲	
۸	یزیدی۔	۳	۱۵	یہ گالی ۹۶ صفحہ کے رسالہ مین ۷۳ جگہ دیگئی ہے۔

نمبر شمار	گالی	صفحہ	سطر	کیفیت
۹	کذب و دغابازی	۱۷	۲و۳	
۱۰	یزیدی صاحب کی یہ اوپچ حیرت بالائے حیرت کی مصداق اور جو لائے کے تیر والی اس مثل کی نظیر ہو	۲۵	۹و۱۰	
۱۱	تدین خارجی	۲۵	۱۲	
۱۲	مبلغ تعصب	۲۵	۱۳	
۱۳	دماغ بغض آل رسول کے سواد خارجی سے دھوان دھار	۲۶	۱۲	
۱۴	یزید کا حق امتی ادا کرنے کے بعد	۳۱	۱۶	
۱۵	خدائے عادل ابن زیاد کے اعمال کی جزا مین یزیدی صاحب کو بھی نانا ین حصہ دے	۳۹	۶و۷	
۱۶	اپنے حظ نفس کے لیے کسی کی گردن مثلاً یزیدی صاحب ہی کی مار دے۔	۴۲	۱۰و۱۱	
۱۷	ابن سعد بھی یزیدی صاحب کیطرح بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر کا عامل تھا	۴۴	۱۴و۱۵	
۱۸	مرزاپوری اونٹ کی کون کل سیدہی ہو۔ ہاتھ لا اُستاد کیون کیسی کہی	۴۹	۷	
۱۹	یزیدی صاحب کی دریدہ دہنی	۵۳	۸	
۲۰	(شمر) یزیدی صاحب کا ایسا منہ لئے ہوئے خائب وخاسر واپس گیا	۵۶	۴	
۲۱	یزیدی صاحب... خود قاتلان حسین کی زندہ یادگار بنگئے ہین	۶۱	۱۰	
۲۲	(قاتلان حسین) کیسے مسلمان تھے (جیسے) یزیدی صاحب	۶۱	۱۲	
۲۳	شائد یزیدی صاحب نے گلستان بھی نہین پڑھی	۶۲	۱۰و۱۱	
۲۴	دروغ گویان پاٹا نالہ	۴۳	۱۴	یہ گالی مدیر النجم کو دیگئی ہے

شیخ صاحب کے قلم حقیقت رقم نے اسی پر ختم نہین کیا بلکہ مجھے اور مدیر النجم کے علاوہ اورون کو حتی کہ صحابہ کو بھی ہدیہ سب و تبرا سے یاد فرمایا ہے جسے مین آیندہ اپنے موقع پر نمبروار نقل کرونگا۔ ان گالیون کو دیکھکر کہنا پڑتا ہے کہ جب شیخ صاحب جیسے جدید اور مہذب شیعہ کی تہذیب کا یہ حال ہے تو پھر خاندانی شیعون کا کیا کہنا ہے چنانچہ ضبط شدہ رسالہ ارغام الکفرہ مصنفہ شیعہ ابھی حال کا تازہ واقعہ ہے جو اس امر کا بین ثبوت ہے کہ اہل سنت کے مقابلہ مین شیعہ بجائے علم کے اشتعال انگیز امور سے کام لیتے ہین۔ شیخ صاحب یا ان کے فرزند نے بھی مدعی اہل علم ہوکر اپنے رسالہ ،، قاتلان حسین پر نفرین ،، مین یہی روش اختیار کی ہے کاش

(۱۴)

کوئی شیخ صاحب سے کہتا کہ جناب نے قانون سے خوف نہین کہا، کم از کم اپنے خطاب اور شرافت ونجابت کا تو کچھ پاس ولحاظ کیا ہوتا شیخ صاحب، بلا تقیہ ذرا انصاف سے فرمائیے، کیا شرفا اور اہل علم کی یہی روشن ہوتی ہے، افسوس:-

شیخ کا شک بعد تسمیہ شیخ صاحب اول بطرز شیعہ ایک خطبہ لکھتے ہین جو حمد وصلوۃ اور تبرا سے مرکب ہے پھر اس سے فارغ ہو کر رسالہ "قاتلان حسین" کے مؤلف کے متعلق اپنا شک اس طرح ظاہر فرماتے ہین-

"معلوم نہین کہ یہ مولوی عبدالشکور صاحب مدیر النجم ہین اور انھون نے اس موقع پر مصلحۃً مرزا پوری نقاب اپنے روے انور پر ڈال لی ہے یا فی الواقع کوئی دوسرے عبدالشکور صاحب ہین" ص۱

شیخ صاحب کو نہ معلوم اسمین کیون شک ہے؟ شائد اس لئے کہ جسطرح اُنھون نے رسالہ "قاتلان حسین پر نفرین" لکھا تو خود مگر نام لگا دیا اپنے فرزند کا، ویسے ہی بقول شخصے "المرأ یقیس علی نفسہٖ" کتاب "قاتلان حسین" کے مولف کی نسبت بھی ایسا ہی خیال فرمالیا- حالانکہ

(۱) شیخ صاحب اگر النجم دیکھا کرتے ہین تو اُنہین خوب معلوم ہے کہ اُسمین اس سے پیشتر اسی ناچیز (عبدالشکور مرزا پوری) کا رد آریہ مین تحریف وید، بیان الحق، تحفہ آریہ کے علاوہ خود رد شیعہ مین بھی کئی رسالے مثلاً حرمت تعزیہ، تاریخ تعزیہ، تحفہ امامیہ، ارتداد شیعہ شائع ہو چکے ہین　(۱۵)

(۲) النجم جلد ۴ ملا و ۱۲- بابت جمادی الثانی ۱۳۴۵ھ کے صفحہ ٹائیٹل پر فہرست مضامین مین مضمون "قاتلان حسین" کے سامنے، صاحب مضمون کے خانہ مین مدیر النجم کا نہین بلکہ علانیہ بقید "حافظ- حکیم- مرزا پوری" میرا ہی نام لکھا ہوا ہے:-

(۳) خود رسالہ "قاتلان حسین" کے سرورق پر بھی بقید مذکور اسی خاکسار کا نام درج ہے:-

(۴) مضمون کتاب کے ختم پر بھی بخط جلی "حررہ فقیر محمد عبدالشکور حنفی مرزا پوری" مکتوب ہے:-

ان امور کے باوجود بھی شیخ صاحب کا شک کرنا اگر "تجاہل عارفانہ" نہین تو اور کیا ہے؟ پھر لطف یہ ہے کہ جناب شیخ صاحب ایک مزے کی بات یہ بھی لکھتے ہین کہ

"بہر حال مجھے اس سے کچھ بحث نہین- ترکی باشد کہ کدو" ص۲

چہ خوش! اے جناب اگر آپ کو اس سے کچھ بحث نہ تھی تو اتنا بھی لکھکر جو کاغذ سیاہ کیا گیا، آخر یہ کیون؟ ہان اگر یہ خیال ہو کہ "قاتلان حسین" ایک عالمانہ اور فاضلانہ مضمون ہے جس کے لکھنے کی اہلیت عبدالشکور

مرزا پوری بن نہین ہے تو علاوہ ازین کہ یہ خیال خود جناب کے اس خوش فہمی کی دلیل ہے کہ لکھنوی اور مرزا پوری عبدالشکور کی شان تحریر وطرز تالیف مین جو بین فرق ہے آپ ہنوز اسکو بھی نہین پہچان سکتے بندہ خود حاضر ہے، جب جی چاہے دو بدو بیٹھکر دو دو باتین کر کے تجربہ کر لیجئے لیکن سنی کے مقابلہ مین جو شیعہ کو اپنا مبلغ علم، مذہب اور نام تک چھپائے، بھلا اس سے اسکی امید کب ہو سکتی ہے۔

آپ نے فاضل مدیر النجم کے متعلق "مصلحۃ مرزا پوری نقاب" ڈالنے کی بھی ایک ہی کہی۔ ذرا انصاف تو فرمایئے کہ جو شخص تقریباً ۲۵، ۳۰ برس سے "ڈنکے کی چوٹ" شیعون کے حملونکی مدافعت اور بجانب اہل سنت صحابہ رسول کی حمایت وخدمت کر رہا ہو اور اسکے مقابلہ مین مجتہدین شیعہ تک "انگشت حیرت در دہان نیمہ درون نیمہ برون" ہو رہے ہون، وہ آج منھ کیون چھپانے لگا۔ یہ خیال کہ "قاتلان حسین شیعہ" معہ دلیل جب النجم کے مناظرہ حصہ اول مین (۱۳۲۳ھ مین) شائع ہوا تھا (جس کا اعلان خود مدیر النجم نے رسالہ قاتلان حسین کی تقریظ مین بھی کیا ہے) تو اُسوقت نیز تقریظ مین اُنھون نے کوئی نقاب کیون نہ ڈالا؟

(۱۶) شیخ کی غلط بیانی | شیخ صاحب نے ایک کتاب "چور لالٹین" لکھی مولوی حافظ سید حسن عسکری صاحب نے اسکا جواب "ساہوکار لالٹین" لکھا جو النجم مین بدفعات شائع ہوا، اسکے بعد میری کتاب "قاتلان حسین" چھپی، اسی بنیاد پر شیخ صاحب لکھتے ہین۔

"چور لالٹین کے مقناطیسی عمل نے ان حضرات سے اقبال جرم کرانا شروع کر دیا چنانچہ مولف رسالہ قاتلان حسین کا شمار بھی انہین لوگون مین ہے" صہ

حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے، مجھے "ساہوکار لالٹین" کے چھپنے سے پہلے "چور لالٹین" کی خبر بھی نہ تھی، مدت ہوئی جولائی سنہ ۱۹۲۶ء مین بنارس مین مسجد کے متعلق شیعہ سنی کا مقدمہ تھا، مولنا مدیر النجم مدعو تھے، مین بھی حاضر ہوا تھا، وہین مین نے مولنا موصوف سے کہا تھا کہ النجم کے لئے کتاب "قاتلان حسین" لکھ رہا ہون۔ پھر اکتوبر سنہ ۱۹۲۶ء مین بغرض شرکت جلسہ مولنا فیض آباد تشریف لائے، خاکسار بھی گیا اور وہان قاتلان حسین کا نصف مسودہ دیکر عرض کیا کہ بقیہ نصف بھی صاف کر کے جلد روانہ کرونگا۔ اسکے بعد بتاخیر صفر سنہ ۱۳۴۵ھ یعنے ستمبر سنہ ۱۹۲۶ء کے النجم جلد ۴ نمبر ۳ سے ساہوکار لالٹین کی اشاعت شروع ہوئی اور اسوقت بھی "چور لالٹین" کی مجھے صرف خبر ہی خبر تھی اور اسکی زیارت سے

ہنوز محروم ہون - پس شیخ صاحب کا خیال و بیان بالکل خلاف واقع ہے:-

شیخ کی چال بذریعہ اخفائے مذہب دوسرون کو مغالطہ دینا یہ خصوصیات شیعہ سے ہے، شیخ صاحب کو بھی گو نئے شیعہ ہین تاہم اس فن مین اچھا ملکہ ہے چنانچہ شیعہ ہو کر بھی بظاہر آپ شیعیت سے کچھ ایسے ناراض ہین کہ لکھتے ہین -

---

"مجھے نہ اقوال شیعہ سے غرض ہے نہ مناظرۂ سنی و شیعہ سے" صہ

جناب شیخ صاحب آپکا یہ فقرہ آپکے صلح کل ہونے یا شیعہ نہ ہونے کی قطعاً ناکافی ضمانت ہے بلکہ اسکے برعکس مخالفت اہل سنت اور شیعونکی حمایت مین آپ کی مطبوعہ کتابین قطعی شہادت ہین۔ اگر اقوال شیعہ سے غرض نہین تو شیعونکی حمایت اور مناظرۂ سنی و شیعہ سے واسطہ نہین تو سنیون کا رد کیون کرتے ہین - عجیب چال ہے کہ شیعون کی طرف سے سنیون کے مقابلہ مین سب کچھ کرتے ہین اور پھر بھی کہتے ہین کہ ہمین اقوال شیعہ اور مناظرۂ سنی و شیعہ سے کچھ غرض نہین" - یاد رہے

ہر رنگیکہ خواہی جامہ می پوش ‏‏ ‏‏ من انداز قدت را می شناسم

شیخ کی حق پوشی مذکورالصدر فقرہ کے بعد شیخ صاحب فرماتے ہین

"بلکہ مین اُنھین مقاصد پُر مفاسد پر روشنی ڈالنا چاہتا ہون جنھین گندم نما جو فروش مولوی صاحب نے مظالم دشمنان اہل بیت کی پردہ پوشی کے لئے تصنیف کئے ہین اور جن کو رسالہ قاتلان حسین کا اصل موضوع یقین کرنا چاہیئے" صہ

(۱۷)

اسمین آپنے دو باتین فرمائی ہین - ایک آپنے رسالہ قاتلان حسین پر نفرین کے تالیف کی غرض - دوسرے میرے رسالہ قاتلان حسین کا موضوع، اور اپنے غرض تالیف کا سبب میرے موضوع کتاب کو قرار دیا ہی لہذا اول یہ دیکھنا چاہیے کہ میری کتاب کا موضوع کیا ہے - اس لئے میرے رسالہ قاتلان حسین کی تمہید کا حسب ذیل اقتباس ملاحظہ ہو۔

"(۱) اہل تشیع کی زبان پر بس محبت اہل بیت کا ایک چلتا ہوا فقرہ ہے جس سے ان کے مبلغین اکثر ناواقف سنیون کو گمراہ کرتے پھرتے ہین - ضرورت تھی کہ اہل سنت کی حفاظت کے لئے شیعون کے دعوای محبت اہل بیت کا راز طشت ازبام کر دیا جائے - چنانچہ رسالہ ہذا اسی مقصد کے لئے ہدیۂ ناظرین ہے" صہ

(۲) لفظ محبت اہل بیت کے معنی اہل سنت کے نزدیک نہ صرف عمدہ بلکہ جزء ایمان ہین مگر فرقہ شیعہ کے یہان عملا اس کے معنی عداوت اہل بیت کے سوا اور کچھ نہین - اسکو یون سمجھیئے کہ قاتلان حسین سنی تھے یا شیعہ حسب کتب شیعہ اس کا یہ جواب نہین دیا جا سکتا کہ سنی تھے ،، صا

(۳) ہان سوال مذکور کا صحیح جواب اگر ہو سکتا ہے تو صرف یہ کہ قاتلان حسین شیعہ نکلے" ص۱۲

اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ میرے رسالۂ قاتلان حسین کا موضوع مظالم دشمنان اہل بیت کی پردہ پوشی نہین بلکہ خود کتب شیعہ سے شیعہ دشمنان اہل بیت کے مظالم کا ظاہر کرنا ہے اور اسکا مقصد چونکہ شیعون کے فریب سے اہل سنت کی حفاظت ہے، اس لئے شیخ صاحب کا اس کو" پر مفاسد" کہنا اُن کے شیعہ ہونیکا بیّن ثبوت ہے۔

الغرض اگر اہل بیت پر مظالم ہوئے تو کس نے کئے؟ مین نے حسب کتب شیعہ اپنے رسالہ" قاتلان حسین" مین اُن مظالم کے نسبت کی تصیح اور ظالمون کی تعیین و تشخیص کی کہ اہل بیت شیعہ مظالم کے تختۂ مشق تھے شیخ صاحب کا پھر بھی اِس" پردہ دری" کو" پردہ پوشی" کہنا" حق پوشی" نہین تو اور کیا ہے؟ افسوس کہ شیخ صاحب

اب تک نہ ہوئے مغز سخن سے آگاہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

(۱۸) شیخ کا افترا شیعہ حضرات عموماً اہل سنت کو ہمیشہ سے خارجی اور ناصبی کہتے آئے ہین اور اب یہ کوشش ہے کہ وہابی بھی کہین چنانچہ شیعون نے حامی اہل سنت فاضل مدیر النجم کو وہابی مشہور کرنے کی بڑی جد وجہد کی شیخ صاحب آخر شیعہ ہین اور مین سنیونکی طرف سے شیعون کا رد بھی اور جواب لکھا کرتا ہون لہذا شیخ صاحب کی میرے متعلق بھی یہی کوشش ہے۔ اس کے لئے اوّل آپنے میرے نام مین تحریف کی کہ میری ہر کتاب مین اور خود رسالہ قاتلان حسین" مین میرے نام کے ساتھ حنفی ضرور لکھا ہوا ہے جو اس امر کی علامت ہے کہ مین مسلم، سنی مقلد اور مذہباً حنفی ہون لیکن شیخ صاحب نے اس کو حذف کر کے مجھے اپنی طرح مجہول المذہب قرار دیا۔ پھر خواہ مخواہ اپنی طرف سے یہ افترا کیا کہ مجھے اس طرح خارجی لکھا

"مین اس موقع پر یہ گذارش بھی ضروری سمجھتا ہون کہ بقولے" ای بسا ابلیس آدم روے ہست سنی نما مولوی صاحب کیطرح اکثر خارجی مشرب لوگ اہل سنت کے بھیس مین چھپے[۱] ہوے چلے آتے ہین" ص۲

[۱] شیخ صاحب، ہم چھپے نہین بلکہ ہزار برس سے آپکے امام غائب معہ قرآن" چھپے ہوئے چلے آتے ہین" ۱۲

اتنے پر بھی آپ کے جذبۂ تبرا دافتر کو تسکین نہ ہوئی تو اسکے بعد بلفظ وہابی مجھے بدنام کرنے کیلئے یون رقمطراز ہوئے

چنانچہ مولنا فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ ردوھابیہ مین یون داد تحقیق دی ہر کہ

"اندراج خوارج ومعتزلہ در حنفیہ زائد از حد است ہزاران ہزار معتزلی وخارجی در فروع فقہیہ

حنفی بودہ اند" ص۲و۳

شیخ صاحب، آپنے "مولنا" اور "رحمۃ اللہ" کے ساتھ ایک سنی (ناصبی) کی داد تحقیق تو نقل کر دی لیکن

اب آپ اپنے علم وفہم پر بھی ماتم کیجئے کیونکہ جناب کی معتبر منقولہ عبارت مین نہ وہابیت کا ذکر ہے اور نہ اس کا

وجود ہے کہ خوارج ومعتزلہ جو فروع فقہ مین حنفی ہین وہ "چھپے ہوئے چلے آتے ہین" اس خوش فہمی پر شیخ کی

یہ شیخی بھی قابل داد ہے جو پھر بڑی جرأت کے ساتھ فرماتے ہین۔

"پس ایک مدت دراز تک تو یہ حضرات روایت صحیح بخاری "التقیۃ جائزۃ للمومنین

الی یوم القیامۃ" پر عمل کرکے نقاب سنیت مین اپنے منھ چھپائے رہے" ص۳

(۱۹)

شیعو! ذرا اپنے نئے شیعہ شیخ کو سمجھاؤ کہ آپ مدعی "اہل علم" ہو کر یہ کیسی بہکی باتین کرتے ہین

ہم نہ کہتے تھے کہ حضرت شیخ جی کہنے کو ہین

بے سروپا کیسی سیدھی بات مین کہنے لگے

زیب تقیہ شیخ صاحب، نقاب سنیت سے جو الفت آپکی شیعیت کو ہے وہ بھلا کسکی قسمت مین ہے۔ آپ خود

اپنے ہی نقاب سنیت سے پوچھ لیجئے کہ اسمین کون منھ چھپائے ہین خوارج یا روافض؟ مزید ثبوت کا شوق

ہو تو ملاحظہ ہو۔

(۱) قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین مین لکھتے ہین

"علمائے شیعہ بعلت تمادی استیلائے اصحاب شقا وشقاق واستیلائے ارباب تغلب ونفاق ہموارہ در زاویہ تقیہ مخفی بودہ اند وخود را شافعی یا حنفی نمودہ اند" انتہی بحذف الزوائد

علمائے شیعہ بوجہ امتداد تسلط مخالفین وغلبہ متغلبین ومنافقین ہمیشہ گوشہ تقیہ مین چھپے رہے اور اپنے کو حنفی یا شافعی ظاہر کرتے رہے ہین:-

(۲) علامہ حلی منہج الکرامہ مین فرماتے ہین۔

کثیرا ما رأینا من یتدین فی الباطن بدین الامامیۃ ویمنعہ من اظہارہ حب الدنیا

ہم نے بہت کچھ ایسے لوگ دیکھے ہین جو باطن مین مذہب شیعہ رکھتے تھے مگر بوجہ حب دنیا

(۶) خود تمہید کی بھی بعض ضروری باتون کا جواب نہین دیا۔

(۷) جن کتابون کا حوالہ دیا ان کے متعلق تاریخ احمدی کیطرح یہ التزام کیا کہ نہ مطبع و ایڈیشن لکھا نہ کتابون کی جلد (حصہ) اور صفحہ کا ذکر کیا۔

(۸) کتابون کی عبارت نقل کی مگر اس طرح کہ ضعیف اور موضوع روایت لکھدی کہین ناقص عبارت درج کی کہین "ایجاد بندہ گرچہ گندہ" بغرض تائید شیعہ خود اضافہ کردیا، کہین غلط ترجمہ کیا، کہین مطلب صحیح ناقابل اعتراض تھا مگر دانستہ یا نادانستہ بوجہ خوش فہمی غلط فہمی ہوئی۔

(۹) مزید غضب یہ کیا کہ ہم اہل سنت کے مقابلہ مین اپنی کتب شیعہ کو بھی پیش کردیا جیسے مروج الذہب و معادن الجوہر مسعودی، روضۃ الاحباب جمال الدین محدث (دونون کے شیعہ ہونیکی تحفہ اثنا عشریہ مین تصریح بھی موجود ہے) اور حبیب السیر غیاث الدین ہروی۔

(۱۰) ایسے غیر معتبر لوگون کی کتاب کا بھی حوالہ دیا جن کا کچھ حال نہین معلوم کہ وہ سنی ہین یا شیعہ، مثلاً یزید نامہ حسن نظامی اور کتاب روضۃ الشہدا ملا حسین واعظ کاشفی۔ (۲۲)

(۱۱) ایسی کتاب کا بھی حوالہ دیا جو محض بنا بر شہرت کسی بڑے مستند سنی عالم کیطرف منسوب ہے جیسے سر الشہادتین، حالانکہ قرائن مؤید ہین کہ وہ کسی شیعہ کی تصنیف یا تحریف کردہ ہے۔

(۱۲) اہل سنت کی جن کتابون کو ماخذ قرار دیا ہے ان مین سے بیشتر وہ ہین جنہین بلا التزام صحت رطب و یابس سب کچھ موجود ہے جس سے فسیخ نے ضعیف موضوعات، مکذوبات مفتریات کو لیکر اپنی کتاب نایاب کو زینت دی ہے جیسے تاریخ الخمیس، تحریر الشہادتین، تاریخ ابن واضح، حیوۃ الحیوان، اسنی المطالب وغیرہ۔ ایسی کتاب بھی پیش کی ہے جو بلحاظ فن تاریخ قطعاً ناقابل استدلال ہے جیسے رویائے صادقہ ڈپٹی نذیر احمد

ا؎ ساہو کار لالٹین کے جواب ۱۲ا مین شیخ صاحب کے فرضی ابو شکور صاحب احمدی حنفی نے اسی تحفہ کے ایسے ہی حوالہ کے متعلق لکھا تھا "تحفہ تحائف دکھا اپنے جاہل معتقدین کو یا ان لوگون کو جنہون نے محض مکتبی تعلیم حاصل کرکے مولوی کا لقب حاصل کیا ہے" حالانکہ جو مکتبی تعلیم سے بھی محروم ہو فرزند اگر ہو بھی تو سوا تفاق سے صرف انگریزی مین وہ بھی بدقسمتی سے محض انٹرنس تک اور معتقد ایسا ہو کہ عیب کیطرح پردہ پوشی کیلئے اسکی شیعیت و جعفریت و رافضیت بھی نقاب ثلثہ یعنی احمدیت و سنیت و حنفیت کی رہین منت ہو وہ اس خانہ ساز قاعدہ کے مطابق تحفہ تحائف کا بدرجہ اولی سب سے زیادہ مستحق ہوگا "پس مین بھی وضع الشئی فی غیر محلہ" کا مرتکب نہین ہون ۱۲ ۲؎ مکتبی تعلیم اور اس بنا پر مولوی لقب اگر غیر محمود ہے تو آپ جلد ایک عام تحریری اعلان کردین کہ گذشتہ و حال و آیندہ کا کوئی شیعہ مکتبی عالم نہ مولوی تھا نہ مجتہد اور اب انکو کوئی شیعہ کبھی مولوی اور مجتہد نہ کہے نہ لکھے (دیدہ باید) ۱۲

یان صحیح بخاری میں بعد کتاب الباری البتہ ایک ایسی کتاب ہے جسمین من اولہ الی آخرہ صحت کا التزام ہے لیکن افسوس
کہ اہل سنت کی اس قابل حجت کتاب سے شیخ صاحب کچھ ایسے خوف زدہ ہین کہ اپنی ساری کتاب مین اسکا صرف
ایک جگہ وہ بھی اخیر ص۶۵ مین اسطرح نام لے سکے کہ بقول کسے "کل اناء یترشح بما فیہ" ولولہ حمایت
شیعہ اور جذبۂ عداوتِ صحابہ نے ان کی شیعیت کی حقیقت کو بالکل بے نقاب کر دیا، چنانچہ جواب الجواب
مین اس موقع پر ناظرین کو معلوم ہو جائے گا کہ "نقاب سنیت" کے "پسِ پردہ" کون مخفی ہے انشاء اللہ تعالیٰ

جواب کتاب

گو تحریر مذکورۂ بالا شیخ صاحب کے پورے رسالہ کے جواب کیلئے کافی ہے تاہم اس لئے کچھ
اور بھی لکھے دیتا ہون کہ اجمال مذکور کی قدرے تفصیل ہو جائے اور ناظرین شیخ صاحب کی نقاب
سنیت مین چھپی ہوئی شیعیت کو بھی ذرا سراپا اور بے حجاب دیکھ لین۔

جناب شیخ صاحب، آپکے ۶۶ صفحہ کا ایک مختصر عام اور شافی جواب لاجواب تو یہ ہے کہ
آپنے حضرت ابوسفیانؓ حضرت امیر معاویہؓ اور یزید، ابن زیاد، ابن سعد، شمر کے خلاف جتنی
روایتین نقل فرمائی ہین اُن کے ونیز اُن جیسی دیگر تمام روایتون اور انکے منقول عنہ کے متعلق

۲۴

آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھین　　ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہوگی

سابقًا اپنے قدمائے شیعہ کی کہانی خود علمائے شیعہ کی زبانی تو معلوم ہی کر چکے کہ وہ حُبِّ دنیا
وطلب ریاست مین از راہ تقیہ تا مرگ (سنی، حنفی، شافعی، حنبلی بنکر اہل سنت کے امام اور مدرس
اعلیٰ تک ہوتے اور اس طرح بڑی بڑی آمدنیون اور تنخواہون کے مالک ہوتے تھے۔ اب یہ مزید ستم
ظریفی بھی سُن لیجیے کہ وہ اِسی فریب پر بس نہین کرتے تھے بلکہ اہل سنت کی کتابون اور ان کی
روایتون مین ڈاکہ زنی کرتے تھے، چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین مین رقمطراز ہین

بسیارے از اصحاب خود را دیدہ بودم کہ چون استماع
علم عامہ و علم خاصہ کردند ہر دو را باہم مخلوط ساختند
تا آنکہ حدیث عامہ را از خاصہ روایت نمودہ اند
وحدیث خاصہ را از عامہ:—

مین نے بہت سے اپنے ہم مذہبون (شیعون) کو
دیکھا ہے کہ جب انھون نے عامہ (سنی) اور خاصہ
(شیعہ) کا علم (حدیث) حاصل کر لیا تو دونوں کو باہم ملادیتے حتی کہ
سنیونکی حدیثین شیعون سے اور شیعونکی حدیثین سنیون سے روایت کرتے تھے

مشاہدہ کیلئے کسی اور سنی نما شیعہ اور اسکے فریب دہ کتاب کے تلاش کی حاجت نہین، بس آپ اور آپکی کتابین بالخصوص "تاریخ احمدی" اور زیر جواب کتاب "قاتلان حسین پر نفرین" کافی ہو جب یہ حال ہو کہ بقول شخصے

ہم تو ڈوبینگے مگر تم کو بھی لے ڈوبینگے

قدیم شیعون نے جو تخریب اسلام اور تائید کفر کے لئے اپنے اصلی قرآن کو غائب کرکے ہمارے قرآن موجود کو غیر معتبر قرار دینے کی سعی بلیغ کرچکے تھے، نقاب سنیت مین چھپکر کتب اہل سنت کو مشکوک بنانیکے دُھن مین خود اپنا گھروندہ مٹا دیا اور ایسا مٹایا کہ شیعون کے ہاتھ سے قرآن اور قرآن کے ساتھ ایمان تو جا ہی چکا تھا کتب شیعہ بھی برباد ہوئین اور ایسی برباد ہوئین کہ مجبوراً علماء شیعہ مثلاً منشی سبحان علی خان جیسے کو نقاب سُنیت مین چھپے ہوئے شیعہ مولوی نور الدین کے خط مین اقرار کرنا پڑا کہ

"البتہ مشکل ست کہ علماے ما وقت تحریر کار بہ دور اندیشی وحفظ از اعتراض حریف بہ بعض جاہا نکردہ اند"

(۲۴)

بلکہ بعض جگہ بمصداق "آپ شرماتے ہین اپنے خندۂ باطل سے ہم" اُنھین یہانتک لکھنا پڑا کہ "تناقض اخبار رگِ جان رامی خراشد"[۱] تو ہم اہل سنت کے مقابلہ مین جو حدیث بے سند کو بھی نہین مانتے آپ کے پیش کردہ بے سند یا باسند اخبار و روایات بالجاہیل فی المثالب کی کیا حقیقت ہے کہ جنھین آپ اپنے جواب کی کائنات سمجھکر میرے سامنے پیش فرما رہے ہین - اس کو آپ یون سمجھین کہ اہل سنت کے مقابلہ مین آپ یا آپ کے ہم مذہب شیعہ جتنے مثالب پیش کرتے ہین، وہ اگر کتب شیعہ و سنی مین کہین نہین محض فرضی ہین تو فھو المراد، اور اگر ہین تو صرف کتب شیعہ مین یا محض کتب اہل سنت مین یا دونون مین ؟

(۱) اگر صرف کتب شیعہ مین ہین تو آپ کو کیا حق ہے کہ اُنھین ہم اہل سنت کے سامنے پیش کرکے طالب جواب ہوتے ہین :-

(۲) اگر محض کتب اہل سنت مین ہین تو اوّلاً یہ صورت ہی غلط ہے، ثانیاً شاذ و نادر ہو بھی تو اس روایت مثالب کو اہل سنت صحیح مانتے ہین یا غلط، صحیح مانتے ہین تو کتب فن سے ائمہ فن کے قول سے ثبوت دیجیے، غلط مانتے ہین تو آپ کیون پیش کرتے ہین، ثالثاً جس کتاب مین بعض مثالب ہین اسمین اکثر مناقب بھی ہین یا نہین، دوسری صورت غلط ہے پہلی صورت مین مثالب سے مناقب کی خبر و روایت اہل سنت کے نزدیک

[۱] دیکھو رسالۃ المکاتیب فی رویۃ الثعالب الغرابیب مرتبہ مولٰنا حیدر علی قدس سرہ، مطبوعہ شرف المطابع دہلی ۱۲۹۲ھ منہ ۵۲ ایضاً ص ۶۵، منہ

صحیح ہے یا نہین، اگر صحیح ہے اور یقیناً صحیح بلکہ اصح ہے تو آپنے مناقب سے چشم پوشی کرکے صرف مثالب پر قناعت کیون کی :-

(۳) اگر کتب شیعہ و سنی دونون مین ہین تو کتب شیعہ کے متعلق نمبر ایک اور کتب اہل سنت کے متعلق نمبر دو کی تقریر جاری فرماکر کچھ علم و ہمت اور دیانت ہو تو جواب باصواب عنایت فرمایئے ورنہ مقابلہ مین آنے کا پھر نام نہ لیجئے - اب کچھ مفصل بھی ملاحظہ ہو -
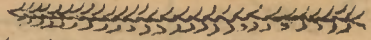
حضرت ابوسفیان رض شیخ صاحب! اپنے جب اپنے رسالہ مین ان کا ذکر کرنا کجا کہین نام تک نہین لیا تو آپنے خواہ مخواہ ان کا تبرا آمیز ذکر کیون کیا؟ خیر چھیڑا ہے تو سنیئے

یہ فتح مکہ کے دن ویسے ہی اسلام لائے جس طرح حضور صلعم کے عم محترم حضرت حمزہ رض اور حضرت عباس رض کفر کے بعد اسلام لائے تھے، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور خسر تھے (کیونکہ انکی صاحبزادی حضرت ام حبیبہ رض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہین) نسباً ان کا اور حضور صلعم کا سلسلہ اوپر عبد مناف تک جاکر ملجاتا ہے، ان کے کچھ فضائل بنگاہ سنیت دیکھئے -

اس حیثیت سے کہ یہ کفر کے بعد اسلام لائے اور کفر کے بعد اسلام قبول کرنے والون کے حق مین منجانب اللہ یہ بشارت ہے

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۔ پ ۱۹ سورہ فرقان ۔	مگر جسنے توبہ کی اور ایمان لایا اور کیا کام اچھا تو بدل دیگا اللہ اسکے گناہون کو نیکیون سے اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے -

اور منجانب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ مبارک خوشخبری ہے

الاسلام یھدم ماقبلہ (مسلم شریف)	اسلام تمام پچھلے گناہون کو نیست و نابود کردیتا ہے

اور اس حیثیت سے کہ یہ صحابی تھے اور اپنے اصحاب کے حق مین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امت کو یہ حکم ہے

۱- اکرموا اصحابی الحدیث (نسائی)	تم میرے اصحاب کی عزت وحرمت کرو
۲- اوصیکم باصحابی (ترمذی)	مین اپنے اصحاب کی عزت وحرمت کی تم کو وصیت کرتا ہون
۳- اصحابی امنة لامتی (مسلم)	میرے اصحاب شر و فتن سے میری امت کیلئے پشت و پناہ ہین
۴- لاتسبوا اصحابی (صحیحین)	میرے اصحاب کو برا نہ کہو
۵- لاتسبوا احدا من اصحابی (مسلم)	میرے اصحاب مین سے کسی ایک صحابی کی بھی بدگوئی نہ کرو -

۶-من احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم۔ (ترمذی)	جو صحابہ کو دوست رکھتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے دوست رکھتا ہے اور جو صحابہ سے بغض رکھتا ہے وہ میرے بغض کی وجہ سے بغض رکھتا ہے۔
۷-اذا رأیتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علی شرکم (ترمذی)	جب تم دیکھو کہ لوگ میرے اصحاب کو برا کہتے ہیں تو (جواب مت دو بس یہ) کہو کہ تمھاری اس شرارت پر خدا کی پھٹکار ہو۔

اس حیثیت سے کہ یہ مسلمان ہیں اور مسلمانوں کے حق میں حضور صلعم کا ارشاد ہے

سباب المسلم فسوق (صحیحین)	مسلمان کو گالی دینا فسق ہے

اِس حیثیت سے کہ آپ حضور صلعم کے خسر تھے اور حضور نے اپنے سسرالی رشتہ داروں کے حق میں امت کو یہ ہدایت کی

احفظونی فی اختانی واصہاری لا یطلبنکم اللہ بمظلمۃ احد منھم فانھا لیست مما توھب۔ (کنز العمال خطیب وابن عساکر)	میرے سسرالی لوگوں کا احترام کرو (ورنہ بصورت کوتاہی ایسا نہو کہ اللہ تعالیٰ تم سے مواخذہ کرے، ایسی خطا نہ بخشی جائے گی۔

اب ذرا چشم شیعیت بھی ملاحظہ فرمائیے، ہیں تو بہت لیکن آپکی تسکین خاطر کیلئے مختصراً نقل کرتا ہوں

(۱) اس حیثیت سے کہ حضرت ابوسفیانؓ حضور صلعم کے قرابت دار تھے اور خدانے اپنے رسول کے قرابت داروں کے حق میں لوگوں کو حکم دیا ہے۔

قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ (پ ۲۵ سورہ شوریٰ)	تم کہدو کہ میں تم سے اس تبلیغ رسالت پر کوئی مزدوری طلب نہیں کرتا مگر اپنے قرابت داروں کی محبت (ترجمہ مقبول احمد رافضی)

(۲) مطلقاً گالی کی ممانعت ہے چنانچہ اصول کافی کتاب الایمان والکفر، باب لسباب میں ہے

لا تسبوا الناس فتکسبوا العداوۃ بینھم	لوگوں کو گالی مت دو کیونکہ اس سے انکے درمیان عداوت پیدا کروگے

(۳) اس حیثیت سے کہ یہ صحابی ہیں اور صحابہ کے حق میں لوگوں کو یہ حکم ہے

۱-جامع الاخبار باب ۹ میں ہے قال النبی صلعم من سب اصحابی فقد کفر یعنی فرمایا حضور صلعم نے کہ جس نے میرے صحابی کو گالی دی، بیشک وہ کافر ہوگیا۔

۲-تفسیر امام حسن عسکری کی ایک روایت میں محمدؐ اور آل محمدؐ اور اصحاب محمدؐ کے محبوں کی مدح کے بعد ان سے بغض رکھنے کی مذمت یوں مذکور ہے ان رجلاً من یبغض آل محمد واصحابہ او واحداً منھم یعذبہ اللہ عذاباً الخ، یعنی جو آل محمد و اصحاب محمد یا ان میں سے کسی ایک سے بھی دشمنی رکھے گا تو اسپر

اللہ ایسا عذاب کریگا کہ وہ عذاب اگر تمام مخلوق پر تقسیم کریں تو سب کو ہلاک کردے۔

۳ - مصباح الشریعت کے باب معرفت میں حضرت امام جعفر صادق کا قول منقول ہے کہ "بگذار ید یقین را از شک وجرأت نہ کنید بر اعتقاد زور وبہتان درحق اصحاب حضرت خیر الانام واعتقاد دارید محبت آنہا وبیان کنید فضائل آنہا"

۴ - جامع اخبار وصحیفہ رضی میں جناب امیر سے مروی ہے، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پیدا ہوگی ایک قوم جو برا کہیگی میرے اصحاب کو اور لقب اسکا رافضی[ل] ہوگا۔

۵ - جامع اخبار میں ہے "قال النبی من سبنی فاقتلوہ ومن سب اصحابی فاجلدوہ" یعنی فرمایا حضور صلعم نے کہ جو مجھے گالی دے اسکو قتل کر ڈالو اور جو میرے اصحاب کو گالی دے اسکو دُرّے لگاؤ۔

۶ - یہ حدیث مسلمہ فریقین ہے "اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم" یعنی حضور صلعم نے فرمایا کہ میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں ان میں سے جسکی بھی اقتدا کروگے ہدایت پاؤگے۔

(۴) حضرت ابو سفیان وہ خیر خواہ جناب امیرؑ ہیں کہ انکے متعلق شیعوں کی اعلیٰ ترین معتبر کتاب نہج البلاغۃ میں ہے لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخاطبہ العباس وابو سفیان فی ان یبایعا لہ بالخلافۃ - ترجمہ جب وفات ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (تو) عباس اور ابو سفیان نے جناب امیر سے درخواست کی کہ ان سے خلافت کی بیعت کریں۔ ۲۷

ناظرین! حضرت ابو سفیان کے یہ وہ عمومی اور خصوصی مناقب ہیں جو از روے کتب سنی وشیعہ خود اللہ اور اسکے رسول اور ائمہ کے بیان کردہ ہیں مگر شیخ صاحب نے نہ معلوم کیوں اس کے برعکس تغافل عارفانہ یا جاہلانہ فرما کر شالب نویسی اختیار کی ہے، چنانچہ حضرت ابو سفیان کے متعلق بحوالہ تاریخ ابو الفدا قطع وبرید کے ساتھ آپ رقمطراز ہیں۔

زمانۂ جاہلیت میں ابو سفیان طائف گئے، ابو مریم خمر فروش کے یہاں ٹھہرے اُس سے انھوں نے عورت کی خواہش کی اُس نے سمیہ کو بلا دیا، انھوں نے اُس سے... کی حمل ٹھہرا، زیاد پیدا ہوا، اسپر معاویہ نے شہادت طلب کی ابو مریم نے چشمدید گواہی دی کہ میں نے سمیہ کے لبہاے... سے ابو سفیان کی... ٹپکتے ہوئے دیکھا ہے (صفحہ ۳۹ و ۴۰) بحذف الزوائد والفواحش

[ل] قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین میں یہ تصریح بھی کی ہے کہ قدماے اثنا عشریہ کا لقب رافضی تھا اور کافی کی ایک روایت بھی اسکی موید ہے ۱۲

جواباً عرض ہے کہ جناب شیخ صاحب جی تو یہ چاہتا ہے کہ اس کا نہایت پر لطف الزامی جواب دون مگر بخوف طوالت صرف تحقیقی جواب پر اکتفا کرتا ہون سنیئے! ثبوت صحت سے پیشتر اس قصہ کی حیثیت محض افسانہ کی ہے اور لو فرضاً صحیح بھی ہو تو محل طعن نہین کیونکہ آپ کو تسلیم ہے کہ یہ واقعہ ابوسفیانؓ کے حالت اسلام کا نہین بلکہ زمانہ کفر کا ہے جسمین ایک مرتبہ حضور صلعم سے حسانؓ نے ابوسفیانؓ کے ہجو کی اجازت مانگی حضورؐ نے اس طرح منع فرمایا "فکیف بقرابتی منہ (مسلم)" لیکن آپکی نقاب سنیت کو صد آفرین ہے کہ اُنھین حالت اسلام مین بھی نہین چھوڑتے جسمین کہ بقول رسول صلعم "الاسلام یهدم ما قبله" اور "التائب من الذنب كمن لا ذنب له" حضرت ابوسفیانؓ مسلم اور تائب ہوکر بالکل پاک وصاف ہوگئے، غزوات مین شریک ہوئے وفات رسول پر فرط غم وغلبۂ محبت مین مرثیہ کہا اسلام پر جان دی ہان اگر یہ کہیئے کہ اسلام لانے، توبہ کرنے پر بھی انکے گذشتہ گناہ محو نہین ہوئے تو ماننا پڑے گا کہ اسلام لانا توبہ کرنا ویسے ہی غیر مفید اور بلا نتیجہ ہے جیسے آریون کے یہان آریہ ہونا لغو ہے کہ پچھلا پاپ نہ معاف ہوتا ہے نہ پرمیشور بخش سکتا ہے مگر اس صورت مین ابوسفیانؓ پر طعن کے بجاے آپکو اول خود اسلام ہی سے ہاتھ دھونا پڑے گا" کسی نے خوب کہا ہے۔

مل گئی شیعہ تجھے کفران نعمت کی سزا ۔۔۔ پیرے پہلو سے گیا پالا ستمگر سے پڑا

حضرت امیر معاویہؓ یہ حضرت ابوسفیانؓ کے لڑکے ہین اپنے والد کے ساتھ فتح مکہ کے دن اسلام لائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کاتب وحی اور سالے ہین بلحاظ اسلام صحابیت قرابت انکے بھی ہی فضائل ہین جو انکے والد کے تھے انکے مناقب اِس سے زائد بھی ہین جنمین سے کچھ شیخصاحب اگر بنگاہ سنیت دیکھنا چاہین تو دیکھین۔

(۱) امیر معاویہؓ چونکہ بوجہ سکونت مابعد شامی ہین اور شام واہل شام کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کچھ فضائل بیان فرمائے ہین جو کتب حدیث مثلاً ترمذی ابوداؤد کنز العمال وغیرہ مین مذکور ہین لہذا امیر معاویہؓ بھی اُس فضیلت ومنقبت مین شریک ہین۔

(۲) انه صلى الله عليه وسلم قال لمعاوية اللهم اجعله هاديا مهديا واهد به (ترمذی) یعنی تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ کیلئے دعا کی کہ یا اللہ معاویہ کو بھی ہدایت یافتہ ہادی بنا اور دوسرون کو بھی انکے وسیلہ سے دولت ہدایت نصیب کر۔

(۳) حضور صلعم نے خود امیر معاویہؓ سے ارشاد فرمایا" یامعاویة اذا ملکت فاحسن" (طبرانی و ابن ابی شیبہ) یعنی اے معاویہ جب تم صاحب حکومت ہونا تو اچھی حکومت کرنا۔

(۴) حضور صلعم نے ابن حوالہ سے یہ بشارت بیان فرمائی" واللہ لیفتحنها اللہ علیکم و لیستخلفنکم اللہ فیها (کنز العمال)" یعنی خدا کی قسم اللہ شام کو تمہارے لئے ضرور فتح کریگا اور وہان تم کو ضرور خلیفہ بنائے گا (چنانچہ امیر معاویہ کی مستقل خلافت و امارت کی صورت مین یہ بشارت کما حقہ پوری ہوئی۔

(۵) امارت معاویہ کے متعلق واقعہ تحکیم کے بعد خود حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا" یا ایها الناس لاتکرهوا امارة معاویة فانه لو فقدتموه رایتم الراس تندر عن کواهلها کالحنظل (کنز العمال) یعنی ای لوگو معاویہؓ کی خلافت کو ناپسند مت کرو، اگر تم نے انکو کھویا تو خون ریزی کی وہ کثرت دیکھو گے کہ حنظل کیطرح سر اڑتے ہونگے۔

شیخ صاحب اگر اس سے تسکین نہ ہوئی ہو تو اب بچشم شیعیت ملاحظہ فرمائیے

(۱) اہل شام سے جنگ کرتے وقت جناب امیر نے اپنے اصحاب سے فرمایا" انی اکره لکم ان تکونوا سبابین" یعنی بتحقیق مین تمہارے لئے بہت برا سمجھتا ہون کہ تم گالی دینے والے ہو (نہج البلاغت)

(۲) لما سمع امیر المومنین لعن اهل الشام من اصحابه خطب وقال اصبحنا نقاتل اخواننا فی الاسلام علی ما دخل فیه من الزیغ والاعوجاج والشبهة والتاویل (ایضاً) یعنی جناب امیر نے جب اپنے اصحاب سے اہل شام پر لعن کرتے سنا تو خطبہ دیا اور فرمایا ہمنے اس حال مین صبح کی کہ ہم اپنے اسلامی بھائیون سے قتال کرنے لگے بوجہ اسکے کہ اسلام مین ناراستی اور کجی اور شبہ اور تاویل داخل ہو گئی ہے۔

(۳) ومن کلام له علیه السلام کتبه الی اهل الامصار یقتص فیه ما جری بینه وبین اهل صفین وکان بدء امرنا انا التقینا والقوم من اهل الشام والظاهر ان ربنا واحد ونبینا واحد ودعوتنا فی الاسلام واحدة لانستزیدهم فی الایمان باللہ والتصدیق برسوله صلی اللہ

جناب امیر علیہ السلام کا خط ہے سب شہرون کے مسلمانون کی طرف بیان کیا ہے اسمین وہ قصہ جو ان مین اور اہل صفین مین واقع ہوا (یہ کہ) ابتدا ہمارے معاملہ کی یہ ہوئی کہ ہمارا اور اہل شام کے گروہ کا مقابلہ ہوا اور ظاہر ہے کہ ہم دونون کا رب ایک تھا، نبی ایک تھا، دعوی اسلام مین ایک تھا

۲۹

علیہ والہ ولا یستزیدونا۔ فالامر واحد الاما اختلفنا فیہ من دم عثمان ونحن منہ براء

نہ ہم اُنہین زیادتی چاہتے تھے اللہ پر ایمان اور رسول کی تصدیق مین اور نہ وہ ہم مین زیادتی چاہتے تھے پس معاملہ ایک تھا اگر جھگڑا پڑ گیا ہم (دونون) مین خون عثمان پر اور ہم اس سے پاک ہین (نہج البلاغت)

ناظرین! جسکے یہ مناقب ہین شیخ صاحب اُسے اس طرح گالی دیتے ہین۔

شمار	گالی	صفحہ	سطر
۱	امیر صاحب (کو) اپنے پولٹیکل کروحیل کے برتنے مین نہ حرام وحلال کا خیال تھا نہ خوف خداوند ذوالجلال	۲	۶ تا ۸
۲	مکاری	۸	۱۵
۳	امیر صاحب کی اس ملعونی کارروائی سے	۹	۱۲
۴	اپنے کینہ دیرینہ کے	۹	۱۴
۵	امیر صاحب کے… نزدیک نماز کا پڑھنا ایک ڈھکوسلا تھا	۱۰	۳ و ۴
۶	کیا امیر صاحب… خون ناحق اپنی گردن پر لیکر آیۂ من قتل مومنا متعمدا فجزاءہ جھنم کے وعید سے مستثنیٰ ہوسکتے ہین (لا واللہ)	۱۲	۱ تا ۳
۷	معاہدہ… امیر صاحب کے مافی الضمیر کی بنا پر نہ تھا بلکہ منافقانہ تھا	۱۵	۲ و ۳
۸	امیر صاحب نقض عہد کو گناہ نہ سمجھتے تھے	۱۶	۶
۹	دین فروشی کو دل لگی جانتے تھے	۱۶	۷
۱۰	امیر صاحب کی یہ قیامت خیز اور قساوت انگیز کارروائی	۱۹	۴ و ۵
۱۱	امیر صاحب کو آل رسول سے عداوت قلبی اور خصومت موروثی تھی	۱۹ و ۲۰	۱۷ - ۱
۱۲	معاویہ نے مدعی اسلام ہوکر جو سلوک اپنے پیغمبر کی آل کے ساتھ کیا ہے وہ کوئی کافر بھی کسی مسلمان کے ساتھ نکریگا	۲۱	۱۱ تا ۱۴
۱۳	امیر صاحب… فرزند رسول کو جس نفرت وحقارت کی نظر سے دیکھتے تھے اس نظر سے کوئی کافر بھی کسی مسلم کو نہین دیکھتا	۲۴	۱ تا ۳

شیخ صاحب آپنے جو حبیب خدا کے صحابی کاتب وحی جدی اور صہری رشتہ دار صاحب بشارت نیز جناب میر کے ممدوح کو یہ صلواتین سنائی ہین کیا بدون ان گالیون کے جناب کا قلم نہین چل سکتا تھا پھر بھی آپنے وہی کیا جو نہ کرنا چاہیے تھا، یعنی رخ شیعیت سے نقاب سنیت اتار کر شیعونکی طرح علانیہ

خوب تبرا بازی کی حد ہو گئی کہ کفر پر بھی قناعت نہ کی بلکہ کافر سے بھی بدتر اور لا و اللہ کے ساتھ ابدی جہنمی بنا کر دم لیا (نعوذ باللہ منہا) آپکی اِس سوء عقیدگی و بدگوئی نے آپکی نقاب سنیت کو چاک کر کے ثابت کر دیا کہ آپ شیعہ اور تبرائی شیعہ ہیں - افسوس -

نہ تم صدمے ہمین دیتے نہ ہم فریاد یون کرتے ۔ نہ کھلتے راز سربستہ نہ یہ بدنامیان ہوتین

اگر آپ سنی ہوتے اور خدانخواستہ مین ایسا کرتا تو بخدائے لایزال آپ مجھکو یہی فرماتے اور بجا فرماتے کہ

شیوۂ جعل و تقیہ ہفوات و کبوات ۔ انچہ شیعہ ہمہ دارند تو تنہا داری

مین نے اولاً یہ سوال قائم کر کے کہ "قاتلان حسین سنی تھے یا شیعہ" جواب لکھا تھا اسکے متعلق شیخ صاحب گہر افشانی فرماتے ہین کہ

"رسالہ قاتلان حسین کے غائبانہ کمانڈنگ افسر ثانی ابن سعد مولوی عبدالشکور صاحب رسالہ مذکور کی تمہید کا" خلاصہ مقصود یہ قرار دیکر کہ قاتلان حسین سنی تھے یا شیعہ" یون ارشاد فرماتے ہین" ص ۳

حالانکہ میرا قائم کردہ سوال اور اسکا جواب محض تمہید کا نہین بلکہ ساری کتاب کا خلاصہ ہے - اصل یہ ہے کہ سوال مذکور کا صرف ایک جواب ہو سکتا ہے -

(۱) قاتلان حسین سنی تھے - یا

(۲) قاتلان حسین شیعہ تھے،

جواب اول وہ ہے جو عموماً شیعہ دیا کرتے ہین جس کا غلط ہونا تمہید مین ص ۱ سے ص ۱۳ تک مین نے حسب روایات شیعہ اچھی طرح دکھلا دیا ہے اور شیخ صاحب نے صرف اسی پر خامہ فرسائی کی ہے جسکی مزید حقیقت عنقریب ظاہر ہو گی،

جواب دوم وہ ہے جو اہل سنت دیتے ہین جسکو مین نے ص ۱۴ پر اسطرح لکھکر

"ہان سوال مذکور کا صحیح جواب اگر ہو سکتا ہے تو صرف یہ کہ" قاتلان حسین شیعہ تھے" جس کا "ثبوت سوالات ذیل کے جوابات پر موقوف ہے"

پھر ے سوال قائم کر کے، فصل مین ص ۱۴ سے ص ۱۷ تک کتب معتبرۂ شیعہ سے جواب دیا ہے کہ قاتلان حسین شیعہ تھے اور اس کو اس طرح ثابت کیا ہے کہ بشرط انصاف ناممکن ہے کہ کسی شیعہ کا قلم انکار اُٹھ سکے چنانچہ یہی ہوا بھی کہ اس پر نہ شیخ صاحب قلم اٹھا سکے، نہ سہیل یمن کے معرکۃ القلم والے روپوش محقق ۲۱

ملہ دیکھا تو نہین ہان سنا ہے کہ دربستہ الواعظین کے آرگن" الواعظ" مین بھی رسالہ قاتلان حسین کے متعلق کوئی مضمون نکلا تھا اسمین بھی انتہائی بلند پروازی بس یہی تھی کہ معاویہ اور یزید سنی تھے یا شیعہ؟ لیکن اب انشاء اللہ تعالیٰ اسپر بھی قلم اٹھانا مشکل ہو گا ۱۲

پس یہ کہنا کہ تمہید کا خلاصۂ مقصود صرف یہ سوال وجواب تھا شیخ صاحب کا سراسر بہتان وافترا ہے
اس دروغ بے فروغ کے بعد شیخ صاحب کا یہ لطیفہ بھی قابل ذکر ہے کہ مین نے رسالہ قاتلان حسین مین
مین سوال مذکور کے بعد شیعون کے جواب مذکور کے غلط ہونیکے متعلق لکھا تھا

"حسب کتب شیعہ اسکا یہ جواب نہین دیا جا سکتا کہ سنی تھے کیونکہ ناواقفونکو بہکانے کے لئے
اہل سنت مین سے صرف حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید کا نام اس سلسلہ مین پیش کیا جاتا ہے"
جسپر شیخ صاحب غش ہو کر فرماتے ہین۔

"یزیدی صاحب کا اولاً یہ ارشاد کہ معاویہ اور یزید اہل سنت سے تھے موکلان چور لالٹین کے لیے
بہت کچھ تسکین بخش ہے ص۱۲"

افسوس کہ شیخ صاحب ص۱۲ سے آگے نہ بڑھ سکے ورنہ ص۵۲ پر یہ لکھا ہوا اگر دیکھتے
"یزید، ابن زیاد، ابن سعد، شمر کا سنی اور غیر قاتل حسین ہونا جیسا کہ تمہید مین گذرا اگر اہل تشیع کو"
"منظور ومقبول نہین ہے اور ان کو شیعہ ہی کہنے پر مصر ہین (چنانچہ اسپر بھی حسب کتب شیعہ"
"ہمارے پاس دلائل موجود ہین) تو ان چارونکو بھی اِسی سلسلہ مین منسلک کرلین"
تو موکلان چور لالٹین اس قدر جلد تسکین حاصل کرنے کے بجائے غالباً ماتم کرتے۔ اب شیخ صاحب کی
ایک مزے کی بات اور سنئے کہ انکی تسکین ہنوز معرض التوا مین ہے چنانچہ آگے لکھتے ہین

"البتہ یہ معلوم نہین کہ یزیدی مولوی صاحب نے یزید کو اپنی طرح کا اہل سنت بنایا ہے یا
عام اہل سنت کو" اُس کا ہم مشرب قرار دیا ہے" ص۱۲

اس فقرہ مین حضرت امیر معاویہؓ کے عدم ذکر کے باعث ان سے شیخ صاحب مطمئن اور صرف یزید
کے متعلق متردد معلوم ہوتے ہین لیکن یہ ظاہر نہین فرمایا کہ آخر انھون نے حضرت امیر معاویہؓ کو کس قسم کا
سنی یقین کیا ہے۔ اور یزید کے متعلق آپ کو نہین معلوم تو سنئے ہم بتاتے ہین وہ ایسا سنی تھا کہ باوجود اُسکی سلطنت
کے خلاف پیش قدمی کرنے کے اُس پر امام حسین رضؓ کو اتنا اعتماد تھا کہ وہ کربلا سے مع جمیع
اہل بیت کے اُسکے پاس جانے کو آمادہ تھے مگر افسوس کہ قاتل شیعون نے نہ جانے دیا اور دھوکا
دیکر وہین شہید کر دیا۔ وہ ایسا سنی تھا کہ جب کوفہ سے امام زین العابدینؓ مع اہل بیت (دمشق) گئے
تو اُسکے ساتھ امام نہ صرف ہم پیالہ وہم نوالہ رہے بلکہ برابر اُسکے پیچھے نماز پڑھتے رہے۔ وہ ایسا

۳۲

سنی تھا کہ جسطرح جناب امیرؓ نے خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کے دست حق پرست پر اور امام حسنؓ و امام حسینؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر صلح و بیعت کی تھی ویسے ہی امام زین العابدینؓ نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ وہ ایسا سنی تھا کہ جبتک زندہ رہا امام زین العابدین ہمیشہ اُسی کی حکومت مین مقیم رہکر اسکے مطیع و منقاد رہے اور کبھی اسکی خلاف ورزی نہین کی۔

رہا آپکا اپنے مقابلہ مین مجھکو اور عام شیعونکو اہل سنت کہکر پھر اسمین تفریق کرنا تو اسکے متعلق جناب شیخ صاحب اسکے سوا اور کیا عرض کرون کہ یہ تفریق غلط ہے کیونکہ باستثنا، سنی نما شیعہ ہم تمام اہلسنت بمقابلہ شیعہ اس امر پر عقیدۃً متفق ہین کہ حسب ترتیب حضرات خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم خلیفہ برحق تھے اور حضرت علیؓ بھی ویسے ہی خلیفہ تھے مگر خلیفۂ بلا فصل نہین بلکہ خلیفہ چہارم تھے اور اللہ کا شکر ہے کہ اس اتفاق اعتقاد پر اتحاد ایمان بھی ہے۔ ہان یہ تفریق قدیم و جدید شیعہ امامیہ مین البتہ موجود ہے کہ باوجود اتفاق عقیدۂ خلافت بلافصل جناب امیرؓ کے قدیم شیعہ تو بزعم خود مومن ہین لیکن بیچارے جدید شیعہ نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے، یعنی بقول صاحب جامع عباسی ص۱۳۵ "اگر سنی شیعہ شود حکم کافر اصلی دارد کہ قضاے روزہ بروواجب نیست" اور حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۲۰۴، ۲۶۲، ۳ و جلد ۳ صفحہ ۴۷، ۴۹، ۴، ۵، ۷، ۹ و حق الیقین صفحہ ۱۲۳، ۲۸۶ وغیرہ مین تو ایسی ناپاک بات لکھی ہے کہ اس کو نقل کرتے بھی شرم معلوم ہوتی ہے۔ غرض جدید شیعہ اس کے مصداق ہین کہ

مکہ گئے مدینہ گئے کربلا گئے — جیسے گئے تھے ویسے ہی ہر پھر کے آگئے

مین نے ص۱ مین لکھا تھا بقول شیعہ (امیر معاویہؓ و یزید) ہر دو کا دامن امام مظلوم کے خون ناحق سے بالکل پاک ہے" اسپر شیخ صاحب لکھتے ہین کہ "یزیدی صاحب کا،،

"ثانیاً یہ قول کہ "یزید اور والد یزید کا دامن امام مظلوم کے خون سے بالکل پاک ہے" شدید ناپاک" "قول ہے خواہ وہ کسی شیعہ کا ہو یا خارجی کا،، ص۶

جناب شیخ صاحب، اولاً آپ "بقول شیعہ" کا مطلب "میرا قول" خوب سمجھے۔ یہ دن کو رات اور سفید کو سیاہ کہنا نہین تو پھر کیا ہے؟ حضرت ایسی پریشانی و بدحواسی اگر مجھے ہوتی تو یقیناً آپ مجھسے فرماتے کہ ؎

تم کو کرنے ہین ہزارون دشت طے — مضطرب کیون پہلی ہی منزل مین ہو

ثانیاً۔ مین نے جو قول بھی پیش کیا ہے وہ شیعہ کا ہے، پھر آپ کا یہ فرمانا "خواہ وہ کسی شیعہ کا ہو

یا خارجی "کا عجب تماشا ہے، کیا آپنے رسالہ قاتلان حسین کو بغور دیکھا نہیں؟ اگر دیکھکر لکھا ہے تو اس تردد سے زیادہ حیرت انگیز یہ نادرۂ روزگار ہے کہ ایک ہی سطر مین اس کو بیر ابھی قول قرار دیتے ہین اور شیعہ یا خارجی کا بھی، ان ھذا الشئ عجاب۔

ثالثاً۔ آپ کا اپنے پاک شیعون کے قول کو بلفظ "شدید ناپاک" کہنا بھی طرفہ تماشا ہے۔ مجھے تو اندیشہ ہے کہ شیعہ اس ناپاکی کو دیکھکر آپ سے کہین یہ نہ کہنے لگین کہ "کیسے شیعہ ہو کہ کرتے ہو ستم اور زیادہ"

رابعاً۔ آپ تو شیعون کیطرف سے بیرا رد کرنے بطور "تبصرۂ حقیقت بین" بڑے زورون پر اُٹھے تھے مگر بجائے بیرا رد کرنے کے اپنے شیعون ہی کے اقوال کو غیر معتبر اور ناپاک کہنے لگے۔

عمرت دراز باد کہ این ہم غنیمت ست

مین نے ص۲ مین لکھا تھا کہ "امیر معاویہؓ نے نہ اَمام حسینؑ کو خود قتل کیا، نہ اُن کے قتل کا حکم دیا نہ اَمام اُن کے وقت مین قتل ہوئے"

شیخ صاحب جامہ سے باہر ہوکر اسکے جواب مین جو نادر بات ارشاد فرماتے ہین وہ یہ ہے کہ "یزیدی صاحب کا ثالثاً یہ کہنا کہ "امیر معاویہ نے نہ امام حسین کو خود قتل کیا نہ ان کے قتل کا حکم دیا نہ امام ان کے وقت مین قتل ہوئے" امیر صاحب کی براءت کو کافی نہیں ہو سکتا ص۳"

امام حسینؓ کے متعلق امیر معاویہؓ سے مین نے تین چیزون (فعل قتل، حکم قتل، وقت قتل) کی نفی کی تھی شیخ صاحب یہ کہکر کہ یہ اُنکی "براءت کو کافی نہین ہو سکتا" مدعی بنے ہین لیکن اپنے دعوی پر دلیل بیان کرنے سے عاجز ہین اور ایسے عاجز ہین کہ چند سطر بعد ہم سے اختلاف کرنے کے بجائے اتفاق کرنے پر مجبور ہوئے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہین۔

> اگر انکی یعنی (امیر معاویہؓ) کی زندگی وفا کرتی تو وہ اسکا تکملہ بھی کر دیتے لیکن تاہم اونھین کی خواہش کے مطابق ان کے خلف الصدق یزید نے اُس کارِاہم کو پورا کر کے "اگر پدر نتواند پسر تمام کند" کی مردہ مثل کو زندہ کر دیا ص۵"

لیجیے شیخ صاحب آپ نے خود ہی نفی کر دی کہ امام حسینؓ کے متعلق امیر معاویہؓ کی زندگی مین فعل قتل،

ص۱ جیسا کہ ٹائیٹل پیج کے صفحہ پر آپنے ذکر فرمایا ہے۔

۳۴

وقت قتل کا وجود معدوم ہے اِسی طرح انشاء اللہ تعالیٰ آگے چل کر زبان سے یہ اقرار بھی کرا دونگا
کہ قاتلان حسین شیعہ تھے فمرحبا بالوفاق،

ناظرین، اسکے بعد مین نے ص۱ سے ص۳ تک بطور ترقی بحوالہ کتاب جلاء العیون ملا باقر مجلسی
و ناسخ التواریخ مرزا محمد تقی لسان الملک، مستوفی اول، دیوان اعلیٰ سلطنت ایران۔ یہ پیش کیا تھا کہ

(۱) امیر معاویہؓ نے اپنی وفات کے وقت امام حسینؓ کے متعلق یزید کو حسن سلوک کی وصیت کی تھی

(۲) امیر معاویہؓ زبان سے کیا معنی اپنے قلم سے بھی امام حسینؓ کی شان مین گستاخی کرنی ناپسند کرتے تھے

(۳) امیر معاویہؓ امام حسینؓ کی مالی خدمت بھی کرتے تھے۔

(۴) امیر معاویہؓ امام حسینؓ کی زیادتی و پیشقدمی پر ان سے عفو و درگذر کرتے اور بہ نرمی پیش آتے تھے

(۵) امیر معاویہؓ کے پاس شام مین جاکر شیعیان حسینؓ انہین تبرا بھی سناتے اور پھر انسے مالی نفع بھی حاصل
کرتے تھے اور ہر ہر امر کے متعلق بعض واقعہ بھی نقل کیا تھا شیخ صاحب نے ان امور کے متعلق جو کچھ لکھا ہے
وہ بھی دیکھنے کے قابل ہے چنانچہ مین اس کو نمبروار عرض کرتا ہون۔

امر اول کے متعلق فرماتے ہین۔

نیز مؤلفین متاخرین مین سے کسی شیعہ یا سنی کا یہ لکھ مارنا بلکہ جھک مارنا کہ امیر معاویہ
نے یزید کو امام حسین کے باب مین حسن سلوک کی وصیت کی تھی گویا یہ کہنا ہے کہ امیر صاحب
نے یزید کو درمیان قعر دریا تختہ بند کرکے" دامن ترمکن ہشیار باش" کا حکم دیا تھا۔ اس لیے
کہ جس قیامت خیز واقعہ کربلا کا قصر شدادی یزید کے ہاتھون تعمیر ہوا اس کا فونڈیشن اسٹون
یعنی سنگ بنیاد خود امیر صاحب ہی اپنی زندگی مین نصب فرما چکے تھے۔ ص۵

شیخ صاحب نے اس عبارت مین کوشش تو بڑی کی ہے کہ" کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی"، لیکن

چھپتی نہین ہے بات بناوٹ کی بال بھر　　آخر کو کھل ہی جاتی ہر رنگت خضاب کی

نہ فعل قتل، حکم قتل، وقت قتل کو ثابت کرسکے نہ حسن سلوک کے وصیت کی روایت کا رد فرما سکے،
اِسی ناکامی کی پردہ پوشی کے لیے یہ عبارت لکھی ہے جس کا تتمہ وہ ہے جس کو مین ابھی اوپر نقل کر آیا ہون
جسین فعل و حکم و وقت قتل سے مجبوراً تنزل کرکے شیخ صاحب نے" خواہش قتل" کا دعوی فرما کر لکھا ہے کہ"
اگر انکی (امیر معاویہؓ) کی زندگی وفا کرتی تو وہ اسکا تکملہ بھی کردیتے"، خیر وہ اپنے دعوی خواہش قتل کو

مدلل کرنے مین کس حد تک کامیاب ہوے، عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ یہ" وہ بند دُکان ہے نہ کھلی ہے نہ کھلیگی"، بالفعل ہم اُنکی عبارت پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہین! جناب شیخ صاحب، سنیئے۔

اولاً۔" لکھ مارنا بلکہ جھک مارنا" یہ آپ ہی جیسے ذیعلم و مہذب شخص کی شریف تحریر کا شیرین لب و لہجہ ہو سکتا ہے۔ اِسکی سنی تو بھلا کیا قدر کرینگے۔ ہان اِس تہذیب کی شیعہ ضرور داد دینگے اور کہین گے " نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز"

ثانیاً۔ مین نے اپنے مدعا کے ثبوت مین جبکہ صرف آپ کے علما بلکہ مجتہدین شیعہ مین سے ملا باقر مجلسی اور مورخین شیعہ مین سے مرزا محمد تقی جیسے معتمد شیعہ کی تحریرین پیش کی تھی تو پھر آپ کا "شیعہ یا سنی" دونون فرمانا آخر کیا معنے رکھتا ہے؟ پس" لکھ مارنا۔ جھک مارنا" یہ دیدہ و دانستہ آپ دراصل اپنے ہی شیعہ مجتہد و مؤرخ کو فرمارہے ہین الیسا حسن ادب آپ کو اور آپ کے برادران شیعہ کو مبارک ہو کہ اِس ہدیۂ دشنام پر بزمانہ رجعت امام غائب کے سامنے ملا باقر مجلسی اور مرزا محمد تقی بھی بطیب خاطر ضرور اظہار مسرت فرمائینگے۔

ثالثاً۔ پہلے تو آپ نے "قول شیعہ" کو محض" شدید ناپاک" ہی کہا تھا۔ اب خدا کا شکر ہے کہ بلفظ "لکھ مارنا۔ جھک مارنا" اور بر ص۱۱" سراسر کذب اور دغابازی نہین تو اور کیا ہے" لکھکر اس کو "غیر معتبر" بھی فرما دیا۔ بیش باد۔ لیکن دیکھیے کوئی شیعہ یہ کہکر نظر نہ لگاوے کہ "سحر ہے دور تر از رنگ فق ابھی سے ہے"

رابعاً۔ مین نے تو صرف "قول شیعہ" پیش کیا تھا۔ آپ نے اس کو ص۴ پر "شیعہ یا خارجی" کا اور اِس جگہ ص۵ پر "شیعہ یا سنی" کا قول بنا دیا۔ پھر ص۲ پر یہ فرماکر (اب" بقول یزیدی صاحب" چلے ہین.. حسن سلوک کی وصیت کرنے) خاص میرا قول قرار دیا۔ میرے متعلق آپ نے ص۲۹ پر لکھا ہے (معلوم نہین آپکی کون بات صحیح اور مرزاپوری اونٹ کی کون کل سیدھی ہے) براہ کرم اب ذرا آپ فرمائیے "کس کو عادت ہے بھول جانے کی" اور (ہاتھ لا اُستاد کیون کیسی کہی) کے جواب مین کیا مجھے بھی یہ عرض کرنے کی اجازت ہے کہ" ہاتھ لا ای شیخ کیون کیسی کہی"

خامساً" مؤلفین متاخرین" کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مؤلفین متقدمین مین سے کوئی "شیعہ یا سنی" یہ لکھتا کہ" امیر معاویہ نے یزید کو امام حسین کے باب مین حسن سلوک کی وصیت کی تھی" تو آپ تسلیم کر لیتے بہتر ہے، اول آپ تین باتین ظاہر فرمائیے، ایک اس قاعدہ کی صحت کہ" مولفین متقدمین معتبر اور مولفین متاخرین غیر معتبر ہین" دوسرے یہ کہ متقدمین کا آخری اور متاخرین کا ابتدائی مصداق کون مؤلف ہے

۳۶

تیسرے یہ کہ اس قاعدہ کے تمام نتائج آپکے لئے واجب القبول ہونگے پھر مین انشاء اللہ تعالی آپ کو آپ کی حسب مرضی تا بخانہ پہونچا دونگا۔

سادسًا۔ گرفت ہونے پر "مؤلفین متاخرین" کی قید لگا کر بلفظ "لکھ مارنا۔ جھک مارنا،، ملا باقر مجلسی اور مرزا محمد تقی کی اب آپ لاکھ تکذیب کیا کرین شیعی دنیا مین دونکی جو عظمت و جلالت شان مشہور و مسلم ہے، نہ اسمین کچھ فرق آسکتا ہے نہ انکی جلاء العیون اور ناسخ التواریخ منسوخ ہو سکتی ہے نہ اسمین سے حسن سلوک کے وصیت کی تحریر مٹ سکتی ہے اور نہ آپ انکی اس تحریر وصیت کا رد کر سکتے ہین "جف القلم بما ھو کائن" آپ قلم قدرت کے کرشمہ کو فنا نہین کر سکتے، یہی وجہ ہے کہ بقول شخصے

یہ کہتے وہ کہتے گر یار وہان آتا
سب کہنے کی باتین ہین کچھ بھی نہ کہا جاتا

آپ "لکھ مارنا۔ جھک مارنا،، کے سوا کچھ نہ کہہ سکے ہان طوطے کیطرح بار بار یہ البتہ کہے جاتے ہین کہ "یہ کہنا کہ امیر معاویہ نے (یزید کو امام حسین کے باب مین حسن سلوک کی وصیت کی تھی اگر سراسر کذب و دغا بازی نہین تو اور کیا ہے ص۱) اے جناب "یہ لکھ مارنا۔ جھک مارنا۔ سراسر کذب و دغا بازی کرنا،، اگر مذموم فعل ہے تو اسکے فاعل آپ کے ملا باقر مجلسی اور مرزا محمد تقی ہین نہ کہ مین، پھر غصہ اور تبرا مجھپر کیون؟

٣٧

یہ ہے کس ملک کا دستور بتلائیے ذرا کوئی
دغا کوئی کرے دنیا مین اور پاوے سزا کوئی

سابعًا آپ نے پیچ دار عبارت صرف انکار وصیت کیلئے لکھی لیکن بجائے انکار کے آپ اقرار کر گئے، یعنی "درمیان قعر دریا تختہ بند" کے بعد "دامن تر مکن ہشیار باش" فرما کر وصیت کی تصدیق کر دی جس کو بالفاظ دیگر یون بھی ادا کر سکتے ہین کہ امیر معاویہ رضؓ کے متعلق دو باتین ہین۔

(۱) حسن سلوک کی وصیت

(۲) خلاف وصیت آپکے پیش کردہ امور کا ارتکاب

وصیت مین تو ہمارا آپ کا اتفاق ہے ورنہ "دامن تر مکن ہشیار باش" چہ معنی دارد۔ صرف دوسری بات مین اختلاف ہے، ہم کہتے ہین امیر معاویہؓ نے خلاف وصیت نہین کیا۔ آپ فرماتے ہین ضرور کیا اسی لیے وصیت' دامن تر مکن الخ کا حکم رکھتی ہے۔ نتیجہ یہ کہ امیر معاویہ کا یزید کو امام حسین کے باب مین حسن سلوک کی وصیت کرنا خود آپ کو بھی تسلیم ہے۔ شیخ صاحب یہ ہے امیر معاویہؓ کی کرامت یاد رکھیئے۔

بڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں — جلا کے خاک نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

ناظرین! یہ تو شیخ صاحب کی عبارت کے صرف ظاہری لطائف تھے، اب لگے ہاتھ ذرا اس کے حقائق بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔

اولاً شیخ صاحب نے بلفظ "انہیں (امیر معاویہ) کی خواہش کے مطابق اُنکے خلف الصدق یزید نے الخ" دعوی فرمایا ہے کہ امیر معاویہؓ کے دل میں امام حسینؑ کو قتل کرنے کا ارادہ یا خواہش تھی، اور یہ خواہش کیوں تھی، اس کو بھی اُنہیں کی زبان سے سنیے۔

۱۔ ص۹ پر لکھتے ہیں "اپنے کینۂ دیرینہ کے پھپھولے توڑنے کی دھن میں الخ"

۲۔ ص۲۲ پر بحوالہ نہایہ و مجمع بحار الانوار حضرت علیؑ کی زبان سے فرماتے ہیں "واللہ معاویہ یہی چاہتا ہے کہ بنی ہاشم میں سے کوئی آگ کا پھونکنے والا بھی باقی نہ رہ جائے"،

۳۔ پھر اسی صفحہ پر بحوالہ مستدرک حاکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقولہ نقل کرتے ہیں "ہم سے اشد بغض رکھنے والے بنی امیہ اور بنی مغیرہ ہیں"

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ "خواہش قتل" کی وجہ "دیرینہ کینہ" تھا اور یہ کینہ "خاندانی" تھا۔ اِس پرانی خاندانی عداوت کی کہانی کتب فریقین میں مذکور ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ عرب کے زبردست قبیلۂ قریش میں دو بڑے خاندان مشہور تھے، ایک بنو ہاشم جسمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرات فاطمہؓ علیؓ، حسنؓ، حسینؓ وغیرہ ہیں۔ دوسرے بنو امیہ جسمیں حضرات عثمانؓ، ابوسفیانؓ، امیر معاویہؓ، عمروؓ بن العاص، اور یزید، زیاد، ابن زیاد، مروان، ابن سعد، شمر وغیرہ ہیں۔ اور یہ مسلّم بین الفریقین ہے کہ قبل از اسلام ہر دو خاندان میں ہاشم بن عبد مناف اور امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف دونوں چچا بھتیجوں کے وقت سے برابر ان بن رہی۔ ہاں بعد از اسلام اختلاف ہے، اہل سنت کہتے ہیں کہ عہد نبوت میں اسلام لانے کے بعد "فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا" کے مطابق پرانی خاندانی عداوت فنا ہو گئی اور تمام مسلم صحابہ جسمیں ہاشمی اور اُموی مسلمان بھی شامل ہیں باہم مثل شیر و شکر بھائی بھائی ہو گئے۔ اہل تشیع کہتے ہیں کہ ہرگز نہیں بلکہ وہ پرانی خاندانی عداوت موجود تھی اور انکا اسلام صرف بظاہر وہ بھی برائے نام محض منافقانہ تھا۔ اِسی عقیدۂ شیعہ کے مطابق شیخ صاحب فرما رہے ہیں کہ امیر معاویہ "اُسی کینہ دیرینہ" کی وجہ سے امام حسین کو قتل کرنے

۳۸

اور اس کا سامان فراہم کرنے کی فکر مین تھے ۔

جواباً عرض ہے کہ جناب شیخ صاحب، اگر یہ وجہ تسلیم ہے تو پھر آپ کو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ جسطرح قبل از اسلام بنو ہاشم اور بنو اُمیہ ہر ایک آپسمین ایک دوسرے سے کینہ و عداوت رکھتے تھے اور اس جرم کے ایک ہی نہین بلکہ دونون مجرم تھے' اُسی طرح بعد از اسلام صرف بنو امیہ بنو ہاشم سے نہین بلکہ بنو ہاشم بھی بنو امیہ سے کینہ و عداوت رکھتے تھے اور (کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ) اِسی لیے بنو ہاشم نہ صرف دینی اور دنیاوی جمیع فضائل و خصائل اور کل مناقب و مناصب و مراتب کو صرف اپنے لئے مخصوص کرنا اور اس سے بنو امیہ کو محروم رکھنا چاہتے تھے بلکہ مثلاً جناب امیرؑ و امام حسنؑ و امام حسینؑ خود بھی (نعوذ باللہ) بظاہر منافقانہ مسلمان بنکر حسب موقع حضرت عثمانؓ، حضرت معاویہؓ اور یزید کے قتل کے درپے تھے ۔

اور اگر جناب اس وجہ کو بعد از اسلام یک طرفہ صرف بنو امیہ کے ذمہ لگائین اور بنو ہاشم کو پاک قرار دین تو فرمایئے جو زنگ کفر کا اور بنو امیہ سے کینہ و عداوت رکھنے کا بنو ہاشم کے دل مین پہلے نقش کالحجر تھا وہ اب خود بخود دور ہو گیا یا نبوت محمدیہ کے فیض و برکت کا اثر تھا ۔ پہلی صورت مین (نعوذ باللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا لغو اور بیکار ہونا لازم آتا ہے ۔ دوسری صورت نبی عربی فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و ہدایت و رحمۃ عامہ کے منافی ہے کہ سید المرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، محبوب رب العالمین کے فیوض و برکات صرف اُن کے اپنے خاندان بنو ہاشم کے لیے مخصوص ہون اور آپ کے خاص جد امجد ہاشم کے برادر زادہ امیہ کی اولاد بعد اسلام بھی اُس سے محروم رہے ۔

انبیا اور ائمہ کے آبا و اجداد کے باایمان ہونے کی دُھن مین جلدی سے کہین یہ نہ کہہ بیٹھیے گا کہ بنو ہاشم بعد از اسلام کیطرح قبل از اسلام بھی کفر اور کینہ و عداوت بنی امیہ سے منزہ و مبرا تھے ورنہ نبوت بلکہ ختم نبوت کی ضرورت بھی معرض خطر مین پڑ جائے گی، کیونکہ نبوت کی غایت تو اصلاح ہے اور اصلاح کی حاجت بعد الفساد ہوتی ہے اور جب فساد ہی نہ ہو تو پھر نبوت کی ضرورت ہی کیا ہے ۔

اصل یہ ہے کہ سرے سے یہ وجہ ہی غلط ہے کیونکہ، ایک تو آپ نے بحوالہ تہذیب و

مجمع بحارالانوار و مستدرک حاکم جو عبارت پیش کی ہے اگر ہم اُسے صحیح اور آپ کے دست تصرف سے محفوظ تسلیم کر لین تو بھی اسمین بجز بالفعل اور آیندہ مخالفت کے آپ کی پیش کردہ وجہ مذکورہ (کینۂ دیرینہ) کا پتہ نہین۔ دوسرے آپ کے برادران شیعہ کی معتبر ترین کتاب نہج البلاغت اور اسکی شرح میثم مین اس وجہ کے غلط ہونے پر خود جناب امیرؓ کی شہادت موجود ہے۔ یعنی جناب امیرؓ اور امیر معاویہؓ سے جنگ صفین ہوئی تو اس کے بعد جناب امیرؓ نے ایک تحریر عام طور پر مشتہر فرمائی تاکہ مسلمانون کو اس لڑائی کی اصل وجہ معلوم ہو جائے۔ چنانچہ اسکی عبارت گذشتہ صفحات مین نقل کر چکا ہون، اس کے ترجمہ کا ضروری حصہ یہ ہے۔

ابتدا ہمارے معاملہ کی یہ ہوئی کہ ہمارا اور اہل شام کے گروہ کا مقابلہ ہوا اور یہ امر ظاہر ہے کہ رب ہم دونون کا ایک تھا اور دعوی ہمارا اسلام مین ایک تھا۔ نہ ہم اُن مین زیادتی چاہتے تھے اللہ پر ایمان اور رسول کی تصدیق مین اور نہ وہ ہم مین زیادتی چاہتے تھے۔ بس معاملہ ایک تھا مگر جھگڑا پڑ گیا خون عثمانؓ پر اور ہم اُس سے پاک ہین۔

شیخ صاحب! جنگ صفین سے بڑھکر "خواہش قتل" کا میدان اور کون ہو سکتا ہے مگر دیکھئے اسکے متعلق خود جناب امیر تو ارشاد فرماتے ہین کہ (ہم اور معاویہ دونون مومن و مسلم ہین، ایمان و اسلام مین نہ ہم ان سے زیادہ نہ وہ ہم سے کم، ہمارا انکا معاملہ بالکل ایک تھا نزاع کیوجہ صرف خون عثمان ہے نہ کہ کچھ اور) اور ایک آپ اُن کے جانے کیسے شیعہ ہین کہ اپنے امام کے خلاف منافقانہ اور کینۂ دیرینہ کا خواہ مخواہ راگ گاتے ہین ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا،،

ایسے ہی جناب امیرؓ کے ایک خط کے جواب مین امیر معاویہؓ نے بھی لکھا ہے جو شرح میثم مین منقول ہے، اسکا ایک ٹکڑا یہ ہے۔

وقد ابی اهل الشام الا قتالك حتى تدفع اليهم قتلة عثمان - فان فعلت كانت شورى بين المسلمين - فاما شرفك في الاسلام وقرابتك من النبي	اہل شام آپ سے لڑنے کے سوا اور کسی بات پر راضی نہین ہوتے جبتک آپ قاتلان عثمان کو انکے حوالے نہ کر دین - آپ اگر ایسا کرینگے تو اہل اسلام مین شوری ہو گا لیکن بزرگی آپکی اسلام مین اور قرابت آپکی

۴۴

ومو ضعك من قريش فلست ادفعه ۔	(نبی صلی اللہ علیہ وسلم) سے اور مرتبہ آپ کا جو قریش مین ہے مین اُس کا انکار نہین کرتا ۔

غرض یہ کہ جناب شیخ صاحب آپکی کینۂ دیرینہ والی وجہ بشہادت جناب امیر بالکل غلط ہے بلکہ سفید جھوٹ اور شیعون کا محض افترا ہے صحیح یہ ہے کہ اسلام لانیکے بعد بہ برکت حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم بنو ہاشم اور بنوامیہ دونون باہم ایک جان دو قالب تھے ۔ اگر اُنین کبھی بمقتضائے بشریت کچھ شکر رنجی ہوئی بھی تو وہ بقول جناب امیرؓ محض وقتی تھے، نہ کہ بقول آپکے بوجہ کفرو نفاق و کینہ دیرینہ ۔

ثانیاً ۔ آپ کی فرضی وجہ کی غلطی کے ساتھ گو قتل کی خواہش بھی قتل ہو چکی تاہم اب ایک نظر براہ راست بھی "خواہش قتل" پر ڈال دیکھیے تاکہ آپکے دل مین کچھ حسرت باقی نہ رہ جائے ۔

ظاہر ہے کہ قتل کا ارادہ یا خواہش کوئی مجسم اور محسوس چیز نہین بلکہ ایک مخفی اور غیر محسوس امر ہے جو اُسوقت تک بالیقین ہرگز نہین معلوم ہو سکتا جبتک کہ ارادہ یا خواہش کنندہ اُسکو خود اپنے قول یا فعل سے صاف طور پر ظاہر نہ کردے ۔ پس فرمائیے بقول آپ کے امیر معاویہؓ اگر امام حسینؓ کو قتل کرنے کا ارادہ یا خواہش رکھتے تھے تو اُنھون نے اپنے اس ارادہ یا خواہش کو خود بھی ظاہر کیا تھا یا نہین، اگر نہین ظاہر کیا تو آپکی لن ترانیان بالکل رایگان ہین ۔ اور اگر ظاہر کیا تو اپنے قول سے یا اپنے فعل سے ۔ اگر اپنے قول سے ظاہر کیا ہے تو مجھے حیرت ہے کہ آپ نے اُسکے ظاہر کرنے مین بخالت سے کیون کام لیا ۔ اگر کچھ ہمت ہے تو ذرا جرأت کرکے وہ قول پیش کیجے کہ امیر معاویہؓ نے کس سے کہا اور کہان لکھا ہوا ہے ؟ بقول شخصے

دون کی لیتا ہے مسجد مین سر منبر شیخ ۔۔۔ مردمی گر ہے تو بزمِ بتِ مے نوش مین آ

رہین آپکی پیش کی ہوئی بعض وہ باتین جنھین آپ شائد بزعم خود حقیقۃً یا حکماً امیر معاویہؓ کا قول گمان کرتے ہون تو نمبروار اسکی کیفیت بھی حسب ذیل ہے ۔

(۱) آپ نے جو صفحہ پر لکھا ہے کہ "اُنہین کے خواہش کے مطابق اُنکے خلف الصدق یزید نے الخ"، تو اسمین قول معاویہؓ کا تو وجود نہین ہان "امیر معاویہؓ کے دل مین امام کو قتل کرنے کی خواہش کا ہونا ۔ اُنہین کی خواہش کے مطابق یزید کا امام کو قتل کرنا" یہ دو دعوے البتہ مذکور ہین

(۴۱)

جنین سے پہلے دعوی کے نزع کی حالت تو یہ ہے کہ جسے دیکھکر

"آپ شرماتے ہین اپنے خندۂ باطل پہ آپ"

اور دوسرے دعوی بلا دلیل کے موت پر ماتم کرنے کا وقت بھی نہ گھبرائیے یزید کی بحث مین بس اسی بحث کے بعد عنقریب آیا ہی چاہتا ہے۔

(۲) آپنے صفحہ ۲۰ و ۳۰ پر لکھا ہے "البتہ امیر صاحب نے یزید کو واقعہ حرہ کے متعلق ضرور وصیت کی تھی۔ یزید نے واقعہ کربلا کے بعد اپنے پدر بزرگوار کی وصیت کے مطابق مزید بلند نامی حاصل کی" اسمین بھی قول معاویہؓ مدار دہے۔ ہان حسن سلوک کے وصیت کی نفی یا خلاف مین بطور طعن آپنے ایک مزید دعوی البتہ کیا ہے۔ کہ "امیر معاویہؓ نے یزید کو واقعہ حرہ کے متعلق وصیت کی تھی" پھر جناب نے اس دعوی کی دلیل مین جذب القلوب کی یہ عبارت نقل فرمائی ہے۔

معاویہ در حالت احتضار موت یزید پلید را طلبیدہ گفتہ بود کہ چنین دانم کہ ترا از اہل مدینہ روزے پیش خواہد آمد باید کہ علاج آن واقعہ بہ مسلم بن عقبہ کنی کہ ہیچکس را ناصح ترا زوے درین واقعہ نمی بینم چون یزید پلید بعد از پدر بر سریر امارت نشست بر وصیت پدر عمل نمود۔ (۴۲)

اور خود ہی اس کا یہ ترجمہ بھی کیا ہے۔

(یعنی) معاویہ نے مرتے وقت یزید کو وصیت کی تھی کہ اگر تجھے اہل مدینہ کے مقابلہ مین کوئی مہم پیش آئے تو اُسکا تدارک اور انتظام مسلم بن عقبہ کو سپرد کرنا کیونکہ اس کام کے لئے اُس سے بہتر دوسرا شخص نہین ہے چنانچہ یزید نے وصیت پدری کے مطابق عمل کیا۔

ناظرین! شیخ صاحب نے اس عبارت کے نقل کرنے مین خیانتین اور اس کے ترجمہ مین غلطیان کی ہین چنانچہ اُس کو ظاہر کرنے کے لئے مین ذیل مین جذب القلوب کشوری سے اصل عبارت نقل کرکے اسکا ترجمہ کرتا ہون، ذرا مقابلہ کرکے انکی لیاقت و دیانت کی داد دیجئے۔

معاویہ در حالت احتضار موت یزید پلید را پیش خود طلبیدہ گفت چنین دانم کہ ترا از اہل	معاویہ نے اپنی وفات کے وقت یزید پلید کو اپنے سامنے بلوا کر فرمایا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اہل مدینہ

منورہ روزے پیش خواہد آمد باید کہ علاج آن واقعہ بمسلم بن عقبہ کنی کہ ہیچکس را ناصح تر از وے دریں واقعہ نمی بینم چون یزید پلید بعد از پدر بر سریر امارت نشست بعد از وقوع واقعہ بنہجی کہ مذکور شد ہم بر وصیت پدر عمل نمودہ مہم اہل مدینۂ منورہ بانصرام رسانید۔" ص۳۷

مدینہ منورہ کی طرف سے تیرے لیے کسی دن کوئی مصیبت پیش آنے والی ہے، تجھے چاہیئے کہ اُس واقعہ کا علاج مسلم بن عقبہ کے حوالہ کر کہ اس واقعہ میں اُس سے زیادہ خیر اندیش میں کسی کو نہیں دیکھتا یزید پلید اپنے والد کے بعد تخت حکومت پر بیٹھا، بعد واقعہ ہٰذے واقعہ کے جسطرح کہ مذکور ہوا یزید نے والد کی وصیت پر عمل کر کے مہم اہل مدینہ کا انتظام کیا۔

یہی عبارت قدرے تغیر کے ساتھ اور بعینہ یہی ترجمہ شیخ صاحب نے رسالہ قاتلان حسین پر نفرین کیطرح اپنی کتاب تاریخ احمدی کے ص۳۱۹ مین بھی لکھا ہے۔ ایک سنی عالم کی کتاب سے فارسی کی مختصر عبارت کے نقل و ترجمہ کرنے مین جب ۶۶ صفحہ کے چھوٹے رسالہ مین یہ حال ہے تو ۴۷۳ صفحہ کی بڑی کتاب تاریخ احمدی کا خدا ہی حافظ ہے۔

(۴۳) الغرض جناب شیخ صاحب یہ عبارت آپکے دعوی کی دلیل نہین ہوسکتی کیونکہ اسمین نہ حرّہ کا نام ہے نہ واقعہ حرّہ کا ذکر ہے ہان اگر ہے تو صرف یہ کہ امیر معاویہؓ نے ۶۰ھ مین بحالت نزع یزید کو اہل مدینہ کیطرف سے اپنے بعد پیش آنے والے خطرہ کے سدباب کیلئے مسلم بن عقبہ کے تقرر کی وصیت کی تھی نہ کہ واقعہ حرّہ کی نیز وصیت کے وقت تک مسلم بن عقبہ سے نہ حرّہ جیسا کوئی واقعہ سرزد ہوا تھا نہ امیر معاویہؓ کو آیندہ اوس سے ایسے فعل کے ظہور کی خبر تھی۔ پھر جب ۶۳ھ مین اہل مدینہ نے یزید پر خروج کیا اور یزید نے حسب وصیت والد بذریعہ مسلم بن عقبہ ان کی مدافعت کی اور اسکے ضمن مین واقعہ حرّہ بھی پیش آیا تو اسمین امیر معاویہؓ کی وصیت کا کیا قصور؟ اور اگر آپ کو خواہ مخواہ شوق ہو کہ واقعہ حرّہ، وصیت معاویہ ہی کا نتیجہ ہے تو پھر آیئے ہم آپ کو اِس انسانی وصیت سے بڑھکر ایک ایسی آسمانی وصیت سنائین کہ جسکے بد سے بدتر بلکہ بدترین نتیجہ کے سامنے واقعہ حرّہ کیا معنی، واقعہ کربلا بھی گرد بلکہ قیامت کبریٰ بھی ہیچ ہے۔ سنیئے (دروغ برگردن شیعہ) آپکے ،،عالم بے بدل فاضل اجل۔ قبلۂ ارباب یقین۔ قدوۃ المحدثین۔ زین المتالہین۔ مولنا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ اپنی مشہور و معتبر کتاب جلاء العیون مین لکھتے ہین جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

خدا نے ملائکہ مقربین مین سے حضرت جبرئیل کی معرفت فرشتونکے جم غفیر کے ساتھ آسمان سے حضرت علی کیلئے حضور صلعم کے پاس ایک وصیت نامہ بھیجا تھا جسمین لکھا تھا کہ

خدا اور رسول خدا کے دوست سے دوستی اور دشمن سے دشمنی و بیزاری کرنا۔ اپنا حق تلف ہونے، خمس غصب ہونے اور ہتک حرمت ہونے پر صبر کرنا

حضرت جبرئیل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، آپ علی سے فرما دیجئے کہ لوگ اِنکی ہتک حرمت کرینگے، ان کی ریش مبارک کو انہین کے سر کے خون سے رنگین کرینگے اسکو سنکر حضرت علی بیہوش ہوگئے جب ہوش مین آئے تو سربسجدہ ہوکر وصیت کو قبول کیا اور کہا ہرچند لوگ میری ہتک حرمت کرین۔ رسول کی سنتون کو ترک کرین۔ قرآن پاک کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالین۔ کعبۃ اللہ کو خراب و برباد کردین۔ میری داڑھی کو میرے ہی خون سے رنگین کردین ہرحال مین صبر کرونگا۔

اِس کے بعد ایسے ہی حضرت فاطمہؑ امام حسنؑ امام حسین کو بلا کر اون سے بھی کہا گیا، ان لوگون نے بھی جناب امیر کیطرح وصیت کو بسروچشم قبول کیا۔

تخلیہ مین قسم و عہد لیکر جب اطمینان ہوگیا کہ وصیت پر عمل کیا جائے گا تو حضرت جبرئیل نے اُس وصیت نامہ کو بہشت کی طلائی مہر سے سربمہر کر کے جناب امیر کے سپرد کردیا"۔

(۴۴)

شیخ صاحب! واقعہ حرّہ تو اولاً نہ وصیت معاویہ کا نتیجہ تھا نہ اُسپر یزید کے عمل کرنے کا، بلکہ وہ واقعہ یزید کے خلاف بعد از خروج اہل مدینہ، مسلم بن عقبہ کی ظالمانہ مدافعت کا نتیجہ تھا۔ ثانیاً لو فرضنا واقعہ حرہ، وصیت معاویہ کا نتیجہ ہو تو بھی یہ وصیت نہ لایق تعجب ہے نہ قابل شکایت کیونکہ وصیت کرنے اور اسپر عمل پیرا ہونے والے امیر معاویہ اور یزید دونون ایک تو انسان دوسرے غیر معصوم، تیسرے حسب عقیدہ شیعہ غیر مسلم، چوتھے بخیال جناب کافر سے بھی زیادہ دشمن تھے۔ پس اُس ادنیٰ وصیت سے ترقی کرکے ذرا کلیجے پر ہاتھ رکھکر اِس اعلیٰ وصیت کو دیکھیے جو الہامی تھی اور سابق تھی، جس وصیت کا کرنیوالا خدا۔ لانے والے جبرئیل۔ گواہ رسول خدا پانے والے ابوالائمہ امام اول مولا مشکل کشا حضرت علی حیدر کرار غیر فرار اور قبول

کرنے والے پنجتن پاک ہین - اور جسپر منصب ولایت و امامت بلکہ مرتبہ نبوت و رسالت حتی کہ شان الوہیت رکھنے والے جناب امیر نے عمل کیا، یعنی شیر خدا کے سامنے ہی تلفِ حق، غصب خمس، ہتک حرمت، ریش کی خون آلودگی، ترک سنت، پراگندگی قرآن، بربادی کعبہ، بلکہ اسکے سوا ابھی ظلم قرطاس غصب خلافت، سلب فدک، احراق خانہ زہرا، ضرب فاطمہ، اسقاط حمل، شہادت محسن، ترک متعہ اشاعت کفر اضاعت اسلام، ارتداد صحابہ اجراے تراویح، تحریف قرآن، احراق قرآن وغیرہ غرض ہر امر ناکردنی و ناگفتنی پیش آیا - جناب امیر دیکھتے رہے اور آبدار شاندار ذو الفقار رکھتے ہوئے بجز تقیہ کے چون تک نہ کیا - اس صبر و سکوت کا صرف یہی نتیجہ نہین کہ

موسٰی کے عصا کا تھا فقط نام تو بیکار خاتم بھی سلیمان کی نہ دے کام تو بیکار

جب خوف یہ غالب تھا کہ کہہ سکتے نہ تھے حق پھر گھر مین جو حیدر کی تھی صمصام تو بیکار

بلکہ "ظہر الفساد فی البر و البحر" سے بھی بڑھکر وہ نتیجہ ہوا جس سے شیعی دنیا مین ابتک صف ماتم بچھی ہوئی ہے اور ابھی آیندہ جانے کب تک واویلا کرنا ہوگا حتی کہ خدا کو قیامت سے بھی پہلے قیامت (رجعت) برپا کرنی پڑیگی، جبکی تاخیر پر غار سر من راے مین امام غائب بھی کہتے ہون گے کہ

الٰہی کیون نہین اٹھتی قیامت ماجرا کیا ہے

شیخ صاحب بھلا کچھ تو انصاف کیجئے کجا وصیت معاویہ کہ جس کا نتیجہ آپکے غلط خیال مین واقعہ حرّہ ہے اور کجا وصیت خدا کہ جس کا نتیجہ بقول شیعہ قیامت سے پہلے قیامت ہے - بس فرمائیے اگر چھوٹی وصیت کی وجہ سے امیر معاویہ برے ہین تو بڑی قیامت خیز وصیت کے باعث خدا - جبرئیل - رسول فاطمہ - علی - حسن - حسین کیسے ہین -

چہ خواہی گفت قربانت شوم تا من ہمان گویم

خلاصہ یہ کہ وصیت معاویہ مین امام حسین کے قتل کی خواہش کے اظہار کے لئے نہ حقیقۃً قول معاویہ ہے نہ حکماً اور نہ اس وصیت کو واقعہ حرّہ سے کچھ تعلق ہے -

(۳) آپ نے ص۲۳ پر بحوالہ مستدرک حاکم لکھا ہے

جب اہل عراق و شام نے یزید کی بیعت کر لی تو معاویہ ہزار سواروں کی جمعیت سے حجاز کیجانب روانہ ہوے مدینے کے قریب پہونچے تو اتفاقاً پہلے امام حسین سے

ملاقات ہوئی ان کو دیکھکر قال لا مرحبا ولا اھلا بدنة یترقرق دمھا واللہ مھریقہ

معاویہ کہنے لگے کہ خوشی اور بہتری نہو اُس شتر قربانی کو جس کا خون پھڑک رہا ہی اور اللہ اُسکا خون گرانیوالا ہے۔

امام حسین نے کہا ای معاویہ خدا کی قسم مین ایسے کلمات کا سزاوار نہین ہون۔ معاویہ نے کہا بلکہ اس سے بدتر کلمات کے سزاوار ہو"

اور اسپر آپ کو اتنا بھروسہ ہے کہ نقل عبارت سے پہلے فرماتے ہین۔

ایک روایت اور پیش کیجاتی ہے جس سے ناظرین پر آفتاب کیطرح روشن ہوجائیگا کہ امام حسین کیطرف سے امیر صاحب کے دل مین کیا تھا اور وہ مظلوم امام کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتے تھے۔

نیز نقل عبارت کے بعد پھر لکھتے ہین۔

کیون یزیدی صاحب سنی آپ نے یہ روایت کامل الدرایت کہ آپ کے امیر با توقیر نے امام حسین کو دیکھتے ہی ان کو شتر قربانی قرار دیکر صاف الفاظ مین کہدیا کہ خوشی اور بہتری نہو اُس شتر قربانی کو جس کا خون پھڑک رہا ہے اور اللہ اُس خون کو گرانے والا ہے۔ نیز امام حسین کے اس کہنے پر کہ ای معاویہ واللہ مین ایسے کلمات کا سزاوار نہین ہون ارشاد کیا کہ بلکہ تم اس سے بدتر کلمات کے مستحق ہو۔ پس امیر صاحب کی عداوت قلبی کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ وہ فرزند رسول کو جس نفرت وحقارت کی نظر سے دیکھتے تھے اس نظر سے کوئی کافر بھی کسی مسلم کو نہین دیکھتا اور انکے خون کے ایسے پیاسے تھے کہ اُنہین دیکھتے ہی قتل کی بشارت دیکر اس بات کو ثابت کردیا کہ شہادت حسینی کے اصل بانی وہی تھے۔

(۴۶)

جناب شیخ صاحب! یہ تو تھی آپ کے قلم کی روانی، لیکن اب ذرا میرے شبدیز قلم کی بھی جولانی ملاحظہ فرمائیے۔

ضبط کرون مین کب تک آہ ۔ چل میرے خامے بسم اللہ

حیرت ہے کہ آپ اِس مقولہ معاویہ کے متعلق یہان تو "اخرجه الحاکم فی المستدرک عن ابی سعید الخدری وصححه" لکھتے ہین - لیکن اپنی تاریخ احمدی ص ۲۲۶ مین "قال ابن الاثیر فی الکامل" درج فرماتے ہین -

نقل وترجمۂ عبارت مین آپ کے تصرف بیجا کی عادت اِس عبارت وترجمہ کی عدم حفاظت کے لیے خود کافی ضمانت ہے - اگر ہم یہ بھی مان لین کہ مستدرک حاکم کا حوالہ درست، عبارت محفوظ، ترجمہ صحیح ہے تو اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ روایت کہ "امیر معاویہ نے مذکورہ موقع پر امام حسین سے ایسا کہا تھا" صحیح ہے - چنانچہ اِسی لیے آپ نے بھی اس کو بلا دلیل ہی روایت کامل الدرایت لکھدیا یہ اخفائے دلیل بجائے خود اِس امر کی دلیل ہے کہ ضرور کچھ دال مین کالا ہے جسے آپ بلفظ "روایت کامل الدرایت" اور "صحیح" چھپانا چاہتے ہین لیکن دیکھیے مین اسے ظاہر کیے دیتا ہون -

۱ - صحیح مستدرک (مصنفہ حافظ ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ) گو فن حدیث کی کتاب ہے لیکن طبقات کتب حدیث مین سے طبقہ عالیہ صحیحہ شلاثہ طبقہ اول مین داخل نہ طبقہ دوم مین شامل بلکہ اسکا شمار مثل صحیح ابن حبان کے درجہ سوم مین اور کتب درجہ سوم کے روایتونکی جو وقعت محدثین کی نظر مین ہے وہ اہل علم پر روشن ہے -

۲ - ابوبکر خطیب کا قول ہے "کان یمیل الی التشیع" کہ حاکم کا میلان تیعہ مذہب کی طرف تھا - نیز صاحب میزان الاعتدال لکھتے ہین

ثم هو شیعی مشهور من غیر تعرض للشیخین وقد قال ابن طاهر سالت ابا اسماعیل عبد اللہ الانصاری عن الحاکم فقال امام فی الحدیث رافضی خبیث ص ۲۰۲ ج ۲	پھر حاکم شیعہ مشہور ہے مگر شیخین کی بدگوئی نہین کرتا اور ابن طاہر نے کہا مین نے ابوعبداللہ انصاری سے حاکم کے متعلق سوال کیا، انھون نے فرمایا کہ حاکم حدیث مین امام ہے (لیکن) رافضی خبیث ہے -

(۴۷)

۳ - تدریب الراوی ص ۳۱ مین ہے "ویقاربه صحیح ابی حاتم ابن حبان فی التساهل" کہ صحیح ابن حبان اور ابوحاتم کی تصنیف تساہل مین مستدرک حاکم کے قریب ہے - فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث ص ۱۴ مین ہے "والبستی یدانی حاکما فی التساهل" کہ

ابن حبان البستی باب تساہل میں حاکم کے قریب ہے۔ مقدمہ ابن الصلاح ص۹ میں ہے "ویقاربہ فی حکمہ صحیح ابی حاتم ابن حبان البستی" کہ صحیح مستدرک حاکم کے قریب، قریب صحیح ابن حبان وصحیح ابوحاتم بستی ہے۔

۴- (۱) میزان الاعتدال ج۳ ص۸۵ میں ہے کہ "حاکم امام صدوق ہے لیکن صحیح مستدرک میں ساقط حدیثوں کو بھی صحیح کہہ جاتا ہے اور اُسنے ایسا بکثرت کیا ہے میں نہیں جانتا کہ اس نے دانستہ ایسا کیا ہے یا اس سے ان حدیثوں کا سقوط پوشیدہ رہا، دانستہ ایسا کیا ہے تو یہ بڑی خیانت ہے" (۲) محمد ابراہیم ارموی کا قول ہے کہ "حاکم نے حدیثیں جمع کیں اور گمان کیا کہ یہ بخاری ومسلم کی شرط پر ہیں انہیں میں سے حدیث طیر وحدیث من کنت مولاہ ہے مگر اصحاب حدیث نے اس سے انکار کیا پھر اسکے قول کیجانب کسی نے التفات نہیں کیا (۳) ابراہیم ارموی کا یہ قول بھی ہے کہ "صحیح مستدرک میں بیشتر ایسی حدیثیں ہیں جو صحیح کی شرط پر نہیں ہیں بلکہ زیادہ تر موضوع ہیں۔

(۴) ابوسعید مالینی کا قول ہے کہ میں نے مستدرک حاکم کو اول سے آخر تک دیکھا اسمیں ایک حدیث بھی بخاری ومسلم کی شرط پر نہیں پائی (۵) اور بستان المحدثین میں ہے کہ "صاحب مستدرک نے بیشتر حدیثوں کی صحت کا حکم دیا اور ان کو صحیحین کی احادیث کی مانند شمار کیا لیکن جلیل القدر علما اس باب میں حاکم کی خطا ثابت کرتے اور مستدرک کی صحت کے منکر ہیں"۔ نیز لکھا ہے کہ "ذہبی نے کہا صحیح مستدرک پر کسی کو غرہ کرنا درست نہیں جبتک میری کتاب تعقبات وتلخیصات نہ دیکھ لے (۶) اور اتحاف النبلا میں ہے کہ "صحیح مستدرک میں کم یا زیادہ جو حدیثیں ہیں سب مجروح اور پرلے درجہ کی ضعیف ہیں"۔ انتہیٰ ملخصاً۔ (۴۸)

شیخ صاحب! یہ ہے آپکے مایہ ناز ماخذ (مستدرک) اور اسکے مصنف (حاکم) کی حالت جس کے پردہ پوشی کی آپنے لاکھ کوشش کی مگر پردہ دری ہوکر رہی۔ خیر ہم اگر اس سے بھی چشم پوشی کرلیں تو اسکا کیا علاج کہ جنابنے اپنے منقولہ روایت کے کل رواۃ کا نام صیغۂ راز میں رکھا اور ذکر بھی کیا تو صرف ایک ابوسعید خدری کا وہ بھی اسطرح کہ یہ نہ ظاہر فرمایا کہ وہ ابوسعید خدری صحابی ہیں[1] یا ابوسعید شیعہ[2]۔ اگر صحابی ہیں تو اُنکے بعد راویوں کو ظاہر نہ کرنے کی کیا وجہ؟ ذرا ہمت کرکے

[1] ابوسعید خدری صحابی کی وفات سن ۶۳ یا ۶۴ یا ۶۵ یا بقول بعض ۷۴ ہجری [2] ابوسعید شیعہ سنہ ۲۴۶ھ میں مرا ۱۲

(باقی آئندہ)

پیش کیجئے اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھئے ۔ اور اگر شیعہ (بلکہ یقیناً شیعہ) ہین تو اُن سے پہلے کے راویون کے اظہار کی بھی حاجت نہین، خود انھین کی ذات ستودہ صفات کا تعارف کافی ہے چنانچہ امام سخاوی نے شرح رسالہ منظومہ جزری مین، شیخ الاسلام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ اور میزان الاعتدال مین یاقوت حموی نے معجم الادبان مین علامہ طاہر گجراتی نے تذکرۃ الموضوعات مین ان کی سرگزشت لکھی ہے اسکو نواب محسن الملک علیہ الرحمہ نے بھی اپنی نایاب و لاجواب کتاب آیات بینات مین خوب وضاحت سے بیان کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "آپ یعنی زیر بحث حضرت شیعہ ہین، رافضی ہین، غالی ہین، سبائی ہین، کاذب ہین، متروک ہین، منکر ہین ۔ آپ کا ایک نام محمد بن سائب کلبی اور دوسرا نام حماد بن سائب کلبی ہے ۔ آپکی ایک کنیت ابو نضر، دوسری کنیت ابو ہشام، تیسری کنیت ابو سعید ہے ۔ روایتون مین آپ کے ہر اسم اور ہر کنیت سے کام لیا گیا ہے متقدمین شیعہ تیسری کنیت ابو سعید سے دھوکا دیا کرتے تھے یعنی اسکو بلا لفظ خدری و کلبی استعمال کرتے تھے کہ لوگ اسکی مرویات کو ابو سعید خدری صحابی کی روایت سمجھکر یقین کرلین لیکن متاخرین شیعہ نے ابو سعید کے ساتھ لفظ خدری ملاکر اپنے متقدمین شیعہ کے فریب کی تکمیل کردی ۔" شیخ صاحب آپنے شیعون کے اسی سنت کی پیروی کی ہے جو لکھا ہے " اخرجہ الحاکم عن ابی سعید الخدری وصححہ "

لیجئے یہ ہے آپ کے "روایت کامل الدرایت" کی حقیقت کہ "لا مرحبا و لا اھلا الخ" حضرت امیر معاویہ رضؓ کا مقولہ ہرگز نہین بلکہ یقیناً شیعون کا اضافہ ہے ۔ خیر ہم آپکی خاطر سے اگر اسے بھی جانے دین اور مان لین کہ یہ امیر معاویہ رضؓ ہی کا مقولہ ہے تو پھر اور بھی لوہے کا چنا چبانا پڑے گا یعنی اس کا کیا جواب ہے کہ اس قول سے امیر معاویہ رضؓ نے امام حسینؑ کو قتل کرنے کی اپنی خواہش ظاہر نہین کی بلکہ بطور پیشین گوئی امام حسین کے قتل ہونے کی خبر دی ہے کیونکہ امیر معاویہ رضؓ اس سے باخبر ہوچکے تھے اور اس لئے باخبر ہوچکے تھے کہ مدتون پیشتر ۔

۱ ۔ مذکورہ آسمانی وصیت نازل ہوچکی تھی جسے اپنے والد ماجد کی طرح امام حسین بھی قبول فرماچکے تھے کہ "مین اپنے ہی خون سے اپنی ڈارھی رنگین کیے جانے پر صبر کرون گا" جلاء العیون ملا باقر مجلسی ۔

۲ ۔ امام حسینؑ کی ولادت کے ساتھ اُن کے شہادت کی الہامی بشارت آچکی تھی جسے رسول نے دو مرتبہ اور فاطمہ نے ایک دفعہ رد کرکے خبر امامت پر قبول کیا تھا، تاہم حضرت فاطمہ کو امام حسین کا حمل

ناپسند اور اُن کی ولادت ناگوار رہی چنانچہ بقول امام جعفر صادق "حملتہ امہ کرھا ووضعتہ کرھا" کی آیت مین اسی کراہت فاطمہ کی خبر دی گئی ہے" اصول کافی -

۳ - حضور صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر سے "ان کان من اصحاب الیمین فسلام لک من اصحاب الیمین کے آیت کی یہ تفسیر بیان فرما چکے تھے ھم شیعتک فسلم ولدک منھم ان یقتلوھم" کہ اصحاب یمین تمھارے شیعہ ہین پس اپنے شیعون سے تم اپنی اولاد کو بچائے رکھو، وہ شیعہ تمھاری اولاد کو قتل نہ کردین" کافی کلینی -

۴ - جناب امیر اپنے لخت جگر کو وصیت کر چکے تھے کہ" اے فرزند جب مین دنیا سے مفارقت کردن اور میرے اصحاب تم سے موافقت نہ کرین تو لازم ہے کہ تم خانہ نشین رہنا" جلاء العیون -

۵ - حضرت امام حسن علانیہ برسر منبر اپنے شیعون سے کہہ چکے تھے کہ" مجھے تم نے فریب دیا جس طرح پہلے امام (علی) کو تم نے دغا دی تھی اور نہ معلوم میرے بعد تم لوگ کس امام سے مقاتلہ کروگے" ایضاً -

امیر معاویہ اس آسمانی وصیت، الہامی بشارت، رسولی تفسیر، علوی خبر، حسنی رضہ اطلاع کا ظہور حضرت فاطمہ رضہ، حضرت علی رضہ، امام حسن رضہ کے متعلق بدست شیعہ دیکھ چکے تھے (جسکی تفصیل مین نے اپنے رسالہ قاتلان حسین مین کی ہے) اب صرف امام حسین باقی تھے، اس بنا پر امیر معاویہ رضہ نے امام حسین رضہ کو بل نہ یعنی قربانی کے اونٹ سے تشبیہ دی اور یہ نہین کہا "انا مھریقہ" کہ مین اس کا خون گرانیوالا ہون بلکہ فرمایا" واللہ مھریقہ "کہ اُس کا خون اللہ گرانے والا ہے - لہذا امیر معاویہ رضہ نے امام حسین رضہ کو اس طرح کنایۃً گویا" اللہ کیلئے قربان ہونیوالا" کہا جو واقعی اللہ کے عاشق صادق کے لئے ایسی بشارت ہے کہ اُس کے سامنے کونین کی دولت بھی ہیچ ہے، اس بشارت عظمیٰ کو سنکر امام حسین کی طرف سے یہ جواب شایان شان ہے -

ہمہ آہوان صحرا سر خود نہادہ برکف — بامید آنکہ روزے بشکار خواہی آمد

پھر امیر معاویہ کی طرف سے یہ کہ

کشتگان خنجر تسلیم را — ہر زمان از غیب جان دیگر است

پس یہ جواب کہ (امام حسین نے کہا کہ اے معاویہ خدا کی قسم مین ایسے کلمات کا سزاوار نہین ہون) اور یہ جواب الجواب کہ (معاویہ نے کہا بلکہ اس سے بدتر کلمات کے سزاوار ہو) محض غلط ہے، ایسا جواب

نہ امام نے دیا نہ امیر نے دیا بلکہ شیعون نے افترا کیا ہے، ورنہ ماننا پڑے گا کہ اللہ کے لیے قربان ہونے سے بیزار ہونیوالا شخص نہ صرف لا مرحبا ولا اہلا بلکہ اس سے بھی بدتر کلمات کا سزاوار ہے ۔

جناب شیخ صاحب، اگر یہ منظور نہ ہو اور نقاب سنیت کا کچھ بھی پاس ولحاظ نہ کرین اور آپ اسپر خواہ مخواہ اصرار فرمائین کہ اس مقولہ سے امیر معاویہ نے امام حسین کو ضرور قتل کی بشارت دی ہے تو اس انسانی بشارت سے پہلے ذرا مذکورہ آسمانی وصیت کے ساتھ الہامی بشارت کو دیکھیے اور جو کچھ امیر معاویہ کو کہنا ہو اول خدا و رسول کو کہیے پھر لگے ہاتھ حضرت فاطمہ کو بھی سنائیے کہ " وہ فرزند رسول کو جس نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتی تھین اُس نظر سے کوئی کافر بھی کسی مسلم کو نہین دیکھتا اور اُن کے خون کی ایسی پیاسی تھین کہ اُن کے قتل کی بشارت کو قبول کر کے اُن کے حمل اور ولادت سے کراہت فرما کر اس بات کو ثابت کر دیا کہ شہادت حسینی کی اصل بانی وہی تھین " افسوس

غیر کی آنکھون کا تنکا تجھکو آتا ہے نظر — دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی

الغرض ! شیخ صاحب، آپ اپنے دعوی " خواہش قتل " کے ثبوت مین مقولہ معاویہ نہ پیش کر سکے ۔ نہ آئندہ انشاء اللہ تعالی آپ یا کوئی شیعہ پیش کر سکیگا اور جو پیش کیا تھا اب اس کا جواب دیکھکر اگر زبان سے نہین تو دل مین آپ ضرور کہین گے کہ

یہ عذر امتحان جذبۂ دل کیسا نکل آیا — مین الزام اُن کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

رہا امیر معاویہؓ کا اپنا وہ فعل جو اُن کے ارادہ یا خواہش قتل حسینؓ پر دال ہو اُس کا حال بھی بس مقال ہی جیسا ہے کہ پردۂ عدم مین مستور ہے اور جس فعل کو بزعم خود دلیل سمجھکر پیش کیا ہے اس کی کیفیت امر دوم کی بحث مین شوق سے ملاحظہ فرمایئے ۔

امر دوم ۔ یعنی امیر معاویہؓ زبان سے کیا معنی اپنے قلم سے بھی امام حسینؓ کی شان مین گستاخی کرنا ناپسند کرتے تھے ۔ اس کے ثبوت مین بحوالہ ناسخ التواریخ مین نے ایک واقعہ نقل کیا تھا کہ امام حسین نے امیر معاویہؓ کو تبرا آمیز خط لکھا لیکن امیر معاویہؓ نے لوگون کے ورغلانے پر بھی اس کا نرم اور بحسن ادب جواب دیا ۔ شیخ صاحب سے یہ تو ہو نہ سکا کہ اس واقعہ کا انکار اور صاحب ناسخ التواریخ کا رد فرما کر امر دوم کا صحیح معارضہ پیش کرتے ۔ ہان کیا تو یہ کیا کہ جناب امیر، امام حسن، امام حسین کے متعلق امیر معاویہ کے چند افعال بطور طعن غیر متعلق پیش کیے ہین، جنھین وہ امیر معاویہؓ کے ارادہ یا خواہش قتل حسینؓ کی بزعم خود علامت

یا دلیں تصور فرماتے ہین چنانچہ صـ۱ پر خود لکھتے ہین کہ

اس کارروائی سے امیر صاحب کا ایک اہم مقصود یہ بھی تھا کہ علی کی توہین سے آل رسول کے مرتبے مین روز بروز تنزل ہوتا جائے اور بالآخر لوگون کی نگاہون مین اونکی وقعت مطلقاً باقی نہ رہے چنانچہ امیر صاحب کے اس اہم مقصود کا نتیجہ سنہ ۶۱ھ مین بروز عاشورہ محرم ظاہر ہوگیا" اسی کو شیخ صاحب اوپر صـ۵ مین اس طرح تعبیر فرماچکے ہین کہ

"جس قیامت خیز واقعہ کربلا کا قصر شدادی یزید کے ہاتھون تعمیر ہوا اُس کا فونڈیشن اسٹون یعنی سنگ بنیاد خود امیر صاحب ہی اپنی زندگی مین نصب فرماچکے تھے اور اگر اون کی زندگی وفا کرتی تو وہ اس کا تکملہ بھی کر دیتے"

جیسا کہ آگے صـ۱۱ پر بھی رقم فراتے ہین

"پس اسمین زرا بھی شک کی گنجایش نہین ہے کہ جو اسباب واقعہ کربلا کے باعث ہوے وہ امیر صاحب ہی کے ساختہ وپرداختہ تھے اور اس حیثیت سے شہادت سبط ثانی کے بادی و بانی امیر صاحب ہی قرار پاتے ہین"

اس لئے مین ترتیب وار ہر سہ بزرگ کے متعلق شیخ صاحب کے پیش کردہ افعال معاویہ پر نمبروار مختصراً ایک نظر ڈالتا ہون -

(۱) صـ۵ پر جنگ صفین کی بابت "صدو خطائے اجتہادی" حکمت عملی "مجتہد اور اجتہادی حکمت عملی کا طعن کرتے ہوئے اسکی تائید مین بحوالہ کتاب محاضرات علامہ راغب اصفہانی ایک عبارت نقل کرکے اُس کا ترجمہ کرتے ہین کہ

معاویہ کو حضرت علی پر محض اسوجہ سے غلبہ حاصل ہوگیا کہ معاویہ حیلون سے اپنا کام نکالتے تھے چاہے وہ حیلے حلال ہون یا حرام کیونکہ ان کو نہ دین کی پرواہ تھی نہ خدا کا خوف تھا"

شیخ صاحب! جب آپ کشف الظنون سے خود ناقل ہین کہ "محاضرات للأدبا.... وهو عمله هذا الفن بين الفضلاء" تو تاریخی بات کو غیر تاریخی کتاب سے؟ وہ بھی خصم کے مقابلہ مین نقل کرنا یہ کہان کا قاعدہ ہے کیا جناب کو اتنا بھی نہین معلوم کہ جس فن کا جو مسئلہ ہوتا ہے وہ اسی فن کی مستند کتاب سے ثابت ہوسکتا ہے اگر قصہ کہانی کی کتاب کا ایسا ہی شوق تھا تو آپ نے داستان امیر حمزہ اور طلسم ہوشربا کو اس شرف سے ناحق

۵۲

محروم رکھا۔ ہم نے مانا کہ آپ ناقل ہین لیکن "نقل راچہ عقل" کا یہ معنی ہرگز نہین کہ آپ "بے پر" کی اڑانے لگین پس ایسی لغوبات کا جواب ہی کیا لیکن چونکہ اس افسانہ پر آپ کو اتنا ناز ہے کہ جوش شیعیت مین نقاب سنیت کو بھی بالاے طاق رکھکر رقم فرماتے ہین۔

امیر صاحب کی حکمت عملی کا وصف اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ اُن کو اپنے پولٹیکل مکر وحیل کے برتنے مین نہ حرام وحلال کا خیال تھا نہ خوف خداوند ذی الجلال" ص۶

اس لئے کچھ عرض کئے دیتا ہون، سُنیے۔ ترجمہ مین آپ نے ظاہر فرمایا ہے کہ جنگ صفین مین جناب امیر پر امیر معاویہ کے غلبہ کی وجہ امیر معاویہ کا حیلہ کرنا اور حیلہ کا سبب امیر معاویہ کا دین سے بے پروا اور خدا سے بیخوف یعنی بے دین ہونا ہے۔ حالانکہ امیر معاویہ کا جناب امیر پر غلبہ، اُن کے حیلہ، اُن کی بے دینی یہہ تینون باتین غلط ہین۔

امیر معاویہ کا بے دین ہونا اس لئے غلط ہے کہ سابقاً بحوالہ کتب شیعہ خود جناب امیر کا یہ اقرار واعلان نقل کرچکا ہون کہ "ایمان واسلام مین نہ ہم معاویہ سے زیادہ ہین نہ معاویہ ہم سے کم ہین" جب ایمان واسلام مین جناب امیر اور امیر معاویہ دونون برابر ہین پس اس مساوات پر بھی اگر امیر معاویہ بے دین ہین تو شیخ صاحب کو چاہیئے کہ نعوذ باللہ جناب امیر کو بھی بے دین کہین، ورنہ ماننا پڑیگا کہ جناب امیر کی طرح امیر معاویہ بھی اعلیٰ درجہ کے دین دار تھے اور یہی صحیح ہے نتیجہ یہ کہ جب اصل بنا "بیدین" ہونا ہی معدوم ہے تو اس پر شیخ صاحب آپ نے جو حیلہ اور غلبہ کا خیالی گھروندا بنایا تھا وہ بھی "ہباءً منثوراً" ہوگیا۔

امیر معاویہ کا حیلہ کرنا اس لئے بھی غلط ہے کہ اگر آپ امیر معاویہ کے حیلہ اور حیلہ کی وجہ سے غلبہ کو صحیح تسلیم کرتے ہین تو حسب اصول شیعہ جناب امیر کی امامت رخصت ہوجاتی ہے کیونکہ بقول امام جعفر صادقؒ

ای امام لا یعلم ما یصیبہ والی ما یصیر فلیس ذلک بحجۃ اللہ علی خلقہ اصول کافی ص۱۵۵

جس امام کو یہ معلوم نہ ہو کہ اسکو کیا پہنچنے والا ہے اور اسکی کیا حالت ہونے والی ہے، وہ مخلوق مین اللہ کی حجت نہین ہے۔

پس جناب امیر کو امیر معاویہ کے حیلہ وفریب کا پیشتر سے علم تھا یا نہین۔ اگر علم نہین تھا تو امامت باطل اور اگر خبر تھی تو ابوالائمہ کا دیدہ ودانستہ امیر شام کے فریب مین آکر مغلوب ہونے کا افسانہ غلط ہے اسی طرح غلبہ کا قصہ جناب امیر کے صفات اور واقعات کے لحاظ سے بھی غلط ہے صفات کے لحاظ سے اس لئے غلط ہے کہ آپ کے مستند علمای شیعہ مین سے ملا فتح اللہ کاشانی اپنی معتبر تفسیر مین زیر آیۃ

(ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء الآیه) جناب امیر کی صفات کا ذکر کرتے ہوے اُن کی صفت شجاعت کے متعلق لکھتے ہین (باجماع عقلا ہیچ جوانمردے در عالم بشریت بجوانمردی امیرالمومنین نمی رسد و این حالت مقدر ہیچکس دیگر نیست) اور کچھ آگے چلکر یہان تک فرماتے ہین کہ (وشکے نیست کہ این حالت از طبع بشری و نفس انسانی بعید است و بے تائید و توفیق الٰہی میسر است الخ) جب جناب امیر خدا کی تائید اور اس کی توفیق سے بھی بے نیاز تھے تو یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ حسب تعلیم عبداللہ بن سبا یہودی موجد مذہب شیعہ اور موافق تحریر ملا فتح اللہ کاشانی، شیعون کے نزدیک نبوت اور ختم نبوت سے بڑھکر آن امامت ہی نہین بلکہ شانِ الوہیت بھی رکھتے تھے، پس "اسد اللہ" جیسے "بے تائید و توفیق الٰہی" غالب علی کل غالب" کا امیر معاویہ جیسے غیر معصوم انسان سے مغلوب ہونا چہ معنی دارد - اور واقعات کے لحاظ سے اسلیے غلط ہے کہ قاتلان عثمانؓ کو جناب امیر ہی کے زیر سایہ پناہ ملی، فوجی پیشقدمی اور جارحانہ حملہ جناب امیر ہی نے کیا جنگ مین اول غلبہ جناب امیر ہی کو ہو رہا تھا، طرفین کے نمایندون نے بالاتفاق جناب امیر کو خلافت سے معزول کر دیا لیکن پھر بھی حجاز و عراق وغیرہ مین مثل سابق اُن کی خلافت قائم ہی رہی، جناب امیر نے امیر معاویہ کے مطالبہ قصاص کو عملاً مسترد کر دیا - دوسری طرف امیر معاویہ خون عثمان کا انتقام لے سکے، نہ حجاز و عراق کی حکومت پا سکے، نہ متفقہ عزل کا نفاذ کر سکے، بلکہ میدان جنگ سے نقصان کے ساتھ شام واپس گئے - نتیجہ صاف ہے کہ اس طرح امیر معاویہ پر جناب امیر کو غلبہ رہا نہ کہ امیر شام کو شیر خدا پر -

اگر شیخ صاحب آپ ابن سبا کی سکھائی اور ملا فتح اللہ کاشانی کی قبول کی ہوئی جناب امیر کی شان الوہیت اور اُن کے تلوار کے اس صفت مندرجہ مجاہدہ عرب صد ۹۱ یوسفی

دنیا پر ہون بہیں، نہ سکندر ہون نہ ہون تو پر نہ ہون   مین تیغِ دست قدرت پروردگار ہون

کو نہ مانین اور واقعات کے ظاہر کردہ حقیقت پر پردہ ڈال کر خواہ مخواہ حیدر کرار غیر فرار کے مغلوب ہونے ہی پر اصرار فرمائین تو بسم اللہ شوق سے اپنی ہی ضد پر ایمان لائین مگر پھر اپنی خیر منائین اور بجاے امیر معاویہ کے شیعیان علی کو صلواتین سنائین کیونکہ اگر یہ سچ ہے کہ شیر خدا مغلوب اور امیر معاویہ غالب رہے تو اس مین بھی کچھ کلام نہین کہ اس غلبہ کی وجہ آپکا پیش کردہ امیر معاویہ کا حیلہ اور اُن کی بے دینی ہرگز نہین بلکہ حسب کتب شیعہ اسکی حقیقی وجہ بقول جناب امیر خود شیعیان علی کی منافقانہ سازشین، غدارانہ شرارتین اور بزدلانہ حرکتین ہین ثبوت یہ ہے کہ جناب امیر نے جسقدر لعنت و ملامت، نفرت و حقارت، شکوہ و شکایت، رنج و

غم غیظ و غضب کا اظہار اپنے اصحاب اور یاردن کے متعلق کیا ہے امیر معاویہ و اہل شام کی بابت اس کا عشر عشیر بھی نہین فرمایا بلکہ خود بھلا برا کہنا تو کجا اُن کو اپنا بھائی، مسلمان، صرف تاویل و شبہہ کی بنا پر غلط خاطی کہا ادن کے حق مین اپنی فوج کے فعل سب و لعن پر ممانعت و کراہت کی، جسپر آپ کے مذہب شیعہ کی معتبر ترین کتاب نہج البلاغت کے بیسون خطبے شاہد ہین، اسکی کچھ تفصیل مین نے اپنے رسالہ قلاتلان حسین مین بھی کردی ہے لیکن افسوس کہ آپ اسکو دیکھکر کچھ نہین شرماتے - سچ ہے -

دل صاف ہو کس طرح کہ انصاف نہین ہے ۔۔۔ انصاف ہو کس طرح کہ دل صاف نہین ہے

اچھا ہم اگر تھوڑی دیر کے لئے آپ کی خاطر سے بطور تنزل یہ بھی فرض کر لین کہ بقول آپ کے جناب امیر کے مغلوب ہونے کی وجہ امیر معاویہ کا حیلہ کرنا اور بے دین ہونا ہی ہے تو پھر بھی حسب روایات شیعہ آپ کی تبرا کے امیر معاویہ سے کہین زیادہ جناب امیر ہی مستحق نظر آتے ہین کیونکہ اس سے بڑھکر اور بے دینی کیا ہو سکتی ہے کہ جناب امیر نے باوجود قدرت کے اصل قرآن کو غائب کر دیا نہ اسپر خود عمل کیا نہ آج تک کوئی شیعہ کر سکا نہ تا ظہور امام غائب کسی شیعہ کو نصیب ہوگا - اور اس سے بڑا حیلہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ جناب امیر و دیگر ائمہ ازراہ تقیہ حق دین کو ترک کرکے تا بمرگ اعداے دین کے باطل مذہب پر عمل کرتے کراتے رہے حد ہوگئی کہ جب ممنوع التقیہ ائمہ ایک ایک بات مین ستر ستر پہلو رکھتے تھے تو پھر مامور التقیہ ائمہ کا کیا پوچھنا ہے چنانچہ آپکے مذہب شیعہ کے معتمد اور مشہور مجتہد مولوی دلدار علیصاحب اپنی مایہ ناز کتاب "اساس الاصول" مین لکھتے ہین -

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام وقال انی لاتکلم علی سبعین وجھًا فی کلھا المخرج والیضًا عن ابی بصیر قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول انی لاتکلم بالکلمة الواحدة لھا سبعون وجھًا ان شئت اخذت کذا وان شئت اخذت کذا (صہ ۶۵)

امام جعفر علیہ السلام فرماتے ہین کہ بیشک مین ستر پہلو رکھکر بات کرتا ہون - ہر پہلو سے نکل جانے کا موقع رہتا ہے - ابو بصیر سے بھی روایت ہے کہ مین نے امام جعفر علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ مین جب کوئی کلام کرتا ہون تو اس مین ستر پہلو رکھ لیتا ہون، چاہون تو اس پہلو کو اختیار کر لون اور جب چاہون اس پہلو کو لے لون "

جناب شیخ صاحب! جب کسی کا دامن خطای اجتہادی، حکمت عملی، پولٹیکل مکر و حیل و غیرہ وغیرہ بے دینی کی دولت سے خود ہی مالا مال ہو تو اوسکو غیرون کی جبین سائی و کاسہ لیسی کرنی آپ ہی فرمائین کیسی

بات ہے۔

الغرض! جناب کا یہ لکھنا کہ امیر معاویہ بلا خیالِ حرام و حلال حیلہ کرتے تھے - نیز یہ فرمانا کہ وہ دین کی پروا کرتے تھے نہ خدا سے ڈرتے تھے' دعوی بلا دلیل ہی نہیں بلکہ سفید جھوٹ' صریح افترا اور صاف تبرا ہے۔

(۲) صـــ پر بحوالہ تاریخ الخمیس لکھتے ہین کہ "جنگ صفین مین عمار بن یاسر کے قتل ہونے پر عمرو بن عاص نے قتال سے ہاتھ روک لیا۔ معاویہ نے سبب پوچھا تو جواب دیا کہ ہم رسول اللہ سے سن چکے ہین کہ عمار کو گروہ باغی قتل کریگا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم لوگ باغی ہین - اسپر معاویہ نے کہا چپ رہو عمار کے قاتل ہم نہین بلکہ علی ہین جنھون نے ان کو ہم مین لا کے ڈالدیا" انتہی ملخصا - پھر صفحہ ۷ پر اس کا یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ (امیر صاحب نے جان بوجھ کر بزور تحریف حدیث رسول کی جانب سے لوگون مین غلط فہمی پیدا کردی اور آیہ "یحرفون الکلم عن مواضعہ" کو پس پشت ڈالدیا)

اولاً کسی معتبر کتاب سے بلا حدیث صحیح کے نقل کئے ہوے "غلط فہمی" پیدا کردینے کا الزام اگر زبردستی نہین تو اور کیا ہے - ثانیاً جناب نے امیر معاویہ کے متعلق "زور تحریف" ہی تحریر کرنے پر قناعت کی اور فعل تحریف" نہین تصنیف فرمایا' این ہم غنیمت است "ثالثاً" امیر معاویہ نے اگر یہ آیہ مذکورہ کو پس پشت ڈالکر بھی وہ کے فعل تحریف سے اجتناب واحتراز کیا جس سے آپ کا تحریر کردہ "زور تحریر" کا زور بھی ٹوٹ گیا تو امیر شام کی یہ صفت قابل قدر ہے نہ کہ لائق طعن - رابعاً رہی غلط فہمی تو امیر معاویہ کے فعل سے نہین بلکہ آپ کے ابو الائمہ کے فعل سے ہوی کیونکہ اگر امیر معاویہ باغی تھے جناب کے معصوم جناب امیر کو چاہئے تھا کہ وہ اُن سے آیہ

فان بغت احدٰھما علی الاخریٰ فقاتلوا التی تبغی حتی تفیٓ الی امر اللہ (پ۲۶ حجرات) پھر اگر زیادتی کرے انہین سے ایک فریق دوسرے پر تو تم سب لڑو اُس سے جو زیادتی کرتا ہو یہانتک کہ وہ رجوع کرے اللہ کیجانب

کے مطابق قتال کو جاری رکھتے مگر انھون نے ایسا نہین کیا بلکہ قتال سے دست کش ہو کر علانیہ ثابت کردیا (اور لوگون کو خیال کرنے کا موقع دیا) کہ امیر معاویہ باغی نہین ہین - پس آپ کے اصول کے مطابق جان بوجھکر بزور تحریف حدیث رسول کی جانب سے لوگون مین غلط فہمی پیدا کرنے اور آیہ مذکورہ کو پس پشت ڈالدینے کا

سـ۱ـہ اس واقعہ کو شیخ صاحب نے اپنی تاریخ احمدی صـ۱۹۲ـہ مین درج فرمایا ہے ۱۲ منہ

الزام جناب امیر پر عائد ہوتا ہے نہ کہ امیر معاویہ پر۔

۳- ص۴ پر بحوالہ مروج الذہب مسعودی امیر معاویہ کی طرف سے نیزون پر قرآن بلند کرنے کا واقعہ لکھکر ص۵ پر یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ "امیر صاحب نے جنگ صفین مین اپنے شکست کے آثار دیکھکر بمشورہ عمرو بن عاص مکر و فریب کی راہ سے نیزون پر قرآن بلند کرائے اور اس مکاری کے صلہ مین عمرو بن عاص کو مصر کا حاکم کردیا۔

آپ نے اس رسالہ کے علاوہ اسی واقعہ کو اسی حوالہ سے تاریخ احمدی ص۱۹۶ مین بھی درج فرمایا اور مسعودی کو تاریخ مین مورخ رسالہ ہٰذا مین علامہ اپنے رسالہ البلاء المبین مین امام کا لقب دیا ہے - نیز رسالہ مین حبس لفظ کا ترجمہ حیلہ اور مکر کیا ہے تاریخ مین اسی کا ترجمہ حیلہ مفرادر نتیجہ مین اسی کو مکر و فریب لکھا ہے - الغرض آپ کے مورخ علامہ امام مسعودی شیعہ ہین (منتہی المقال) خدانخواستہ جب کبھی کسی رافضی سے آپ کا مقابلہ ہو تو اُن کی کتاب اسی کے سامنے پیش کیجئے گا' وہ فوراً ایمان لا دیگا بھلا ہم اہل سنت اس غیر مسلم مروج الذہب کی قدر کیا جانین -

۴ - ص۹ پر بحوالہ روضتہ المناظر ابن شحنہ حنفی و تاریخ ابو الفدا وغیرہم لکھتے ہین کہ (ترجمہ) معاویہ اور اُن کے عمال جمعہ کے دن خطبے مین حضرت عثمان کو دعائین دیتے تھے اور حضرت علی کو بُرا کہتے تھے - تاریخ احمدی ص۲۲۴ پر بھی آپ نے اسکو لکھا ہے - شیعون کا عام وظیفہ ہے کہ معاویہ جناب امیر کو سب یعنی بُرا کہتے تھے لیکن جب کتب اہل سنت سے ثابت کرنے کی نوبت آتی ہے تو نہ کسی معتبر اور مشہور و متداول کتاب کا نام لیتے ہین نہ صحیح روایت پیش کرتے ہین اور اگر بمشکل تلاش کر کے کسی کتاب سے کوئی روایت نقل بھی کرتے ہین تو اس مین نہ یہ ذکر ہوتا ہے کہ سب کرنے والے کون معاویہ ہین نہ اسکی تصریح ہوتی ہے کہ وہ سب بالتشخص کرتے تھے یا بالوصف اور بالتشخص کر کے تھے تو فلان فلان الفاظ کے ساتھ کر کے تھے چنانچہ شیخ صاحب نے جو عبارت درج فرمائی ہے اس کا بھی یہی حال ہے' ایسی مہمل ثبوت کو مجلس عزا مین ممبر پر بیان کر کے شیعون سے خراج تحسین حاصل کرنے کے بجائے ہم سنیون سے اس کے داد کی امید رکھنی فضول ہے مگر شیخ صاحب کی ہمت پر آفرین ہے کہ وہ اسی ریت پر یہ عمارت بناتے ہین کہ -

امیر صاحب کی اس ملعونی کارروائی سے بھی چند نتیجے مترتب ہوتے ہین اولاً یہ کہ انھون نے اپنے کینۂ دیرینہ کے پھپھولے توڑنے کی دھن مین اس حدیث رسول کی بھی پروا نہ کی کہ من سب علیا فقد سبنی ومن سبنی فقد سب اللہ یعنی جس نے علی کو بُرا کہا

اُس نے مجھے بُرا کہا اور جس نے مجھے بُرا کہا اُس نے خدا کو برا کہا تا نیا یہ کہ امیر صاحب کے اس طرز عمل سے ثابت ہو گیا کہ اُن کے نزدیک نماز کا پڑھنا ڈھکوسلا تھا ورنہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جن حضرات پر نماز مین درود واجب کیا گیا ہے انپر معاذ اللہ لعنت واجب کیجائے صـ۹و۱۰

اس کے بعد جسطرح ڈوبنے والا تنکے کا سہارا ڈھونڈھتا ہے اُسی طرح آپ نے بڑے ادب کے ساتھ یعنی "شمس العلما مولوی حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی" کی کتاب "رویاے صادقہ" کی بھی پناہ لی ہے - اب نور نامہ اور شہادت نامہ باقی ہے آیندہ اس کی بھی نوبت آجائیگی - آپ کی اس حالت زار پر چونکہ مجھے بھی رحم آتا ہے اسلیے کچھ عرض کرنے کو جی چاہتا ہے، سنیے -

اولًا جناب نے نتیجہ مین لکھا ہے "ان پر معاذ اللہ لعنت واجب کیجائے" حالانکہ روضۃ المناظر کی منقولہ عبارت مین یلعنون علیا (معاویہ حضرت علی پر لعنت کرتے تھے) نہین ہے بلکہ یسبون علیا ہے جس کا ترجمہ آپ نے خود کیا ہے کہ (معاویہ حضرت علی کو بُرا کہتے تھے) ایسے ہی آپ کی پیش کردہ حدیث من سب علیا مین بھی سب کا لفظ ہے نہ کہ لعن کا - اگر مین ایسا کرتا تو آپ فوراً تحریف وخیانت کا الزام لگا کر لعنۃ اللہ علی الکاذبین فرماتے لیکن نقاب سنیت مین چھپی ہوئی شیعیت کی دیانت پر کون کہے کہ ع

"مہ نور می فشاند و سگ بانگ میزند"

ثانیًا اب تک تو سنیون کے مقابلہ مین شیعون سے بھی سنتے آئے کہ لعن الفاظ تبرا مین سے ہے اور سب و تبرا مین فرق ہے لیکن آپ نے لعن کو سب کا ہم معنی قرار دیکر یہ خوب ظاہر کر دیا کہ سب و تبرا ایک چیز ہے اور شیعہ جو خلفا وغیرہ پر لعن و تبرا کرتے ہین در اصل وہ سب (گالی) ہے بلکہ خود آپ نے بھی مثلاً نتیجہ مین بلفظ "ملعونی کارروائی" امیر معاویہ کو گالی دی ہے اسپر بھی چین نہ آیا تو اُن کی نماز کو ڈھکوسلا کہہ ڈالا، افسوس ہے

لگے منھ بھی چڑھانے دیتے دیتے گالیان صاحب — زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجیے دہن بگڑا

ثالثًا ایک تو جب امام حسن نے منجملہ اور شرطون کے یہ شرط پیش کی کہ "جناب امیر کو برسر منبر برا نہ کہا جائے" اور یہ نہین فرمایا کہ "تم برا نہ کہو" تو امیر معاویہ نے بھی یہ جواب نہین دیا کہ "مین برا نہ کہون گا" بلکہ یہ کہا کہ "مین اپنی موجودگی مین کسی کو انھین برا نہ کہنے دون گا" (ملاحظہ ہو تاریخ طبری فارسی ۳۵۶) دوسرے جیسا کہ مین قاتلان حسین مین بحوالہ ناسخ التواریخ لکھ چکا ہون کہ امام حسین نے بہت سخت خط لکھا مگر امیر معاویہ نے اس کا

جواب بحسن ادب دیا (جب امیر معاویہ جناب امیر کے صاحبزادے کو برا کہنے پر برا نہین کہتے تھے بلکہ بحسن ادب پیش آتے تھے تو جناب امیر کو برا کہنا چہ معنی دارد) ہر دو واقعے اس امر کے صاف قرینے ہین کہ جناب امیر کو امیر معاویہ برا ہرگز نہین کہتے تھے بلکہ ان کو سب دشتم کرنے والے اور لوگ تھے - اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو ابو یعلی موصلی محدث نے اپنے مسندین کی ہے جسے فاضل دہلوی علیہ الرحمۃ نے نقل فرمایا (دیکھو فتاوی عزیزی) اس مین صاف تصریح ہے کہ جناب امیر کو برا کہنے والے امیر معاویہ بن ابی سفیان (صحابی) نہین بلکہ معاویہ بن خدیج (تابعی) تھے - پس امیر معاویہ کا جناب امیر کو خود برا کہنا یا دوسرون سے کہلوانا یہ شیعون کا افترا اور شیخ صاحب کا تبرا ہے -

رابعاً دوسرون کا بھی جناب امیر کو برا کہنے کا واقعہ جنگ کے بعد کا ہے جس سے زیادہ قابل شکایت یہ ہے کہ شروع جنگ ہی سے جناب امیر کی فوج نے امیر معاویہ اور اہل شام کے حق مین اس طرح علانیہ سب و لعن کی ابتدا کر دی تھی کہ جناب امیر کو آخر خود منع کرنا پڑا (دیکھو نہج البلاغت) آپ سے اگر چپ نہین رہا جاتا تھا تو اس کا ذکر کرتے - یہ کیسی دیانت ہے کہ جوش شیعیت مین اُسلٹے اس کی پردہ پوشی کیلئے بجائے غیرون کے خود امیر معاویہ پر اتہام لگانے لگے -

خامساً آپ کے نزدیک اگر واقعی جناب امیر کو برا کہنا بری بات ہے تو امیر معاویہ سے پہلے حضرت فاطمہ کو کچھ کہئے جنھون نے نہ شان امامت کا پاس اور نہ حقوق شوہری کا لحاظ فرمایا اور رد در رد جناب امیر پر اسطرح سب وشتم کیا -

یا ابن ابیطالب اشتملت شملۃ الجنین وقعدت حجرۃ الظنین (احتجاج طبرسی ص۵۹	(یا ابن ابی طالب) مانند جنین در رحم پردہ نشین شدہ و مثل خائبان در خانہ گریختہ (حق الیقین مجلسی ص۲۳۳

یعنی اے ابوطالب کے بیٹے بچہ شکم کی طرح تو چھپکر بیٹھا ہے اور تہمت زدہ کی طرح خانہ نشین ہو گیا ہے " علاوہ ازین پھر دوسرون کو تعلیم دینا کہ مجھے سب وشتم کیجیو اور اس گالی دینے کو جان دینے پر بھی ترجیح دینا بدرجہ اولی بری بات ہوگی - یہ بدترین تعلیم خود جناب امیر نے دی اور امام جعفر صادق نے اس کی تائید کی (کما فی اصول الکافی) پس حضرت فاطمہ سے بھی پہلے ابو الائمہ کو صلواتین سنائیے اور اس بنا پر اُن کی نماز کو ڈھکوسلا بنائیے " حسب عدد پنجتن پاک پانچ باتین بالفعل پیش خدمت ہین، آئندہ پھر ایسی بے جا

خامہ فرسائی نہ فرمائیے ورنہ کہے دیتا ہون کہ ؎

شیشہ ئے کی طرح اے ساقی چھیڑ نا مت کہ بھرے بیٹھے ہین

۵ – پھر اسی حوالہ سے رسالہ زیر بحث کے صـ۱۱ پر اور تاریخ احمدی کے صـ۲۲۴ پر آپ نے کچھ عبارت نقل فرماکر اُس کا حسب ذیل ترجمہ کیا ہے۔

معاویہ اور اُن کے عمال منبرون پر حضرت علیؓ کی شان مین "کلمات ناشائستہ بکتے تھے" اور حجر بن عدی اون کلمات کے جواب مین حضرت علی کی مدح[1] کیا کرتے تھے، جب زیاد کے زمانۂ حکومت مین حجر بن عدی نے حسب عادت سب علی کا معارضہ[2] کیا تو زیاد نے اُن کو اور اُن کے آٹھ ساتھیون کو پکڑ کر معاویہ کے پاس بھیجدیا اور معاویہ نے سب کو قریۂ عذرا مین بھیجکر قتل کرڈالا

شیخ صاحب! آپ نے یہ تکلیف تو گوارا فرمائی مگر افسوس "کلمات ناشائستہ" کی اتنی بھی تفصیل نہ کی جتنی کہ لیسبون کا شائستہ ترجمہ کرنے مین بلفظ "بکتے تھے" اپنے شائستگی کی تصریح کی ہے۔ یہ سچ ہے کہ امیر معاویہ نے حجر بن عدی اور اُن کے ہمراہیون کو قتل کرایا[3] مگر اس کا یہ سبب نہین تھا کہ وہ "کلمات ناشائستہ" کے جواب مین "حضرت علی کی مدح کیا کرتے تھے" کاش اگر آپ بلا تعصب اہل سنت کی مشہور، معتمد و مستند تاریخی کتابون کو پیش نظر رکھتے تو ایسا ہرگز نہ لکھتے، کم از کم تاریخ ابن خلدون ہی کو دیکھئے یا بغرض سہولت اس کا اردو ترجمہ مترجمہ مولوی حکیم احمد حسین صاحب الہ آبادی جلد پنجم صـ۲۶ لغایۃ صـ۳۶ ملاحظہ فرمائیے، صاف اسی نتیجہ پر پہونچیے گا کہ حجر بن عدی سلطنت وقت کے سیاسی مجرم بھی تھے اور اُن کا سیاسی جرم حد بغاوت کو پہونچ گیا تھا۔ زیاد نے جسکی باضابطہ تحقیق و تفتیش کرکے ایک مکمل اور صحیح اطلاعی "عرضداشت" مع حجر اور اُن کے ساتھیون کے (ان مین عمرو بن الحمق بھی تھا جس نے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سات نیزے مارے تھے) بمشکل گرفتار کرکے امیر معاویہ کے پاس بھیجدیا، انھون نے اسی بنا پر حجر اور اُن کے رفقا کو قتل کرادیا۔ جب قتل کی وجہ جرم

ـــــــــــــــ

[1] صرف یہی نہین بلکہ وہ مغیرہ بن شعبہ گورنر کوفہ سے یہ بھی کہتے تھے کہ تم جسکی بڑائی بیان کرتے ہو وہ (عثمانؓ) مذلت کا مستحق ہے (ابن خلدون)

[2] مگر معارضہ اسطرح کرتے تھے کہ مغیرہ سے مسجد مین بحالت خطبہ معہ رفقا شور و غل کرکے روزینہ کا تقاضہ کرتے۔ زیاد سے بھی یہی سلوک کیا اور اس کے نائب عمرو بن حریث پر تو مسجد مین کنکریان تک مارین (ایضاً) [3] مگر اتنا خیال رہے کہ یہ واقعہ جناب امیر کی شہادت کے بعد کا ہے اور جم کوفہ مین تھے جو حکومت معاویہ کے خلاف بغاوت کی تحریکون اور سازشون کا مرکز تھا چنانچہ کوفہ سے بصرہ آنے کے بعد زیاد کو آخر خبر ملی کہ حجر کے پاس شیعیان علی کا مجمع ہوتا ہے اور وہ لوگ امیر معاویہ پر لعن کرتے ہین یہ خبر اسطرح صحیح نکلی کہ اب زیاد نے کوفہ مین آکر حجر کو بلوایا تو وہ نہین آئے جب تلوار چلی تب گرفتار ہوے، اور اُن کے رفقا فرار و روپوش ہوئے جو تلاش سے بدقت تمام پکڑے گئے (ایضاً)

بغاوت ہے تو اس کے برعکس جناب کا یہ وعظ فرمانا۔

کیون حضرات - کیا امیر صاحب کے حسن اسلام اور خلوص ایمان کا معیار اس سے بڑھکر اور کچھ ہوسکتا ہے کہ انھون نے حجر بن عدی صحابی رسول اور اُن کے آٹھ رفقا کو اس جرم پر کہ وہ سَبِّ علی سے مانع ہوتے تھے نہایت بے رحمی کے ساتھ قتل کرادیا صـ۱۲

آپ کا خود اپنے "حسن اسلام اور خلوص ایمان کا معیار" پیش کرنا ہے اور پھر قاتلان حسین کے جوش حمایت مین حضرت معاویہ صحابی، کاتب وحی اور رشتہ دار رسول کی شان مین یہ تبرا بازی کرنا

اور کیا امیر صاحب ان مظلومون کا خون ناحق اپنی گردن پر لیکر آیۂ ومن قتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم کے وعید سے مستثنیٰ ہوسکتے ہین (لا واللہ) فاعتبروا یا اولی الابصار صـ۱۲

اپنے ہی انجام کار کا اظہار کرنا ہے - دوسرے صاعقہ کے صـ۳۶ مین کیا اسی بنیاد پر آپکی شان مین لکھا ہے کہ " نواب صاحب اقوال شیعہ کے پابند نہین ہین بلکہ جو کچھ لکھتے ہین اپنی تحقیق کے مطابق لکھتے ہین" ماشاء اللہ چشم بد دور اگر یہی تحقیق ہے تو بالکل اس مثل کے مطابق ہے کہ ؎

کہین کی اینٹ کہین کا روڑا ۔۔۔ بھان متی نے کنبہ جوڑا ؎

اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ حجر بن عدی واقعی بالکل بے قصور تھے اور وہ ناحق قتل ہوے تو بھی امیر معاویہ کی شکایت و ملامت نہین ہوسکتی کیونکہ انھون نے تو اپنے عامل کے اعتماد پر اسکی اطلاع پاکر حجر کو قتل کرایا تھا چنانچہ حجر کی گرفتاری کی خبر سنکر جب حضرت عائشہ رضنے ان کی رہائی کے لیے سفاوشی خط دیکر عبدالرحمٰن بن الحرث کو امیر معاویہ کے پاس روانہ فرمایا اور وہ اُن کے پاس بعد قتل حجر پہونچے اور افسوس کے ساتھ پوچھا تو امیر معاویہ نے صاف یہی کہا کہ " مجھکو تو اس امر پر زیاد[1] نے آمادہ کیا تھا اسوجہ سے مین حجر کے قتل پر تل گیا[سلف] اور اگر یہ کہا جاے کہ امیر معاویہ نے زیاد پر اعتماد کیون کیا تو یاد رہے کہ پھر جناب امیر کی خیر نہین بلکہ امیر معاویہ تو غیر معصوم اور غیر عالم الغیب ہونے کی وجہ سے بچ بھی جائینگے لیکن جناب امیر اول درجہ کے قصوروار ہونگے کیونکہ انھون نے عالم الغیب اور معصوم ہوکر امیر معاویہ سے پہلے زیاد پر اسدرجہ اعتماد کیا تھا کہ اس کو اپنی

[1] میرے خیال مین تمام واقعات پر غور کرنے کے بعد یہ بات آتی ہے کہ حجر بن عدی نے جو کچھ کیا صرف غلط فہمی کی بنا پر کیا اور زیاد نے ان کے متعلق جو کچھ کیا وہ اہل کوفہ کے شہادت کی بنا پر کیا جو بظاہر ایک حد تک صحیح ہے پس زیاد بھی بقصور تھا اور حجر غلط فہمی مین معذور تھے [سلف] ابن خلدون صـ ۳۵/۵۷ ۱۲

طرف سے فارس کا حاکم مقرر کیا تھا جہان اس نے خیانت[۱] کی اور آخر جناب امیر کے خلاف ہو گیا پس جو کچھ کہنا ہو امیر معاویہ سے پہلے جناب امیر کو کہئے اور امیر معاویہ پر طعن کرنے سے توبہ کیجئے ۔

(۶) صث پر بحوالہ تاریخ ابوالفدا آپ لکھتے ہین

استلحق معاویة زیاداً (الی ان قال) وھذہ اول واقعة خولفت فیھا الشریعة علانیة ۔	معاویہ نے زیاد کو اپنے نسب مین شامل کرلیا اور یہ پہلا واقعہ ہے جس مین علانیہ طور پر شریعت اسلامیہ کی مخالفت کی گئی ۔

پھر اسی صفحہ پر اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ (امیر صاحب نے زیاد کو اپنے نسب مین شامل کرکے کھلم کھلا شریعت اسلامیہ کی مخالفت فرمائی) اس کے بعد نتیجہ کے مزید تائید مین فرماتے ہین کہ "حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی یزید نامے مین لکھتے ہین ۔

امیر معاویہ نے ایسے ایسے گناہ کئے ایسی ایسی بدعتین جاری کین جن سے نہ صرف اُن کی عاقبت خراب ہونے کا اندیشہ ہے بلکہ نسلاً بعد نسل مسلمانون کی مذہبی سیاسی تمدنی حالتین خراب و تباہ ہوتی چلی گئین" صہ

شیخ صاحب ہمین تو رویاے صادقہ کے بعد امید تھی کہ نور نامہ اور شہادت نامہ ہی کی نوبت آئے گی لیکن اب اس سے بھی بڑھکر یزید نامہ کی دستگیری جناب کو مبارک ہو مگر یہ بُرا کیا کہ آپ نے اپنی شیعیت کی طرح اُن کی رافضیت کا بھی پردہ فاش کر دیا ۔ اب جواب سُنیے ۔

اولاً منقولہ عبارت مین جناب نے نہ معلوم کیا کیا خیانت کی ہے چنانچہ تاریخ احمدی صـ۲۲۳ مین بھی یہی عبارت اس طرح نقل فرمائی ہے ۔

(فاستلحقہ معاویة وھذہ اول واقعة خولفت فیھا الشریعة علانیة) جس مین آپ کا (الی ان قال) ندارد ہے ۔

ثانیاً زیاد کو داخل نسب کرنے پر اعتراض کا معقول جواب خود حضرت امیر معاویہ نے دیدیا ہے کہ

لقد علمت العرب انی کنت اعزھا فی الجاھلیة وان الاسلام لم یزدنی الا عزاً وانی لم اتکثر بزیاد من قلة ولم اتعزز	قوم عرب جانتی ہے کہ مین ایام جاہلیت مین بھی معزز تھا اور اسلام نے بھی میری عزت افزائی ہی کی ہے میری جماعت تھوڑی نہ تھی کہ ایک نے یاد کے ملالینے سے بڑھ گئی ہو

[۱] چنانچہ خود جناب امیر سے زیاد کے اس خیانت کی شکایت نہج البلاغہ مین مذکور ہے ۱۲

من ذلة ولكن عرفت حقاله فوضعته موضعه (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۳)	یا مین کچھ ذلیل نہ تھا کہ زیاد سے مجھے عزت ملی ہو بات صرف اتنی ہے کہ مین نے زیاد کا حق اچھی طرح جانتا ہون کہ وہ میرا بھائی ہے اسلئے الحاق کیا

اور یہ الحاق اگر شیعون کی فرضی شریعت کے خلاف ہو، تو ہوا کرے، ہم اہل سنت کی شریعت کے خلاف ہرگز نہین کیونکہ "ان عمر بن الخطاب كان يليط (يلحق) اولاد الجاهلية بمن ادعاهم في الاسلام (موطا امام مالك باب الحاق الولد بابيه) یعنی ایام جاہلیت مین پیدا شدہ لڑکون کا اسلام مین کوئی شخص بشروطہ دعوی کرتا تو حضرت عمرؓ (کی عادت مستمرہ تھی کہ) اُس کے دعوی کو تسلیم کرکے اُس کے لڑکے کو ملحق فرما دیا کرتے تھے" پس "عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين" (ابن ماجه وابوداؤد) کے مطابق یہ الحاق سنت ہے نہ کہ خلاف شریعت ؛ ۔

ثالثاً اگر زیاد واقعی ولدالزنا تھا تو آپ کی روایات شیعہ کے مطابق ولدالزنا بے ایمان ہوتا ہے چنانچہ خصال مین ابن بابویہ قمی نے روایت کی ہے کہ

عن ابی عبد الله لا يدخل حلاوة الايمان قلب سندى ولا خوزى ولا زنجى ولا كردى ولا بربرى ولا بنك ذى ولا من حملته امه من الزنا ۔	ابوعبداللہ سے مروی ہے کہ ایمان کی شیرینی سندہی، خوزی، زنگی، کردی، بربری، بنک ذی اور ولدالزنا کے دل مین داخل نہین ہوتی ۔

اور نیز ولدالزنا نجس عین اور اُس کا جھوٹا ناپاک ہے جیسا کہ من لایحضر مین مذکور ہے کہ "ولا يجوز الوضوء بسؤر اليهودى والنصرانى وولد الزنا والمشرك یعنی یہودی، نصرانی، ولدالزنا اور مشرک کے جھوٹے پانی سے وضو نا جائز ہے" پس جناب امیر نے زیاد جیسے کافر اور نجس کو مسلمان کیون سمجھا، اس پر اعتبار کیون کیا اور اُسے اپنا قائم مقام فارس پر حاکم کیون بنایا جہان وہ بحیثیت حاکم ہونے کے امامت کرکے مسجد کو ناپاک، مسلمانون کی نماز کو خراب اور خطبہ دیکر سب کو گمراہ نیز بیت المال مین خیانت کرتا تھا۔ ذرا سر بگریبان ہوکر انصاف سے غور فرمائیے، ورنہ پھر بجائے امیر معاویہ کے خود جناب امیر کو منھ چڑھائیے اور اُن پر خلاف شریعت امر کے ارتکاب کا الزام لگائیے ۔

امام حسنؓ کے متعلق شیخ صاحب نے امیر معاویہ پر اعتراض وطعن کرنے کے لیے امام حسنؓ کے متعلق جو باتین پیش کی ہین مع جواب وہ بھی درج ذیل ہین، ملاحظہ ہو ۔

(۱) ص ۱۲ پر (اور تاریخ احمدی مین ص ۲۱ پر) بحوالہ تاریخ ابن واضح لکھتے ہین کہ (معاویہ نے خفیہ کسی سے امام حسن کے جائے قیام (مدائن) مین مشہور کرادیا کہ امام کے سپہ سالار قیس بن سعد نے معاویہ سے صلح کرلی اور دوسری طرف لشکر مین یہ شہرت دلادی کہ امام اور معاویہ سے صلح ہوگی، اس خبر وحشت اثر سے امام کے لشکر اور توابع مین سخت اضطراب پیدا ہوگیا۔ انتہیٰ ملخصاً) حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے کیونکہ اگر یہ صحیح ہوتا تو امام حسن رضی امیر معاویہ کی ضرور شکایت کرتے لیکن انھون نے اس کے برعکس صلح وبیعت کیوقت خطبہ مین اور نیز دیگر اوقات مین اگر شکایت کی تو صرف اپنے شیعون کی بیوفائی، بدسلوکی، مکاری، دغابازی اور غداری کی کی۔ اور اگر آپکے نزدیک یہ نقل مطابق واقع کے ہے تو پھر الحرب خدعۃ کے مطابق امیر معاویہ پر تو کچھ اعتراض نہین ہوتا ہان شیعیان امام حسن کی بیوفائی البتہ ظاہر ہوتی ہے کہ وہ ایسے غیر مستقل اور بیوفا شیعہ تھے کہ ابھی نیام سے تلوار بھی نہین نکلی، امام اور انکے سپہ سالار بھی موجود مگر پھر بھی ذراسی خبر پر ایسے از خود رفتہ ہوئے کہ نہ اپنے امام کی سنتے ہین نہ سپہ سالار کی پروا کرتے ہین، افسوس :۔

(۲) ص ۱۳ پر (اور تاریخ احمدی مین ص ۲۱ پر) بحوالہ تاریخ کامل ابن اثیر لکھتے ہین کہ (کسی نے ندا کردی کہ قیس بن سعد قتل ہوگئے تم لوگ بھاگ جاؤ، یہ سنکر لوگون نے امام حسن کا اسباب لوٹ لیا اور جس فرش پر امام بیٹھے تھے وہ بھی لے بھاگے۔ انتہیٰ ملخصاً) نہ جانے کس نے ندا کی اور کس کے حکم سے کی، نہ امیر معاویہ کی فوج نے امام کا سامان لوٹا پھر اسمین امیر معاویہ کا کیا قصور؟ اسباب لوٹنے والے خود شیعیان امام حسن تھے جو اُن کے اہل لشکر تھے، آج جنکی شکایت کرنے کے بجائے شیخ صاحب آپ حمایت کر رہے ہین بڑی خیریت ہوئی کہ اُس وقت آپ نہین ہوئے ورنہ جانے کیا ستم ظریفی کرتے، شرم، شرم، شرم ۔

(۳) ص ۱۳ پر (اور تاریخ احمدی مین ص ۲۱ پر) بحوالہ تاریخ الخمیس رقمطراز ہین کہ (یہ حال دیکھکر امام نے قتال خلاف مصلحت سمجھکر معاویہ کو لکھا کہ مین زمام حکومت تمھین دیکر دستکش ہوتا ہون۔ انتہیٰ ملخصاً) امام نے اپنے اوپر اپنے شیعون کا یہ ظلم وستم دیکھکر اگر امیر معاویہ کو ایسا لکھا تو اس مین امیر معاویہ کی کیا خطا! ہان یہ نتیجہ شیعون کے کرتوت کا تھا جسکی پردہ پوشی اب کے شیعہ، امیر معاویہ کا نام لیکر کر رہے ہین سہیل یمن کے معرکۃ القلم صاحب اگر انصاف سے مرفوع القلم نہ ہوگئے ہون تو شیخ صاحب کے قلم سے شیعیان امام حسن کی دوستی کا تماشا دیکھین اور سر بگریبان ہوکر فرمائین کہ کیا اسی برتے پر یالیتنی کنت معھم کے نعرے بلند کیے جاتے ہین؟ چلے تھے کتب اہل سنت سے رسالہ قاتلان حسین کا رد کرنے مگر لگے ہماری طرح قدیم شیعون

کا ظلم و ستم سنانے۔ حق ہے۔

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

جب یہی ظاہر کرنا تھا کہ امیر معاویہ سے امام حسن کے صلح کی وجہ امیر معاویہ کی زیادتی نہین بلکہ شیعون کی بیوفائی اور ایذا رسانی تھی تو آپ نے کتب اہل سنت کی ناحق ورق گردانی کی خود کتب شیعہ کا مطالعہ کیا ہوتا تو آپ کو کافی ثبوت ملجاتا کم از کم کتاب الفصول ہی پر ایک نظر ڈال لی ہوتی تو آپ کو معلوم ہو جاتا کہ شیعیان امام حسن رضؓ نے ایک طرف خفیہ امیر معاویہ سے سازباز کیا دوسری طرف اپنے امام سے بے ادبی و گستاخی کی جسکی وجہ سے مجبور ہو کر امام حسن نے امیر معاویہ سے صلح کر لی، اتنی سی بات کے لئے خبط بے ربط طول نویسی کی کچھ ضرورت نہ تھی۔

اور حیرت ہے کہ صلح کی خبر کو جناب "وحشت اثر" فرمارہے ہین حالانکہ اس خبر کی بنیاد خود حضور صلعم کی وہ پیشین گوئی ہے جو ناسخ التواریخ مین بھی مرقوم ہے کہ

ان ابنی ھذا سید وانشاء اللہ تعالیٰ یصلح بین الفئتین العظمتین من المسلمین[۱] (صـ۵۵)	یقیناً یہ میرا بیٹا حسن سردار ہے انشاء اللہ تعالیٰ ایک روز مسلمانون کے دو بڑے گروہون مین صلح کرائے گا۔

اور باتفاق فریقین وہ یہی صلح تھی جو مابین امیر معاویہ اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہوئی۔ پس ایسی صلح اور اسکی خبر سے ہمین انسیت و محبت اور آپ کو وحشت و نفرت مبارک ہو بقول شخصے۔

ہمین تو ہے محبوب مجنون کو لیلی
نگہ اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

(۴) صـ۱۳ پر (اور تاریخ احمدی مین صـ۲۲۸ پر) بحوالہ حبیب السیر رقم فرماتے ہین کہ (امام حسن نے اپنی تحریر مین یہ شرط بھی قرار دی کہ معاویہ کسی کو اپنا ولی عہد مقرر نہ کرین۔ حالانکہ کتاب حبیب السیر مصنفہ مرزا غیاث الدین شیرازی شیعی مین یہ پہلی شرط صرف اتنی ہی نہین بلکہ یہ بھی ہے کہ (بلکہ اُن کے بعد خلافت کا معاملہ مسلمانون کے مشورے پر رہیگا) اس کے بعد دوسری شرط یہ ہے کہ (معاویہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور طریقہ خلفاء راشدین پر عمل کرین گے) جسے سہیل یمن مین "روپوش محقق" نے بھی تسلیم کیا ہے لیکن شیخ صاحب نے جس مصلحت سے شرط اول کو نصف لکھا اور ایک جزو کو غائب کر دیا غالباً اسی مصلحت سے شرط دوم کا نام تک نہین لیا

[۱] حضور صلعم کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ امام حسن کی طرح امیر معاویہ بھی مسلمان اور اہل اسلام کی عظیم الشان جماعت مین داخل ہین گر افسوس کہ حبیب خدا صلعم کے خلاف شیخ صاحب اور روپوش محقق انھین معاذ اللہ کافر منافق جہنمی اور جانے کیا کیا کہتے ہین ۱۲

خیر امیر معاویہ نے اس شرط کو قبول اور اس پر عمل کیا یا نہین، یہ بحث تو بعد کو ہوگی بالفعل صرف اتنی عرض ہے کہ امام حسن کا اس شرط کو پیش کرنا اور اس شرط کا صحیح ہونا ہمین بھی تسلیم ہے لیکن پھر اسی کے ساتھ مذہب اہل سنت کی حقانیت مثل روز روشن آشکارا ہو جاتی ہے اور شیخ صاحب اور روپوش محقق کے مذہب شیعہ کا بھی خاتمہ ہے - کیونکہ

اولاً شیعون کے نزدیک خلیفہ کا منصوص ہونا ضروری ہے مگر امام حسن رض نے اس کو شوریٰ پر موقوف رکھا جو اہل سنت کا مسلک ہے، جناب امیر بھی اسی کے قائل تھے چنانچہ جب حضرت عمر رض نے اپنے بعد خلیفہ بنانے کے لئے مجلس شوریٰ مرتب کی اور حضرت علی رض کو بھی اس کا رکن بنایا تو جناب امیر نے اس رکنیت کو قبول فرمایا اور خود بھی بمقابلہ امیر معاویہ اپنی خلافت کی صحت کی دلیل مین مہاجرین اور انصار کے شوریٰ ہی کو پیش کیا اس سے صاف معلوم ہوا کہ اہل سنت کا مسلک صحیح اور شیعون کا دعویٰ غلط ہے -

ثانیاً شیعون کے نزدیک امیر معاویہ معاذ اللہ کافر و منافق اور باغی و غاصب تھے مگر امام حسن نے اپنی خلافت اون کو تفویض فرما کر خود اُن سے صلح اور بیعت کر لی اس سے ظاہر ہو گیا کہ امیر معاویہ مسلمان اور خلافت کے اہل تھے ورنہ دیدہ و دانستہ امر خلافت حقہ کا کافر و نااہل کو سپرد کرنا لازم آئے گا جو ظاہر ہے کہ امام حسن کے دین و ایمان اور امامت و عصمت کے کسقدر خلاف ہے -

ثالثاً صلح کر کے امیر معاویہ کو خلیفہ بنانا اور اُن سے بیعت کرنا یہ امام حسن کا اپنا فعل تھا اور شیعون کے نزدیک امام کا قول اور فعل خود نص ہے پس اس طرح حسب اصول شیعہ امیر معاویہ منصوص خلیفہ ہوئے لہذا شیعون کا امیر معاویہ کی صحت خلافت کا انکار کرنا خود اپنے امام کی امامت کا انکار کرنا ہے جو مذہب شیعہ کے رو سے کفر ہے -

رابعاً شیعون کے نزدیک خلفائے ثلثہ بھی معاذ اللہ غیر مومن اور غاصب تھے اور ان کی خلافت بھی خلاف شریعت اور ناحق تھی مگر امام حسن نے صلح مین طریقۂ خلفائے راشدین پر بھی عمل کی شرط لگا کر ثابت فرما دیا کہ خلفائے ثلثہ رئیس المومنین اور ان کی خلافت صحیح ترین خلافت تھی، پس اہل سنت کا مشرب قطعاً حق اور اہل تشیع کا مذہب باطل ہے -

جناب شیخ صاحب اور حضرت روپوش محقق صاحب! دیکھئے آپ کی پیش کردہ شرط امام نے آپ کے مذہب شیعہ کو تو فنا کر ہی دیا، اس بحث کو بھی ختم کر دیا اور اب آپ کی رد مین مجھے کچھ لکھنے کی ضرورت باقی نہین رہی

شیخ صاحب آپ نے شرط اولیٰ کے دوسرے جزاور شرط دوم کو اسی مصلحت سے چھپایا تھا کہ سنیون کی صداقت اور شیعون کی بطالت پر پردہ پڑا رہے لیکن روپوشش محقق صاحب آپ تو عالم ہین، مجتہد ہین، لہذا جناب ہی فرمائین کہ آسمان کا تھو کا کس پر آیا؟ یاد رکھیئے۔

حق کو سدا پسند ہین مردان حق پسند ۔۔۔ ممکن نہین کہ رایت باطل ہو سر بلند

ابھی شرط مذکور کے دوسرے پہلو کو ظاہر کرنا باقی ہے وہ یہ کہ شرط امام کے مطابق خلیفہ لاحق کو سابق خلیفہ راشد کے طریقہ پر بھی چلنا ضروری ہے پس شیخ صاحب اور روپوش محقق صاحب بلکہ ہندوستان، ایران غرض تمام دنیا کے شیعہ ملکر ذوبات کا جواب دین۔

ایک یہ کہ خلفاء ثلثہ سابق اور جناب امیر لاحق خلیفہ تھے پس جناب امیر کو خلفاء ثلثہ کے طریقہ پر چلنا لازم تھا مگر انھون نے اپنے بعد خلیفہ بنانے مین خلفاء ثلثہ کے طریقہ کے خلاف عمل کیا کیونکہ خلفاء ثلثہ مین سے کسی نے بھی اپنے بعد اپنی اولاد کو خلیفہ بنانے کی کوئی کوشش نہین کی بلکہ حضرت عمرؓ نے صاف ممانعت کی اور ہمیشہ ہر ایک نے بار خلافت دوسرون پر ڈالا لیکن اُن کے خلاف دنیاے اسلام مین سب سے پہلے جناب امیر ہی نے یہ امر اپنی اولاد کے لئے چاہا چنانچہ کتب شیعہ مثلاً سراج المومنین اور تاریخ طبری فارسی مین مذکور ہے کہ جناب امیر نے اپنے قاتل ابن ملجم کے متعلق قید و حراست و حفاظت مین رکھنے اور اپنے بعد اُسے قتل کر دینے کے احکام کسی اور کو نہین، صرف امام حسن کو دیئے اور جب آخری وقت مین لوگون نے پوچھا کیا ہم لوگ حضور کے بعد امام حسن سے بیعت کرین تو آپ نے حضرت عمرؓ کی طرح انکار نہین فرمایا بلکہ جواب دیا کہ "مین اس کار خیر مین تم کو کچھ نہین کہتا اس عمل اور اس جواب سے معتقدین نے آپکے منشاء کو سمجھکر آپ کے بعد اسی پر عمل کیا کہ امام حسن کو وارث خلافت قرار دیکر لوگون نے اُن سے بیعت کی اس سے جو خراب نتائج جناب امیر اور خود امام حسن کے حق مین ہو سکتے ہین وہ اہل نظر پر ظاہر ہین۔

دوسرے یہ کہ جناب امیر سابق اور امیر معاویہ لاحق خلیفہ تھے پس امیر معاویہ کو جناب امیر کے طریقہ پر چلنا لازم تھا چنانچہ امیر معاویہ نے اپنے بعد خلیفہ بنانے مین جناب امیر ہی کا طریقہ اختیار کیا کہ اپنے بیٹے یزید کو اپنا جانشین بنایا۔ بس اتنا فرق تھا کہ اپنے بیٹے کو وارث خلافت بنانے مین جناب امیر نے زیادہ تر اشارہ و کنایہ سے کام لیا جو ابلغ من التصریح تھا اور امیر معاویہ نے اسکی علانیہ صاف صاف تقلید کی لہذا اپنے بیٹے کو اپنی جگہ وارث خلافت بنانے مین جناب امیر کی طرح امیر معاویہ بھی بالکل حق اور صواب پر تھے اور اس طرح باپ کی خلافت و نیابت قبول کر کے خلیفہ ہونے مین جناب امیر کے خلف الصدق حضرت امام حسن کی طرح امیر معاویہ کے فرزند

یزید نے بھی اپنی سعادت مندی کا ثبوت دیا بس اس بنا پر امیر معاویہ اور یزید کو برا کہنے والے شیعہ جس امر کے مستحق ہین، ظاہر ہے ورنہ پھر امیر معاویہ اور یزید کی طرح جناب امیر اور امام حسن بھی جس بے پناہ زد مین آتے ہین اس کا کون ذمہ دار ہے -

تیسرے یہ کہ جناب امیر سابق اور امام حسن لاحق خلیفہ تھے اس لئے امام حسن کو جناب امیر کے طریقہ پر چلنا لازم تھا مگر آپ نے اُن کے خلاف ایک تو یہ کیا کہ اپنے حیات ہی مین دوسرے کو خلیفہ بنا کر اسکی بیعت اطاعت کرلی، دوسرے یہ کیا کہ خلافت سے اپنی اولاد کو محروم رکھا حتی کہ اپنے حقیقی بھائی امام حسین کو بھی نہین پوچھا۔ حالانکہ جناب امیر نے ایسا ہرگز نہین کیا - امام حسن کی نافرمانی سے یہ اور اس قسم کے جو دیگر بد نتائج پیدا ہو سکتے ہین اس کا جواب وہ کون ہے -

چوتھے یہ کہ خلیفہ دوم حضرت عمرؓ کے بعد جب خود جناب امیر سے یہ شرط پیش کی گئی کہ "آپ کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ اور طریقہ شیخین پر خلافت کرنی ہوگی" تو مشہور ہے کہ آپ نے طریقہ شیخین پر (جو سابق تھے) خلافت کرنے سے انکار فرمادیا - پس خلیفہ سوم حضرت عثمان غنیؓ کے بعد اپنے زمانہ خلافت مین جناب امیر نے اگر خلفاء ثلثہ کے طریقہ کی پیروی کی تو خلفای ثلثہ کے امیر المومنین وخلیفۃ المسلمین ہونے کی صداقت ثابت ہے اور اگر جناب امیر نے پیروی نہین کی تو وہ انکار اور یہ عدم پیروی شرط امام حسن کے مقتضا کے سراسر خلاف ہے اس سے جناب امیر کی شان اقدس مین معاذ اللہ جو سوءظنی پیدا ہو سکتی ہے کیا شیعہ مومنین اُسے قبول کرنے کے لئے تیار ہین ؟

ابھی اس قسم کی اور بھی باتین ہین جنھین بخوف طوالت نظر انداز کرتا ہون، اس رُخ کی مذکورہ چار باتین بھی مذہب شیعہ کا کما حقہ استیصال کر رہی ہین مگر شیخ صاحب اور روپوش محقق صاحب کو انھین باتون پر ناز ہے "برین دین و مذہب بباید گریست"

(۵) ص ۱۳ پر بحوالہ استیعاب ابن عبد البر آپ لکھتے ہین -

اس بات پر کل علماء کا اتفاق ہے کہ امام حسن نے معاویہ کو امر خلافت اُن کی زندگی بھر کے لئے اس شرط پر تفویض کیا تھا کہ معاویہ کے بعد امر خلافت کے ولی امام حسن ہون چنانچہ دونون شخصون مین یہ معاہدہ قطعی طور پر طے پاگیا"

جناب شیخ صاحب، آپکا عبارت مین تصرف کرنا (کما مر غیر مرۃ) ترجمہ غلط کرنا جیسے اسی مین "لاخلاف

بین العلماء" کا ترجمہ "کل علماء کا اتفاق ہے" فرمانا ایسے ضروری شرط سے اپنی مایہ ناز کتاب تاریخ احمدی کو محروم رکھنا اس شرط کا شرط اول کے پیش کردہ جزء کے خلاف ہونا۔ جناب کی ان باتوں سے قطع نظر کر کے صرف یہ عرض ہے کہ اگر واقعی اس حوالہ اور شرط کی صحت جناب کو بھی تسلیم ہے تو آپ نے اسے پیش کر کے ہمارا تو کچھ نہیں بگاڑا ہاں اپنے امام کی امامت کا خاکہ البتہ اڑایا ہے جسپر بے ساختہ یہ کہنے کو جی چاہتا ہے کہ

پاپوش مین لگائی کرن آفتاب کی — جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

آپ ہی انصاف فرمائیے کہ جب جناب کے یہان بقول امام جعفر صادق امامت کے لئے تمام آئندہ باتون کا علم بھی شرط ہے تو دو حال سے خالی نہین یعنے امام حسن اپنے متعلق تمام آئندہ باتون کو جانتے تھے یا نہین جانتے تھے۔ اگر نہین جانتے تھے تو اس شرط اور اُن کی امامت کا جو حشر ہوگا سو ظاہر ہے اور اگر جانتے تھے تو اُنھین یقیناً اس کا بھی علم رہا ہوگا کہ مین امیر معاویہؓ سے دس برس پہلے ضرور مر جاؤن گا پھر اُن کا شرط مین یہ پخ لگانا کہ "معاویہ کے بعد امر خلافت کے ولی امام حسن ہون" چہ معنی دارد؟ کیا شیعی دنیا مین کوئی ایسا بھی ہے جو اس معمۂ لاینحل کو حل کر دے؟ شیخ صاحب "حاطب اللیل" کی طرح نقالی کرنے کا نام تحقیق نہین ہے مگر اس کو کیا کیا جائے کہ آپ حاشیہ نشینون کے فقرون مین اگر اسی پر خوش ہین جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ہر ہر قدم پر ٹھوکرین کھا رہے ہین'

اسپر بھی آپ متنبہ نہین ہوتے اور پھر صہ ۱۶ پر فرماتے ہین کہ "ان واقعات پر غور کرنے سے حسب ذیل نتیجے مستنبط ہوتے ہین۔

۱۔ امیر صاحب نقض عہد کو گناہ نہ سمجھتے تھے۔

۲۔ دین فروشی کو دل لگی جانتے تھے۔

۳۔ یزید کی بیعت ولیعہدی کے منکر کو گردن زدنی سمجھنے والے کی قدر کرتے تھے" انتہیٰ ملخصاً۔

حالانکہ معاملہ بالکل برعکس ہے جیسا کہ صفحات گزشتہ مین گزر چکا۔ تاہم چونکہ آپ نے اب اس طرح یہ بحث شروع کی ہے کہ امیر معاویہ نے معاہدہ کو قبول کیا مگر اسپر عمل نہین کیا اسلیئے مختصراً نتیجہ سوم کے متعلق صرف یہ عرض ہے کہ جس واقعہ سے جناب نے اسکو استنباط فرما کر اپنے اجتہاد کا ثبوت دیا ہے اسکی صحت کا ثبوت دیجئے۔ نتیجہ دوم کا جواب جناب امیر سے لیجیے جنھون نے امیر معاویہ کو دین و ایمان مین اپنے برابر فرما کر ان کی عزت افزائی کی ہے۔ نتیجہ اول کی بابت یہ گزارش ہے کہ جبکہ ائمہ باختیار

خود مرتے ہین (کما فی اصول الکافی) اور امام حسن دس برس پہلے ہی مر گئے تو قصور امام حسن کا ہے نہ کہ امیر معاویہ کا۔ پھر امیر معاویہ ہی اگر پہلے مرجاتے اور امام حسن اُن کے بعد خلیفہ نہ ہو سکتے تو بھی امیر معاویہ کی کچھ خطا نہ ہوتی کیونکہ مرنے والا امر کرکسی کو زبردستی خلیفہ نہین بنایا کرتا' کیون شیخ صاحب! یہ بچون جیسی باتین کہتے ہوئے آپ کو کچھ حجاب بھی نہین ہوتا' عقل وتحقیق تو بڑی چیز ہے' آپ نے تو نقل وتقلید کی بھی لوٹیا ڈبو دی' اگر اسی کا نام تحقیق ہے تو ع

"برین عقل و دانش بباید گریست"

ہان اگر آپ نہ مانین اور خواہ مخواہ امیر معاویہ کے نقض عہد ہی کا راگ گائین تو آیئے ہم آپ کو اس سے بڑھکر جناب امیر کے بدعہدی کا ترانہ سنائین۔ بگوش ہوش سنیے - رسول خدا صلعم نے جناب امیر کو وصیت کی تھی اور جناب امیر نے اُس وصیت پر عمل کرنے کا اُن سے اسطرح عہد کیا تھا کہ

نعم قبلت ورضيت وان انتهكت الحرمة وعطلت السنن ومزق الكتاب وهدمت الكعبة وخضبت لحيتي من راسي بدم عبيط صابرا محتسبا ابدا حتى اقدم عليك (اصول کافی ص۲۷۳)	ہان مین نے قبول کیا اور راضی ہو گیا اگرچہ میری بے حرمتی کی جاے اور سنتین معطل کر دیجایئن اور قرآن پھاڑ ڈالا جائے اور کعبہ گرا دیا جاے اور میری ڈاڑھی میرے سر کے خاص خون سے رنگین کر دیجائے مین ہمیشہ صبر کرون گا اور ثواب سمجھون گا یہان تک کہ آپ کے پاس پہونچ جاؤن۔"

۷۰

دیکھئے جناب امیر نے مرتے دم تک صبر کا عہد کیا تھا مگر اُس کے خلاف یہ بدعہدی کی کہ جنگ جمل مین حضرت عائشہ' حضرت طلحہ' حضرت زبیر سے اور جنگ صفین مین امیر معاویہ سے لڑے' نیز معرکۂ نہروان مین خوارج سے جنگ کی۔ اسی نوعیت کی ایک وصیت اور بھی بحوالہ جلاء العیون مجلسی سابق نقل کر چکا ہون جس مین حضرت فاطمہ اور جناب حسنین کا بھی عہد کرنا مذکور ہے مگر ان حضرات نے بھی خلاف عہد کیا کہ حضرت فاطمہ نے حضرت ابوبکر سے دربارۂ فدک مباحثہ کیا حضرت عمر سے ہاتھا پائی کی' امام حسن نے بمقابلہ امیر معاویہ جنگ کی تیاری کی امام حسین نے بمقابلہ یزید خروج کیا۔ کیون شیخ صاحب' اپنی کتابون مین آل عبا کی اِن بدعہدیون کو دیکھکر امیر معاویہ کے نقض عہد کا نام لیتے ہوئے کچھ تو شرمایئے - ورنہ

اور بڑھ جائینگی بدنامیان رسوا ہوگے ۔۔۔ آزماؤ نہ خدا کے لئے الفت میری

(۶) ص۱۷ پر (اور تاریخ احمدی مین ص۳۱۹ پر) بحوالہ روضۃ الاحباب لکھتے ہین کہ (امیر معاویہ' امام حسن کو

سلہ اصول کافی صفحہ ۲۹۱ منہ

مار ڈالنے کی فکر میں ہوئے تاکہ یزید کو ولی عہد بنائیں) انتہیٰ ملخصاً۔

(۷) صفحہ ۱۷ پر (اور تاریخ احمدی مین صفحہ ۲۲ پر) بحوالہ مروج الذہب مسعودی فرماتے ہین کہ (امیر معاویہ نے جعدہ زوجۂ امام کو طمع مال و نکاح یزید دیکر اسی سے امام حسن کو زہر دلا دیا) انتہیٰ ملخصاً)

روضۃ الاحباب اور مروج الذہب دونون کتاب کے مصنف شیعہ ہین اور شیعون کی کتاب بالخصوص مطاعن صحابہ مین اُن کی روایت اہل سنت کے نزدیک بالکل غیر معتبر ہے لہذا اس کتاب سے یہ روایت ہمارے مقابلہ مین شیخ صاحب کا پیش کرنا قطعاً خلاف اصول ہے' ایسی روایتین شیخ صاحب ہی کو مبارک ہون :- اس کے بعد صفحہ ۱۸ پر (اور تاریخ احمدی مین صفحہ ۲۲ پر) بحوالہ تاریخ ابوالفدا لکھتے ہین کہ "جعدہ ہی کے دیئے ہوئے زہر سے امام حسن نے وفات پائی" مین کہتا ہون کہ اچھا جعدہ نے زہر دیا مگر اس مین امیر معاویہ کا کیا قصور ؟

(۸) پھر اسی صفحہ پر (اور تاریخ احمدی مین صفحہ ۲۲۱ پر) بحوالہ ابوالفدا اور عقد الفرید رقمطراز ہین کہ (امام کی خبر وفات سنکر معاویہ "خر ساجداً للہ" سجدۂ شکر مین گر پڑے) مین کہتا ہون کہ عبارت مین نہ شکر کا وجود ہے نہ بوجہ عداوت کے موت امام سے خوش ہو کر سجدہ کرنے کا پتہ' ہان آپ کے استنباط و اجتہاد کا اضافہ ضرور ہے' حیرت ہے کہ سجدہ تو کرین امیر معاویہ اور اتنے دنون بعد اُن کی نیت کی خبر ہو جناب کو' کیا ائمہ کی طرح آپ کو بھی علم غیب ہونے لگا ہے' مجھے اندیشہ ہے کہ خدا کی طرف سے جبرئیل کی لائی ہوئی وصیت کو سنکر جناب امیر کے سجدہ کرنے پر بھی آپ کہین یہی اجتہاد نہ فرما دین ورنہ پشتینی شیعون کو ایسے نئے شیعون کے لئے کفر اصلی سے بھی بڑھکر کوئی اور چیز تلاش کرنی پڑے گی۔ کیون جناب شیخ صاحب اب تو آپ کا ضمیر آپ پر ضرور یون ملامت کریگا کہ

بوے گل نالۂ دل دود چراغ محفل　　جو تری بزم سے نکلا سو پریشان نکلا

(۹) صفحہ ۱۸ پر (اور تاریخ احمدی مین صفحہ ۲۲۱ پر) بحوالہ تاریخ الخمیس و حیوۃ الحیوان دمیری فرماتے ہین کہ (امیر معاویہ نے خبر وفات امام حسن سنکر تکبیر کہی - انتہیٰ ملخصاً) مین کہتا ہون کہ آپ ہی کی طرح فاطمہ بنت قرظہ کے سوال کرنے پر جب امیر معاویہ نے خود ہی جواب دیدیا تھا کہ ما کبرت شماتۃ یعنی مین نے شماتت کی راہ سے تکبیر نہین کہی' جسے آپ نے بھی نقل کیا ہے تو پھر آپ کا اعتراض کرنا فضول ہے۔ پس ایسے غلط وجوہ کی بنا پر امیر معاویہ پر تبرا بازی کر کے جناب کا صفحہ ۲ پر یہ فرمانا

تو کار حسن را نکو ساختی　　کہ با دیگرے نیز بپرداختی

طرفہ تماشہ نہین تو اور کیا ہے ؟ جبکہ امام حسن کا اسباب آپ نے لوٹا اُن کی خلافت آپ (شیعہ) نے

چھنوا لی تو اس شعر کے مصداق آپ ہین نہ کہ سنی اور جبکہ بقول امام حسن جناب امیر کو آپ نے ستایا اُن کی جان آپ نے لی تو یون بھی سنیئے " تو کار علی را الخ " اور جبکہ ائمہ کو معصوم اور مفترض الطاعۃ کہکر حضور صلعم کی ختم نبوت آپ نے چھینی ، رجعت مین بھی فرنگن لونڈی کے لڑکے امام غائب کے ہاتھ پر اول انھین سے بیعت کرا کر انکی مزید توہین کرین گے تو یون بھی سنیئے " تو کار نبی را الخ " اور عقیدہ بدا و اصلح کے روسے خدا کو معاذ اللہ جاہل اور محکوم عقل مخلوق آپ نے بنایا ، اُسے شیطان کو خالق ضلالت اور جناب امیر کو تائید و توفیق الٰہی سے بے نیاز تسلیم کر کے عاجز و ذلیل آپ نے قرار دیا ، اگر ایسا ہم کرتے تو شائد آپ یون بھی فرماتے " تو کار خدا را الخ " شیخ صاحب دیکھا ؟

مین نہ کہتا تھا کہ باز آ سخت جانکے قتل سے ۔۔۔ آخر آیا بل کمر مین ہاتھ جھونٹا پڑ گیا

امیر معاویہ پر اعتراض کرنے کے لئے امام حسین کے متعلق شیخ صاحب نے جتنی باتین پیش کی تھین سب قولی تھین فعلی ایک بھی نہ تھی ، اس کا بھی جواب با صواب صفحات گزشتہ مین اول ہی لکھ چکا ہون ، ناظرین کو وہین دیکھنا چاہیئے ۔

۲- **الغرض** شیخ صاحب کی اتنی سعی بلیغ کا بھی نتیجہ اُن کے خلاف ہی نکلا کہ وہ نہ امیر معاویہ کا کوئی قول و فعل ایسا پیش کر سکے جس سے صاف معلوم ہو تا کہ امیر معاویہ اپنے دل مین امام حسین کو قتل کرنے کا واقعی ارادہ یا خواہش رکھتے تھے نہ امیر معاویہ کی براءت کے متعلق کتب شیعہ سے میرے پیش کردہ بقیہ امور کے رد مین زبان ہلا سکے اور جن امور پر انھون نے کچھ لکھا تھا ابھی ظاہر ہو چکا ہے کہ نہ لکھتے تو بہتر تھا - پس شیخ صاحب کا ص۱۱ پر امیر معاویہ کو اسباب واقعہ کربلا کا باعث اور شہادت سبط ثانی کا بادی و بانی قرار دینا " باطل است انچہ مدعی گوید " کے علاوہ اس امر کی بھی بین دلیل ہے کہ شیخ صاحب کٹر شیعہ ہین اور رسالہ قاتلان حسین کے رد کے پردہ مین امام حسین سے عداوت اور قاتلان حسین کی حمایت کا ارمان پورا کر رہے ہین

شیخ صاحب ! جب آپ نے بلا فصل قتل ، حکم قتل ، وقت قتل کے بھی شیعون کی طرح بلا دلیل کہدیا کہ قتل حسین کے بانی معاویہ تھے تو یہ کہنے مین بھی روافض کے ہمزبان ہو جاتے کہ اس کے بانی خلافت کے اول غصب کنندہ خلفاء ثلثہ تھے بلکہ یون فرماتے کہ ان سے بھی پہلے اس کے بانی جناب امیر کے متعلق وحی ولایت کو راز مین رکھنے اور اسکو بطور معمہ چیستان و پہیلی کے بیان کرنے والے رسول صلعم تھے " اس طرح ترقی کر کے اصل مسبب کو ظاہر فرما دیا ہوتا کہ قتل حسین کا بانی خدا ہے " پھر شمر سے لیکر یزید تک اور امیر معاویہ سے لیکر خلیفہ اول تک آپ لگ

روزمرہ جو کچھ شیرین زبانی کیا کرتے ہین اسکی انتہا رسول پر، پھر خدا پر فرما کر مع حاشیہ نشین بیش باد کا نعرہ بلند کرتے لیکن آپ کے لئے خدا تک پہونچنے کا یہ راستہ کہ جس کا اول ہی زینہ شمر ہے نہایت خطرناک ہے کیونکہ آپ کے مذہب شیعہ کے مطابق اس کے ہر ہر قدم پر رہزن موجود ہین، اگر شمر سے شائد بچ بھی گئے کہ بنا بر افواہ اُس کا خنجر جناب ہی کے گھر مین محفوظ ہے تو آگے کی پرخطر وادی مین درجنون گھات مین ہین، نہتے، پھر تنہا ذوالفقار سے بھی نہ ڈرنے والون مین سے کس کس کا مقابلہ کیجیے گا۔

ھان! حسب کتب شیعہ آپ کیلئے خدا تک پہونچنے کا خود اپنا بہترین راستہ یہ ہے کہ قتل حسین کے بانی معاویہ کو خلافت دیکر اُن کی بیعت و اطاعت کرنے والے امام حسن ہین، ان سے پہلے بوجہ عالم الغیب ہونے کے یہ جانتے ہوئے کہ میرا بیٹا دشمن حسین کو خلافت دیدیگا امام حسن کو خلیفہ بنانے والے جناب امیر ہین، ان سے پہلے جناب امیر کو خود یہ کہکر چپکے سے خلیفہ بنانے والے کہ تم خلافت کے لئے نزاع نہ کرنا بلکہ کافرون اور منافقون کی بیعت و اطاعت پر صبر کرنا رسول خدا ہین، اور اُن سے پہلے تو آپ خود ہی جانتے ہین کہ خدا کا نمبر ہے۔

بلکہ آپ کے یہان تو خدا رسیدہ ہونے کا اس سے بھی قریب راستہ موجود ہے، وہ یہ کہ قتل حسین سے بانی شہادت حسین کو قبول کرنے اُن کے حمل اور ولادت سے کراہت فرمانے والی خود امام حسین کی والدہ حضرت فاطمہ ہین، ان سے پہلے شہادت حسین کا الہام پانے اور بشارت شہادت کو تسلیم کرنے والے رسول خدا ہین، اِن سے پہلے قتل حسین کی بشارت دینے والا اور اس کے اسباب کا حقیقی مسبب خدا ہے۔

اگر آپ اپنے یہان کے (شمر کو زینہ، یزید کو حیلہ، معاویہ کو ذریعہ، خلفائے ثلٰثہ کو وسیلہ بنائے بغیر) خدا تک پہونچنے کے ہر دو راستون پر ذرا مجتہدانہ نظر ڈالین گے تو اس سے بھی قریب ترین راستہ بلا وقت خود ہی مستنبط فرما لیجئے گا۔

لیکن حیرت ہے کہ خود ایسے خدا رسیدہ ہو کر بھی آپ شروع ہی مین صہ پر فرماتے ہین کہ اگر امیر معاویہ کی زندگی وفا کرتی تو وہ اس کا تکملہ (قتل) بھی کردیتے" اور باین علم و فضل و بہرین تحقیق و اجتہادیہ خیال نہ فرمایا کہ جناب امیر کے بعد بلکہ صلح امام حسن کے بعد امیر معاویہ بیس برس تک زندہ رہے کیونکہ صلح سنہ ۴۱ھ مین ہوئی اور امام حسن نے سنہ ۴۹ھ یا سنہ ۵۰ھ مین امیر معاویہ نے سنہ ۶۰ھ مین، امام حسین بقول آنجناب بر صفحہ ۱۱ سنہ ۶۱ھ مین وفات پائی - اسطرح امیر معاویہ کے سامنے امام حسن دس برس، امام حسین بیس برس موجود رہے اور اس عرصہ مین کل دنیاے اسلام کے بلا مزاحمت کسے و بدون شرکت غیرے امیر معاویہ بادشاہ و مالک رہے، اگر

بقول آپ کے قتل حسین کے لئے امیر معاویہ کے طول عمر ہی کی ضرورت تھی تو اُن کی از ولادت تا وفات کل عمر ۷۸ برس کی تھی، ۳۷ برس کی عمر کے بعد بیس برس تک امیر اور اُس کے بعد بیس برس تک وہ خلیفہ رہے - اگر بقول آپ کے وہ امام حسین کو قتل کرنا چاہتے تھے مگر زندگی نے وفا نہ کی تو فرمایئے اس کے لئے اُن کی یہ دس بلکہ بیس برس کی شاہانہ وحاکمانہ زندگی بھی اگر کافی نہ تھی تو کیا اب عمر نوح کی حاجت تھی؟ سچ ہے

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے   اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

اصل یہ ہے کہ امیر معاویہ نہ کافر و منافق تھے، نہ اُن کے دل میں امام حسین کی عداوت یا اُن کو قتل کرنے کی خواہش تھی نہ اُن سے ایسا کوئی قول اور فعل سرزد ہوا، نہ اُن کی عمر کم تھی - پھر شیخ صاحب اور دیگر شیعے اُن کے خلاف کیوں زہر اگل رہے ہیں؟ اسکی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ بس اسکی جلن ہے کہ

(۱) واقعہ تحکیم کے بعد جب شیعے بصورت خوارج نہروان میں جناب امیر کے مدمقابل ہوئے تو اس نازک موقع پر امیر معاویہ نے خوارج کا ساتھ دیکر پشت سے جناب امیر پر حملہ کر کے اُن کا اور اُن کی بقیہ خلافت کا بھی خاتمہ کیوں نہ کر دیا -

(۲) جناب امیر کے حقیقی برادر حضرت عقیل اور برادر زادے حضرت عبدالرحمن بن جعفر طیار جب شام چلے گئے تو امیر معاویہ نے بنی ہاشم کے ان ارکین کو مار کیوں نہ ڈالا اور جب تک وہ وہاں رہے اُن کی کما حقہ عزت وحرمت کیوں ہوتی رہی (مجالس المومنین)

(۳) شیعیان علی جب شام میں جاتے اور امیر معاویہ پر سب وشتم کرتے تو امیر معاویہ اُن شیعوں کو نکال دینے اُن سے انتقام لینے اُن کو قتل اور قید کرنے کے بجائے انھیں اپنے عطیات سے مالا مال کر کے بعزت کیوں رخصرت کرتے تھے (ناسخ التواریخ)

(۴) مختار ثقفی تو بطمع حکومت عراق امام حسن کو پکڑ کر امیر معاویہ کے حوالہ کر دینے کو تیار تھا (جلاء العیون) پھر امیر معاویہ نے صلح کر کے امام حسن کو زندہ کیوں چھوڑ دیا -

(۵) صلح کے بعد امیر معاویہ نے امام حسن کو مدینہ میں باطمینان تمام مستقل قیام کی اجازت کیوں دی (طبری فارسی)

(۶) صلح کے وقت امام حسن کے بیت المال کوفہ، بصرہ، عراق کے علاقہ میں جو کچھ مال تھا اُسے امیر معاویہ نے امام حسن کو کیوں دیدیا (طبری فارسی)

۷۴

(۷) صلح کے وقت امام حسن پر جتنا قرضہ تھا، امیر معاویہ نے اس کو اُن کی طرف سے خود ادا کردینے کا ذمہ کیون لیا اور اسطرح امام حسن کو بار قرض سے سبک دوش کیون کیا (طبری فارسی)

(۸) داراب کرد کا ایک لاکھ درہم سالانہ خراج بطور وظیفہ ہمیشہ امیر معاویہ نے امام حسن کو دینا کیون منظور کیا (طبری فارسی)

(۹) ایک مرتبہ سالانہ وظیفہ پہونچنے کی تاخیر کی تلافی مین امیر معاویہ نے امام حسن کو بجاے ایک لاکھ کے پانچ لاکھ درہم کیون دیا (طبری فارسی)

(۱۰) ایک دفعہ امام حسن جب شام گئے اور اسوقت خراج مین کہین سے کثیر مال ومتاع آیا ہوا تھا امیر معاویہ نے وہ سب اٹھا کر امام حسن کو باعزاز واکرام کیون دیدیا (جلاء العیون)

(۱۱) امیر معاویہ نے ایک مرتبہ مدینہ جا کر مجلس عام مین بیٹھکر تمام اشراف مدینہ کو پانچہزار درہم سے سو ہزار درہم تک حسب مرتبہ تقسیم کیا، بعد مین جب امام حسن آئے تو جتنا سب کو دیا تھا اوتنا تنہا امام حسن کو بمعذرت کیون دیا (طبری فارسی)

۷۵

(۱۲) امام حسین جو صلح با معاویہ پر علانیہ اپنی ناراضگی کا اظہار فرما چکے تھے بعد امام حسن بے پدر وبے مادر وبے برادر رہ گئے تھے امیر معاویہ نے اُن سے درگزر کیون کی کہ نہ قتل کیا نہ قتل کا حکم دیا نہ امام اُنکے وقت مین قتل وقید ہوے۔

(۱۳) مدینہ مین امام حسین کے پاس حکومت معاویہ کے خلاف باغیانہ مشورون کے لیے شیعون کی آمد ورفت تھی، مروان نے جب یہ خبر امیر معاویہ کو دی تو امیر معاویہ نے ان کو جرم بغاوت کی سزا دینے کے بجاے تلطف آمیز خط کیون لکھا اور مروان کو یہ فہمایش کیون کی کہ تا علانیہ خروج نہ کرین ہرگز کسی قسم کا تعرض نہ کرنا (جلاء العیون وناسخ التواریخ)

(۱۴) امام حسین جب امیر معاویہ کو خط مین بھلا برا لکھتے تو امیر معاویہ ان کو ترکی بہ ترکی جواب دینے کے بجاے بحسن ادب نرم جواب کیون دیتے تھے (جلاء العیون)

(۱۵) امیر معاویہ کے پاس یمن کا کثیر مال خراج اونٹون پر بار ہو کر جب جا رہا تھا اور امام حسین نے اُس کو خواہ مخواہ لوٹ لیا پھر صرف مین لانے کے بعد حکیمانہ اطلاع دی تو امیر معاویہ نے امام حسین کو اس ڈاکہ زنی کی سزا کیون نہ دی اور اس کے برعکس ان کو یہ کیون لکھا کہ "در زمان من بر تو صعب نمی افتد" یعنی جب تک مین ہون

آپ کو تکلیف نہ ہوگی (ناسخ التواریخ)

(۱۶) امیر معاویہ ایک لاکھ درہم سالانہ وظیفہ جو ہمیشہ امام حسن کو دیا کرتے تھے اُن کے بعد اپنے مرتے دم تک امام حسین کو بھی انھون نے کیون دیا (طبری فارسی) اور بیت المال سے ہر سال ہزار ہزار درہم اور بکثرت بیش بہا تحفہ تحائف امیر معاویہ امام حسین کی خدمت مین کیون بھیجا کرتے تھے (ناسخ التواریخ)

(۱۷) وفات کے وقت امیر معاویہ نے یزید کو امام حسین کے حق مین حسن سلوک کی وصیت کیون کی۔ (جلاء العیون و ناسخ التواریخ)

ہان شیخ صاحب، ان حالات کی بنا پر اگر یہ فرمائیے کہ پھر امیر معاویہ نے امام حسین کو چھوڑ کر یزید کو ولی عہد کیون بنایا تو اس کا الزامی جواب ایک تو یہ ہے کہ شرائط صلح مین یہ شرط ہرگز نہ تھی کہ بعد امیر معاویہ امام حسین خلیفہ ہون، اگر تھی جیسا کہ بحوالہ استیعاب آپ لکھ چکے ہین تو یہ تھی کہ بعد امعاویہؓ حسن رضہ خلیفہ ہون گے مگر وہ اُن سے قبل ہی مر چکے تھے تو جو موجود تھے اُن کی شرط ہی نہ تھی اور جن کی شرط تھی وہ موجود ہی نہ تھے، پھر اگر امیر معاویہ نے امام حسین کو چھوڑ کر یزید کو ولی عہد بنایا تو کیا برا کیا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ جناب امیر نے بھی حسنین کو چھوڑ کر یزید بن قیس خارجی کو اسکی ماتحتی مین خوارج کے سر اٹھانے پر اصبہان اور رے کی حکومت حوالہ کردی (کامل ابن اثیر صفحہ ۱۶۶ ج ۳) اور زیاد بن ابی سفیان کو فارس کا حاکم بنا دیا، اسیطرح امام حسن نے بھی امام حسین کو چھوڑ کر امیر معاویہ کو خلیفہ بنایا، پس اگر امیر معاویہ نے امام حسین کی موجودگی مین یزید کو ولی عہد بنا کر کچھ گناہ کیا ہے تو "این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند" لہذا نقاب سنیت اتار کر بلسان شیعیت ذرا جناب امیر اور امام حسن کو بھی کچھ سنائیے۔

اور تحقیقی جواب یہ ہے کہ امیر معاویہ نہ فرشتہ تھے، نہ نبی تھے، ہان صحابی تھے، مجتہد تھے مگر صحابیت اور اجتہاد کے لئے عصمت و اصابت لازم[۱] نہین، صرف محفوظیت اور خلوص نیت شرط ہے جو ان مین موجود تھی چنانچہ عہد صحابہ کے قریب ختم ہونے، اصحاب حل و عقد کے گزر جانے، زیادہ تر ناتجربہ کار نوجوانون کا زمانہ آغاز ہو چکنے، فتنہ و فساد کے رونما ہو جانے، ذریات ابن سبا (شیعون) کی منافقانہ چالون، باغیانہ سازشون، غدارانہ فریب کاریون مین امام حسین کے گھر جانے کے بعد[۲] اپنے اجتہاد اور

[۱] چنانچہ جناب امیر نے بھی معصوم و مفترض الطاعۃ ہو کر خود فرمایا ہے "فانی لست اٰمن ان اخطی" کہ تحقیق مین خطا کرنے سے امن مین نہین ہون (کافی کلینی) ۱۲ [۲] کیونکہ بقول جناب امیر "لابد للناس من امیر بر او فاجر" کہ لوگون کے لئے کسی امیر کا ہونا ضروری ہے چاہے وہ نیک ہو یا فاجر (نہج البلاغت) کسی امیر کا ہونا ضروری تھا ۱۲

رائے[1] سے یزید کو خلافت وامارت کا اہل سمجھکر ولی عہد بنانے مین بھی امیر معاویہ کے دل مین نفس نہین بلکہ خلوص نیت ہی کارفرما تھا - اس کا ثبوت یہ ہے کہ یزید کو ولی عہد بنانے کے بعد امیر معاویہ خدا سے بکمال تضرع وزاری یون دعا کرتے ہین جس مین نہ ریا ونمود کا شائبہ ہے نہ اس کا موقع کہ -

اللهم ان کنت انما عهدت ليزيد لما رايت من فضله فبلغه ما املت واعنه وان کنت انما حملنی حب الوالد لولده وانه ليس لما صنعت به اهلا فاقبضه قبل ان يبلغ (تاریخ سیوطی بسند عطیہ بن قیس)

خدایا مین نے یزید کو لائق خلافت سمجھکر ولی عہد بنایا ہو تو میری امیدین جو اس کے ساتھ وابستہ ہوگئین ہین اُسے پوری کرنا اور امر خلافت مین اُسکی مدد کرنا اور اگر محض محبت پدری نے مجھے برانگیختہ کیا ہو تو خلافت سے پہلے یزید کو ہلاک کر دینا -

خلاصہ یہ کہ امیر معاویہؓ نے حتی الوسع جناب امیرؑ ان کے شیعیان، برادران اور فرزندان کے ساتھ جو مذکور الصدر حسن سلوک کا برتاؤ کیا ہے، شیخ صاحب آپ کو اور شیعون کی طرح اگر اُسی جرم کی اور یقیناً اُسی جرم کی جلن ہے تو آج جتنا چاہیے جل لیجئے مگر یاد رکھئے کہ قیامت کے دن خدا کے سامنے جبکہ حضرت امیر معاویہؓ اپنے حسن سلوک کو بیان کرکے آپ سے کہین گے -

خدا گواہ کہ گر جرم ماہمین عشق است
گناہ گبر و مسلمان بجرم ما بخشند

اور حضرت امام حسین سے فرمائین گے -

خونے نہ کردہ ایم وکسے را نہ کشتہ ایم
جرم است ہمین کہ عاشق روئے تو گشتہ ایم

انشاء اللہ تعالیٰ مین بھی وہین موجود رہون گا اور جناب سے عرض کرون گا -

[1] اگر یہ رائے بعد کو غلط بھی ثابت ہو جس طرح واقعہ تحکیم کے بعد جناب امیر کی رائے غلط ثابت ہوئی تھی جبہ وہ خود کف افسوس ملتے تھے تو اس مین جناب امیر کی طرح امیر معاویہ بھی بے قصور بلکہ بوجہ نیک نیتی وبے نفسی ماجور ہون گے ۱۲ [2] اگر کہا جائے کہ یزید فاسق وفاجر تھا تو اولاً جناب امیر سے پوچھئے کہ یزید بن قیس خارجی اور زیاد بن ابی سفیان منافق کو عامل وحاکم کیون بنایا ثانیاً یزید کا فسق وفجور تو امیر معاویہ کے بعد ظاہر ہوا مگر بروایات شیعہ امام حسین کا پہلے ہی ظاہر ہو چکا تھا - مثلاً عہد معاویہ مین یمن کا خراج لوٹ لینا - صلح با معاویہ پر لوجز انفی الخ (کشف الغمہ) کہکر امام حسن کی مذمت کرنا - خلافت جناب امیر مین بیت المال سے شہد کا چرانا اسپر جناب کا درہ مارنے کو تیار ہونا اور امام حسین کا بجائے بحق اللہ کے بحق عمی جعفر کہکر نجات پانا (دیکھو فوائد آصفیہ ومواعظ حسنہ فاضل جالسی) ۱۲ منہ

کیون روبروے داورِ محشر خموش ہو   وہ وقت آگیا کہ دہن ہے زبان نہین

تو اس وقت آپ اور آپ جیسے دیگر شیعون کی زبان سے "این المفر" کے بعد کہین یہی نہ نکلے کہ " بلی ولکن حقت کلمۃ العذاب علی الکفرین (پ۲۴ زمر) "

یزید بن معاویہ قریشی اور تابعی ہے - گو مشہور ہے کہ یہ فاسق و فاجر اور بقول شیعہ کافر تھا لیکن چونکہ محض شہرت کا دلیل صحت ہونا کچھ ضروری نہین ہے لہذا اس کے فسق و فجور اور کفر و نفاق کی کہانی پھر دشمنون کی زبانی یقیناً محل کلام ہے - اگر وہ واقعی ایسا ہی گناہگار ہوتا جیسا کہ شیعہ کہتے ہین تو خود شیعون کے دفتر حدیث مین ائمہ شیعہ کی لاکھون نہین تو ہزارون حدیثین اسکی مذمت مین ضرور موجود ہوتین حالانکہ بقید صحت ایک کا بھی وجود نہین، ہان کتب شیعہ مین بعض ایسے واقعات البتہ مذکور ہین جو یزید کی مذمت کی نفی اور مدح کے ثبوت کی بین دلیل ہین - مثلاً

ایک واقعہ یہ ہے کہ امیر معاویہ نے یزید کو لشکر کا سپہ سالار بنا کر فتح قسطنطنیہ کے لئے روانہ کیا، اس لشکر مین بماتحتی یزید حضرت ابو ایوب انصاری حضور صلعم کے مشہور صحابی بھی تشریف فرما تھے جو قسطنطنیہ پہونچکر جہاد مین نصاری کے ہاتھون شہید ہوے، ان کے کفن دفن کے بعد نصاری کو مخاطب کر کے یزید نے بآواز بلند کہا کہ

یا اھل القسطنطنیۃ ھذا رجل من اکابر اصحاب محمد نبینا صلی اللہ علیہ والہ وسلم وقد دفنا ہ حیث ترون وواللہ لئن تعرضتم لہ لاھدمن کل کنیسۃ فی ارض الاسلام ولا یضرب ناقوس بارض العرب (ناسخ التواریخ ج ۱ ک ۲ ص ۲۶)	اے قسطنطنیہ والو ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس بزرگ و بڑے صحابی کے دفن کو تم دیکھ رہے ہو خدا کی قسم اگر تم نے ان کے قبر کی بیحرمتی کی تو یاد رکھو مملکت اسلام مین جتنے گرجے ہین مین سب کو نیست و نابود کر دون گا اور ملک عرب مین پھر کبھی ناقوس نہ بجنے پائیگا -

اس واقعہ مین یزید کے لئے یہی شرف کیا کم ہے کہ وہ قسطنطنیہ جہاد کے لئے فوج کا افسر ہو کر گیا اور اس کی ماتحتی و معیت مین حبیب خدا صلعم کے ایک جلیل القدر صحابی انصاری بھی تشریف لے گئے جو اصحاب حل و عقد کے ممتاز فرد تھے پھر اس کے کلام " واللہ لئن تعرضتم الخ کو دیکھو کہ اسکا ایک ایک حرف یزید کے خلوص ایمان اور جوش اسلام کی کس طرح علانیہ شہادت دے رہا ہے، کافر و منافق کا تو کیا ذکر ہے کوئی فاسق و فاجر بھی ایسا پاکیزہ خطبہ نہ دے گا -

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ جب یزید حج کرنے گیا اور مدینہ مین پہونچا تو ایک قریشی کو بلا کر کہا "کیا تو میرے واسطے یہ اقرار کرتا ہے کہ تو میرا غلام ہے اگر مین چاہون تو تجھے بیچ ڈالون اور اگر چاہون اپنا غلام بنائے رکھون" تو اس شخص نے بقسم یزید سے اس کا انکار کیا، یزید نے اس کو قتل کرا دیا۔ پھر امام زین العابدین کو بلا کر یہی گفتگو کی، امام نے فرمایا اگر مین بھی انکار کرون تو کیا قریشی کی طرح مجھے قتل کردوگے، یزید نے کہا ہان تو امام نے اقرار فرمایا کہ۔

مین مجبوری مین تیرا غلام ہون۔ تو چاہے تو مجھے غلامی مین رکھ اور چاہے بیچ ڈال۔	انا عبد مکرہ لک فان شئت فامسک وان شئت فبیع (فروع کافی، کتاب الروضہ[۱۱])

اور ظاہر ہے کہ جب امام زین العابدین نے یزید کی بیعت فرمالی تو اس کی اقتدا مین نماز بھی پڑھی اور حج بھی کیا۔ پس امام معصوم و مفترض الطاعۃ کا یزید کی بیعت و اقتدا کرنا یزید کے کامل الایمان و صادق الاسلام ہونے کی دلیل ہے نہ کہ اس کے کافر و منافق یا فاسق و فاجر ہونے کی[ف۱]

[ف۱] رہا یہ عذرِ لنگ کہ امام نے یزید کی برضا و رغبت نہین بلکہ بہ جبر و کراہت بیعت و اقتدا کی، محض لغو ہے کیونکہ بروایات شیعہ اولاً یزید سے اہل بیت کے حق مین ایسے جبر و اکراہ کی امید ہی غلط ہے ورنہ امام حسین بیعت یزید سے انکار اور اُس انکار پر اصرار کے باوجود اُس کے پاس کربلا سے شام جانے کو تیار نہ ہوتے ثانیاً یزید بدو وجہ امام زین العابدین کو قتل نہین کرسکتا تھا۔ ایک اس لئے کہ حسب عقیدۂ شیعہ ائمہ شیعہ باختیار خود مرتے ہین، اور کوئی انھین مار ہی نہین سکتا۔ دوسرے اس لئے کہ مدینہ مین بیعت سے بہت پہلے شام مین یزید کو امام زین العابدین سے سابقہ پڑ چکا تھا اور اس واقعہ مین یزید کو ایسا تلخ تجربہ ہوچکا تھا کہ اس کے لئے امام زین العابدین کو قتل کرنے کی اب دوبارہ ہمت ہو ہی نہین سکتی تھی، امام زین العابدین کو بھی اپنے اختیار یا معجزہ کے استعمال اور اس کے مشاہدہ پر کامل اطمینان ہوچکا تھا۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ (یزید کو غصہ آیا اور جلاد کو حکم دیا کہ امام زین العابدین کو باغ مین لیجا کر قتل کردے، امام نے بیچ مین سے روتی ہوئی حضرت زینب کو بڑے جلال کے ساتھ یہ کہکر ہٹادیا کہ خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو کیا مجال کہ یہ ظالم مجھے قتل کرسکے، جلاد امام کا ہاتھ پکڑ کر باغ مین لیگیا امام نماز مین مشغول ہوے اور جلاد قبر کھودنے لگا، امام ابھی نماز ہی پڑھ رہے تھے کہ جلاد نے قبر کھود کر انپر بارادہ قتل تلوار کا ہاتھ اٹھایا، معاً ایک غیبی ہاتھ نمودار ہوا جس نے جلاد کو ایسا طمانچہ رسید کیا کہ وہ چشم زدن مین دہین واصل جہنم ہوگیا" یہ خوفناک و عجیب سانحہ دیکھکر خالد بن یزید نے جاکر یزید سے کہا، یزید نے حکم دیا کہ سجاد کو رہا کردو اور جلاد روسیاہ کو وہین دفن کردو۔ انتہی ملخصاً) پس یزید کو امام زین العابدین پر پھر جبر و ظلم کی ہمت پڑ سکتی تھی اور نہ امام کو یزید سے خوف جان ہوسکتا، لہٰذا ماننا پڑیگا کہ امام نے بہ جبر و کراہت نہین بلکہ برضا و رغبت یزید کی بیعت و اقتدا کی اور کرہ و نیز جبر و ظلم کا ضمیمہ یقیناً غلط اور محض یارون کا اپنا حاشیہ ہے ۱۲ منہ عفی عنہ خلاصۃ المصائب صد ۳۵۳"

رسالہ قاتلان حسین میں مین نے اسی یزید کے متعلق صہ ۳ پر لکھا تھا (جسے شیخ صاحب نے بھی بغرض رد نقل فرمایا ہے) کہ

یزید کی صفائی اور خیر خواہی مین بھی شیعون نے کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا اور ہے بھی یہ صحیح کیونکہ یزید کو اپنے والد حضرت معاویہ رضؓ کی آخری وصیت یاد تھی، اسی لئے اس نے امام حسین کو نہ خط لکھکر فریب سے کوفہ بلایا نہ خود پیش قدمی کی نہ قتل کا حکم دیا نہ قتل پر خوش ہوا"

اس کے بعد کی عبارت یہ ہے (جسے شیخ صاحب نے نہ معلوم کس مصلحت سے نقل نہین فرمایا)

بلکہ رنجیدہ اور قاتلین پر ناخوش ہوا۔ خود رویا اور ماتم کا حکم دیا۔ اہل بیت حسین کی حرمت کی اور بڑی عزت سے بحفاظت رخصت کیا چنانچہ نمونۂ حمایت یزید مین بھی کتب شیعہ کا بعض حوالہ ملاحظہ ہو"

پھر اس کے بعد مین نے صہ ۷ سے صہ ۱۰ تک بحوالہ کافی کلینی، احتجاج طبرسی، جلاء العیون، ناسخ التواریخ طراز مذہب مظفری، خلاصۃ المصائب، نہج الاحزان اور رسالہ القتیل شیعہ مشن لاہور۔ مذکور الصدر امور کو مثل روز روشن اچھی طرح ظاہر و باہر کر دیا ہے۔

شیخ صاحب سے یہ تو ہو نہ سکا کہ ان امور کا رد کرتے لیکن چونکہ بمصداق "مرد آن باشد کہ چپ نشود"، کچھ بولنا بھی ضروری تھا لہٰذا ان امور کو تسلیم یا اس کا رد کرنے کے بجائے شیعون کی طرح تعلی و تبرا کے بعد اول صداقت پر پردہ ڈالنے کے لئے یون اتفاق کا راگ گاتے ہین کہ

اللہ اکبر جن اشقیا پر اسلامی اور غیر اسلامی دنیا نے بغیر کسی اختلاف کے قتل امام حسین کی فرد جرم لگا دی ہو اُن کو بے جرم و خطا بنانا بس یزیدی ہی کا کام ہے صہ ۲۵"،

حالانکہ اولاً عدم اختلاف اور اتفاق مین تلازم غیر ضروری ہے۔

ثانیاً تلازم بھی مان لین تو اتفاق ندارد ہے، مثلاً شیعون کا اختلاف دیکھئے کہ پیشین گوئی لینے شیعہ جنھین شیعہ کہتے ہین انھون نے پہلے ہی خبر دیدی تھی کہ اولاد علی کے قاتل شیعہ ہون گے (کما مر سابقاً) مقتول یعنی امام حسین کا اپنا بیان ہے کہ مجھے فریب سے بلا کر ظلم سے قتل کرنے والے شیعہ ہین۔ شاہد یعنی حضرت مسلم بن عقیل اور امام زین العابدین رضؓ بن حسین وغیرہ نے اپنی چشم دید گواہی دی ہے کہ قتل حسین کے مجرم شیعہ ہین تائید یعنی مجتہدین شیعہ مثلاً علامہ خلیل قزوینی نے تسلیم کیا ہے کہ "باعث کشتہ شدن ایشان صلوات اللہ علیہ

تفضیر شیعہ امامیہ است از تقیہ" اس بیان شہادت اور تائید کو مین رسالہ قاتلان حسین مین بیان کرچکا ہون۔" اب سنیون کا اختلاف سنیئے، مثلاً امام غزالی علیہ الرحمۃ لکھتے ہین کہ

فان قیل هل یجوز لعن یزید لانه قاتل الحسین او امر به قلنا هذا لم یثبت اصلا فلا یجوز ان یقال انه قتله او امر به مالم یثبت فضلا عن اللعنة لانه لا یجوز نسبة مسلم الی کبیرة من غیر تحقیق (احیاء العلوم)

پس اگر کہا جاے کہ کیا یزید پر لعنت کرنی جائز ہے کیونکہ اُس نے حسین کو قتل کیا یا اس کا حکم دیا ہے تو مین کہونگا کہ یہ ہرگز ثابت نہین کہ اُس نے آپ کو قتل کیا یا اس کا حکم دیا جب بلا ثبوت شرعی یزید کیطرف قتل یا امر قتل کی نسبت کرنی بھی ناجائز ہے تو اُسپر لعنت کرنی کیسے درست ہوگی کیونکہ کسی مسلم کی طرف گناہ کبیرہ کی بدون ثبوت شرعی کے نسبت کرنا یقیناً درست نہین۔

اور نصاریٰ کے اختلاف کیلئے زیادہ نہین توکم ازکم انسائکلوپیڈیا برٹنیکا صفحہ ۲۹ ج ۵ ہی کو ملاحظہ فرمایئے۔

ثالثاً اتفاق بھی مان لین تو ہر اتفاق کا معتبر ہونا کچھ ضروری نہین ہے دور کیون جایئے اسی اپنے پیش کردہ مسلم و کافر سے مرکب فرضی اتفاق کو دیکھئے جو اس لئے بھی غیر معتبر ہے کہ حسب اصول شیعہ غیر اسلامی دنیا کافر ہے اور کافر غیر معتبر ہے لہذا غیر اسلامی دنیا غیر معتبر ہے، پس ایسون کا فرضی اتفاق آپ ہی کو مبارک ہو۔

یہ بھی واضح رہے کہ حسب اصول شیعہ غیر اسلامی دنیا مین صرف دہریہ، ہندو، آریہ، یہودی، عیسائی، خارجی، ناصبی، وغیرہ اور وہابی سنی، ہی نہین بلکہ سنی سے شیعہ ہوجانے والے غیر یقینی شیعہ بھی داخل ہین کیونکہ بقول جامع عباسی، سنی اگر شیعہ ہوجائے تو بھی کافر اصلی کا حکم رکھتا ہے، پھر حیرت ہے کہ آپ ترانہ اتفاق کیون سناتے ہین۔

رابعاً معتبر بھی مان لین تو یہ ضروری نہین ہے کہ جو فرد جرم بالاتفاق لگائی جائے وہ ہمیشہ صحیح ہو کرے مثلاً اسی اتفاق کو دیکھئے جو اس لئے غیر صحیح ہے کہ قاتلان حسین شیعہ خود اقبالی مجرم ہین کہ ہم امام حسین کے داعی و قاتل ہین (دیکھو رسالہ قاتلان حسین فصل پنجم) پس شیعون کے اس اعتراف جرم کے بعد غیر مسلم تو الگ رہے خود مسلم کا بھی اتفاق غیر صحیح اور بیکار محض ہے۔

غرض یہ کہ نہ عدم اختلاف و اتفاق مین تلازم ہے، نہ اتفاق ہے، نہ اتفاق معتبر ہے، نہ اتفاق صحیح ہے مگر آپ ہین کہ خواہ مخواہ اتفاق کا وظیفہ پڑھ رہے ہین۔ واللہ اگر آپ سنی ہوتے اور مین ایسا کرتا تو آپ مجھے یہی لکھتے اور بجا لکھتے کہ "اللہ اکبر جن ظالم شیعون نے قتل امام حسین کی فرد جرم اپنے اوپر خود لگا دی ہو اُن اقبالی مجرمون کو بجرم و بے خطا کہنا اور لکھنا بس کافر ہی کا کام ہے"

ترانہ اتفاق کے بعد شیخ صاحب یون افسوس کرتے ہین کہ

"مجھے افسوس ہے کہ یزیدی صاحب نے روز روشن کو شب تار بنانے کی زحمت عبث فرمائی آسان طریقہ تو یہ تھا کہ بربنائے "الولد سر لابیہ" یزید کی خطا کو بھی اجتہادی سے تعبیر کر دیتے چلئے چھٹی ملجاتی ص ۲۶"

شیخ صاحب آپ اب افسوس نہ کرین بلکہ امام باڑہ مین خوشی کے شادیانے بجائین کیونکہ اگر مین نے یزید کی خطا کو خطاے اجتہادی سے تعبیر نہین کیا تو کیا ہوا آپ کے علامہ خلیل قزوینی نے تو "باعث کشتہ شدن ایشان تقصیر شیعہ امامیہ است از تقیہ" لکھکر یون شیعون کی خطا کو خطاے تقیہ سے تعبیر فرما دیا، کہئے اب تو چھٹی ملی:-

افسوس کے بعد شیخ صاحب اپنے مناظرہ دانی کا ثبوت دیتے ہین چنانچہ فرماتے ہین۔

"یزیدی صاحب کا یہ ارشاد کہ (یزید کی صفائی اور خیر خواہی مین شیعون نے کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا) اگر الزاماً[۱] ہوتا تو فی الجملہ اسکی تحقیقات مین بھی مضائقہ نہ تھا لیکن جبکہ یزیدی صاحب خود اسکی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہین کہ (اور یہ ص۲۳ ہی بھی صحیح کیونکہ یزید نے نہ امام حسین کے قتل کا حکم دیا نہ اُن کے قتل پر خوش ہوا) تو دراصل اس کے اقبالی مجرم یزیدی صاحب ہی قرار پاتے ہین جنکا دماغ بغض آل رسول کے مواد خارجی سے دھوان دھار ہو رہا ہے۔ ص ۲۶"

شیخ صاحب نے اول ص ۲۴ پر میری ضروری عبارت کے صرف پہلے حصہ کو ظاہر فرماکر دوسرے حصہ کو چھپا یا تھا چنانچہ صفحہ گزشتہ مین اپنی وہ پوری عبارت نقل کر چکا ہون۔ اب ص ۲۶ پر عبارت کے اُس ظاہر کردہ پہلے حصہ مین بھی یہ تصرف کیا ہے کہ صرف ایک فقرہ نقل کیا ہے اور اس فقرہ مین بھی لفظی تغیر کے علاوہ آپ نے یہ کتر بیونت کی ہے کہ درمیان کا جملہ حذف کرکے اول آخر کے الفاظ کو لیکر ایک جملہ بنا دیا ہے کہ

[۱] شیخ صاحب! یاد رہے کہ اسجگہ بلفظ الزاماً آپ نے اپنے شیعہ ہونے کا صاف اقرار کر لیا ہے ۱۲ منہ

(اور یہ ہے بھی صحیح کیونکہ یزید نے نہ امام حسین کے قتل کا حکم دیا نہ اُن کے قتل پر خوش ہوا) حالانکہ اصل مین یون ہے کہ (اور یہ ہے بھی صحیح کیونکہ یزید کو اپنے والد حضرت معاویہ کی آخری وصیت یاد تھی اسی لئے اس نے امام حسین کو نہ خط لکھکر فریب سے کوفہ بلایا نہ خود پیش قدمی کی نہ قتل کا حکم دیا نہ قتل پر خوش ہوا) پھر اس تغییر اور تحریف در تحریف سے وہ برعکس نتیجہ نکالا جو اُن کی منقولہ عبارت مین مذکور ہے۔ کاش! شیخ صاحب اگر بلا خیانت میری پوری عبارت نقل فرماتے جس کا آخری جملہ یہ ہے کہ (چنانچہ نمونۃً حمایت یزید مین بھی کتب شیعہ کا بعض حوالہ ملاحظہ ہو) اور اس کے بعد دیکھتے کہ مین نے اپنے دعوی کو کتب اہل سنت سے نہین بلکہ صرف کتب شیعہ سے مدلل کیا ہے، تو وہ ایسا غلط نتیجہ نکالنے کی جرأت ہرگز نہ کرتے۔ ورنہ شیخ صاحب ہی فرمائین کہ میرا اپنے دعوی کو کتب شیعہ سے ثابت کرنا اگر یہ اہل سنت کی طرف سے شیعون پر الزام نہین تو اور کیا ہے؟

اس کے بعد شیخ صاحب، یزید کے متعلق کتب شیعہ سے میرے بیان کردہ مذکورہ امور کے رد کی طرف متوجہ ہوتے ہین جو یہ ہین کہ یزید بن معاویہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کو

۱۔ نہ خط لکھکر فریب سے کوفہ بلایا۔

۲۔ نہ خود پیش قدمی کی

۳۔ نہ قتل کا حکم دیا

۴۔ نہ قتل پر خوش ہوا

۵۔ بلکہ رنجیدہ ہوا

۶۔ اور قاتلین پر ناخوش ہوا۔

۷۔ خود رویا

۸۔ اور ماتم کا حکم دیا

۹۔ اہل بیت حسین کی حرمت کی

۱۰۔ اور بڑی عزت سے بحفاظت رخصت کیا۔

چنانچہ ان امور عشرہ کے جواب مین شیخ صاحب مناظرانہ انداز سے بڑے جوش و خروش کے ساتھ صـ ۲۶ پر ارشاد فرماتے ہین کہ

"اب ذرا یزیدی صاحب یہ تو بتائین کہ یزید نے امام حسین سے اپنی بیعت کے لئے ولید

عامل مدینہ کو جو خط لکھا تھا اس کا مضمون کیا تھا اور اگر وہ نہ بتا سکتے ہون تو ہم سے سنین"

پھر بحوالہ "روضۃ الاحباب" رقم فرماتے ہین کہ (جب ولید نے یزید کو خط لکھا کہ حسین نے بیعت سے انکار کیا اور عبداللہ بن زبیر مکہ چلے گئے تو یزید نے بحالت غضب ولید کو جو فرمان بھیجا اس کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ ابن زبیر کی فکر نہ کرو وہ جہان ہون گے میرے عتاب سے محفوظ نہین رہ سکتے لیکن حسین بن علی کا سر جواب خط کے ساتھ میرے پاس بھیجدے اور میری عنایت خاص و منصب عالی کا امیدوار رہ) اس کے بعد لکھتے ہین کہ

پس جبکہ یزید نے حکماً امام حسین کا سر طلب کیا تو پھر اُن کو فریب سے بلانے کی ضرورت ہی کیا باقی رہی - نیز یزید کا یہی حکم اسکی بدترین پیشقدمی اور قتل امام پر دلی رضامندی کا ثبوت ہے" صد ۳۷"-

شیخ صاحب! آپ نے سنایا اور مین نے سنا، ماشاء اللہ چشم بد دور ایک ہی حملہ مین دس کا فیصلہ کردیا لیکن اب مین سُناتا ہون، آپ سُنیئے" چونکہ آپ بھی شیعہ، مصنف روضۃ الاحباب بھی شیعہ، لہذا یزید کی کہانی دشمن کی زبانی پر آپ کے فیصلہ کا خاتمہ بھی بس ایک ہی مصرعہ نے کردیا کہ "ولیکن قلم در کف دشمن است" اگر تفصیلاً سننا ہو تو ملاحظہ ہو -

اولاً میرے جملہ (یزید کی صفائی اور خیر خواہی مین بھی شیعون نے کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا) کے متعلق آپ کے فقرہ (اگر الزاماً ہوتا تو فی الجملہ اسکی تحقیقات مین بھی مضائقہ نہ تھا) سے چونکہ صاف ظاہر ہے کہ آپ میری تحریر کے الزاماً ہونے اور خود تحقیقات لکھنے سے منکر ہین لہذا فرمائیے، میرے جواب مین آپ کی تحریر تحقیقاً ہے یا الزاماً یا بطور دفع الزام کے - اگر تحقیقاً ہے تو آپ کا اس سے انکار کرنا اور بمقابلہ خصم روضۃ الاحباب کو پیش کرنا دونون بیکار ہے - اور اگر الزاماً ہے تو چونکہ مدمقابل کو اس کے مسلمات سے الزام دیا جاتا ہے نہ کہ اپنے مسلمات سے، لہذا آپ کا روضۃ الاحباب سے مجھے الزام دینا خلاف داب مناظرہ ہے - ہان اگر بطور دفع الزام کے ہے تو فرمائیے جبکہ بقول آپ کے میری تحریر الزاماً نہین ہے تو آپ کی طرف سے دفع الزام چہ معنی ؟

ثانیاً اصل یہ ہے کہ میری تحریر الزاماً اور آپ کی تحریر بطور دفع الزام کے ہے، مجھے لازم ہے کہ آپ کے مسلمات سے آپ کو الزام دون - آپ کا فرض ہے کہ جواب مین اگر الزام صحیح ہو تو قبول فرمائین ورنہ اپنے

مسلمات سے اس کو دفع کرین۔ پھر جواب الجواب مین مجھے چاہیئے کہ اگر الزام غلط ہو تو واپس لون ورنہ آپکے مسلمات سے اس کو تقویت دون۔ یہی قاعدہ ہے جسکی شروع مین مین نے پابندی کی اور اب جواب الجواب مین بھی اُسی پر عمل کر رہا ہون مگر آپ کی روش بالکل اس کے خلاف ہے کہ شیعون پر انھین کے مسلمات سے میر قائم کردہ الزام کو کتب شیعہ سے دفع کرنے کے بجائے کتب اہل سنت سے دفع کرتے ہین۔ مثلاً یزید ہی کے متعلق دیکھیئے دفع الزام کے لئے آپ نے روضۃ الاحباب کے سوا ساری کتابین سنیون کی پیش کی ہے جو آپ کے مناظرہ دانی کی بین دلیل ہے۔

ثالثاً روضۃ الاحباب کی منقولہ عبارت سے بھی بدو وجہ الزام دفع نہین ہوتا۔ ایک اسلیئے کہ رسالہ "دوسرے صاعقہ" کے صد ۱۹ مین پسِ پردہ جسطرح آپ نے یہ سمجھایا ہے کہ (جبکہ بڑی بڑی مستند کتابون مین جن کے حوالے البلاء المبین مین دیئے گئے ہین مضمون مابہ البحث موجود ہے تو اصل مقصود کو کوئی ضرر نہین پہونچتا) بالکل اسی طرح میری طرف سے بھی یہان سمجھ لیجیئے کہ (جبکہ بڑی بڑی مستند کتابون مین جن کے حوالے "قاتلان حسین" مین دیئے گئے ہین مضمون مابہ البحث موجود ہے تو اصل مقصود کو کوئی ضرر نہین پہونچتا) دوسرے اس لئے کہ جب یہ واقعہ ہے کہ وفات امیر معاویہ اور بیعت یزید کے متعلق جسدن ولید کے پاس یزید کا پہلا خط آیا، اس سے مطلع ہو کر عبد اللہ بن زبیر اسیدن رات مین اور امام حسین اُس کے دوسرے دن شب مین چھپکر مدینہ سے مکہ تشریف لے گئے تو دو ہی صورت ہے ولید نے یزید کو امام حسین کے مکہ جانے سے پہلے خط لکھا یا بعد کو۔ پہلے لکھنا غلط ہے۔ کیونکہ ہنوز نہ امام حسین نے بیعت یزید سے صاف انکار کیا تھا نہ ولید کو اس امر سے بالکل مایوسی ہوئی تھی اور اگر بعد کو لکھا تو یہ صحیح ہے جیسا کہ دیگر تاریخون مین مذکور ہے کہ پھر یزید کی طرف سے ولید کی معزولی کا پروانہ آیا مگر یہ قطعاً غلط اور بالکل مہمل بات ہے کہ یزید نے ولید کو دوسرا خط لکھا کہ جواب مین امام حسین کا سر کاٹ کر بھیجدو، کیونکہ اب تو امام حسین مدینہ مین نہین مکہ مین تھے، لہذا یزید اگر ایسا خط لکھتا تو عامل مکہ کو لکھتا نہ کہ عامل مدینہ کو، لیکن اُس نے ایسا خط عامل مکہ کو بھی نہین لکھا۔ پس آپ کا منقولہ غلط روایت روضۃ الاحباب سے دفع الزام کرنا محض سفسطہ ہے اور شیعون پر میرے قائم کردہ الزامات بدستور نہایت مضبوطی سے قائم ہین۔ نتیجہ یہ کہ بروایات شیعہ حضرت معاویہ کی طرح یزید کا بھی دامن امام حسین کے خون ناحق سے پاک ہے اور کتب اہل سنت سے آپ نے

جو کچھ پیش کیا ہے وہ سب خلاف اصول اور بے سود ہے لہذا مین بھی اس بحث کو یہین ختم کرکے آگے بڑھتا ہون۔

ناظرین! مین نے رسالہ قاتلان حسین مین دو جگہ یہ لکھا تھا کہ

اہل تشیع کی طرف سے اس سلسلہ مین ابن زیاد، عمر بن سعد، شمر ذی الجوشن کا بھی نام لیا جاتا ہے جن کے متعلق یہ عرض ہے کہ شیعون کے نزدیک اگر یہ تینون شیعہ ہین تو ہمارے اس دعوے کی کہ "قاتلان حسین شیعہ تھے" مزید تائید و تصدیق ہوئی اور اگر سنی ہین تو حسب کتب شیعہ بقرائن صحیحہ یہ ہر سہ شخص بھی جرم قتل حسین سے بری ہین" صـ۱۰ -

یزید، ابن زیاد، ابن سعد، شمر کا سُنّی اور غیر قاتل حسین ہونا جیسا کہ تمہید مین گزرا اگر اہل تشیع کو منظور و مقبول نہین ہے اور اُن کو شیعہ ہی کہنے پر مصر ہین (چنانچہ اسپر بھی حسب کتب شیعہ ہمارے پاس دلائل موجود ہین) تو ان چارون کو بھی اسی سلسلہ مین منسلک کرلین" صـ۵۲ -

اس سے صاف ظاہر ہے کہ میرا یہ یکطرفہ دعوی کہ سنی اور خون حسین سے بری ہین، صرف حضرت امیر معاویہ کے متعلق تھا، اور یزید، ابن زیاد، ابن سعد، شمر کی بابت شیعون کو اختیار دیا تھا کہ وہ ان کو چاہے سنی سمجھین یا شیعہ۔ اگر شیعہ سمجھین گے تو میرا دعوی (قاتلان حسین کا شیعہ ہو) ثابت ہے اور سنی کہینگے تو حسب کتب شیعہ ان کے لئے بھی خون حسین سے بری ہونے کے قرائن موجود ہین، مگر شیخ صاحب نے اپنے رسالۂ "قاتلان حسین پر نفرین" مین اس تفریق کو چھپانے کی کوشش کی اور سب کو اسطرح لکھا کہ گویا مین نے حضرت امیر معاویہ کی طرح ہر ایک کے متعلق خون حسین سے بری ہونے کا یکطرفہ دعوی کیا ہے حالانکہ یہ بڑی خلاف دیانت بات ہے۔

شیخ صاحب، آپ کا فرض تھا کہ جب رد کرنے بیٹھے تھے تو اول اُن کے سنی یا شیعہ ہونے کا انکار یا اقرار کرتے پھر اصولا اس کے متعلق جو کچھ لکھنا تھا لکھتے مگر افسوس کہ آپ نے ایسا نہ کیا تاکہ دلائل سے تہی دستی کے باعث سنی کے مقابلہ مین بار ثبوت لیکر ندامت نہ اٹھانی پڑے لیکن اس کو کیا کیجئے گا کہ ندامت لازمۂ شیعیت ہے۔ خیر جس طرح مین نے یہ سمجھکر کہ شیعہ، انھین شاید سنی سمجھتے ہین، رسالۂ

قاتلان حسین مین حسب کتب شیعہ خون حسین سے بری لکھا تھا اسی طرح رسالہ دشمنان حسین مین بھی یزید کی بابت آپ کا جواب دیچکا ہون جس کے متعلق شروع مین آپ خواہ مخواہ لکھ آئے ہین کہ (معلوم نہین کہ یزیدی مولوی صاحب نے یزید کو اپنی طرح کا اہلسنت بنایا ہے یا عام اہل سنت کو اُس کا ہم مشرب قرار دیا ہے صے) اور بقیہ کے متعلق اب سنیے -

ابن زیاد

(۱) عبید اللہ بن زیاد کوئی غیر نہ تھا، حضور صلعم اس کے پھوپھا اور جناب امیر و امام حسین اس کے رشتہ دار تھے چنانچہ کربلا مین جب قیس بن الاشعث نے کہا کہ "تم اپنے چچا زیاد کے لڑکے عبید اللہ کے حکم کی کیون اطاعت نہین کرتے وہ تمھاری بُرائی کا خواہان نہ ہوگا۔" ابن خلدون مترجم صفحہ ۱۱۴ ج ۵) تو امام حسین نے جواب مین گو ابن زیاد کی اطاعت کرنے سے انکار فرمایا مگر اس کے رشتہ دار ہونے کا انکار نہین کیا -

(۲) یہ اپنے باپ زیاد اور اپنے دادا ابوسفیان کی طرح مسلمان بھی تھا چنانچہ حضرت مسلم بن عقیل جب ہانی رئیس کوفہ کے گھر مین روپوش ہوئے جہان شریک کی عیادت کے لئے ابن زیاد آیا اور واپس گیا، شریک نے کہا آپ نے اُس کو ایسے موقع پر قتل کیون نہ کر دیا تو حضرت مسلم نے ایک وجہ یہ بھی بیان فرمائی کہ حضور صلعم سے حضرت علی نے روایت کی ہے کہ " ان الایمان قید الفتك فلا یفتك مومن بمومن" یعنے " ایمان خونریزی سے مانع ہے اسی لئے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا خون نہین بہاتا" ابن خلدون مترجم صفحہ ۱۸ ج ۵ -

(۳) ابن زیاد اپنے باپ[۱] اور دا کی طرح جناب امیر وغیرہ کا خیر خواہ بھی تھا - اس کے بعض قرائن مین رسالہ قاتلان حسین لکھ چکا ہون اور بعض یہ ہین - مثلاً حضرت مسلم نے جب ابن سعد سے آخری وصیت کی کہ "حسین کے پاس کسی کو بھیجدینا کہ وہ کوفہ مین نہ آئین" تو یہ سنکر ابن زیاد نے کہا" اگر وہ میری طرف آنے کا ارادہ نہ کرین گے تو مین بھی اُن کا قصد نہ کرون گا (ایضاً صفحہ ۹۸ ج ۵) اسی طرح شہادت امام سے تین روز پیشتر کا واقعہ ہے کہ جب ابن سعد نے ابن زیاد کو لکھا کہ " بعد حمد وثنا کے واضح ہو کہ

[۱] عبید اللہ کا باپ زیاد باوجود اموی ہونے کے مع اپنے ۱۸ فرزندون کے جناب امیر کا ایسا خیر خواہ تھا کہ جناب امیر کے جوش حمایت مین ایک مرتبہ امیر معاویہ کو جواب مین لکھا تھا کہ " ہمارے تمھارے درمیان علی بن ابیطالب ہین خدا کی قسم اگر میرے نزدیک تمہارا گزر ہو جاے تو تم مجھے سرخ اور تلوار سے مارنے والا پاؤ گے (کتاب المعارف اردو صفحہ ۲۱۳ مطبوعہ مطبع آسی پریس لکھنؤ) ۱۲

اللہ تعالی نے آتش فتنہ کو فرو کر دیا اور اختلاف کو دفع کر کے سبھوں مین اتفاق پیدا کر دیا ہے حسین نے یہ درخواستین پیش کی ہین کہ یا تو وہ جہان سے آئے ہین واپس کر دیئے جائین۔ یا جس سرحد کی طرف ہم چاہین اون کو بھیجدین دیا ہم اُن کو امیر المومنین یزید کے پاس بھیجدین تاکہ اُن کی بیعت کرین اس مین تمھاری خوشنودی اور امت محمدیہ کی رضامندی ہے (تو) ابن زیاد نے خط پڑھکر کہا مین اس کو منظور کرتا ہون[ف۱] یہ خط ایسے شخص کا ہے جو امیر رعیت کا ناصح شفق ہے (ایضاً صفحہ ۱۰۴ [ف۲]) اسی ابن زیاد کو شیخ صاحب نے منھ بھر بھر کر حسب ذیل گالیان دی ہین۔

شمار	صفحہ	سطر	گالی	کیفیت
۱	۳۱	۱۷	بدنہاد	یہ گالی متعدد جگہ دیگئی ہے
۲	۳۲	۱	لعین بن لعین	باپ کو بھی گالی دی ہے
۳	۳۳	۱۱	شقاوت نہاد شدید ترین مبغض آل رسول	.
۴	۳۳	۱۱	دشمن اولاد بتول	.
۵	۳۴	۱۷	شقی ازلی	.
۶	۳۵	۱	مردود	.
۷	۳۷	۸	ہمزاد شداد	.
۸	۳۷	۱۰	مایہ فساد	.
۹	۳۸	۲	الالعنۃ اللہ علی ابن زیاد	.
۱۰	۶۲	۱۶	مرتد	.

ف۱ پھر ابن زیاد نے اسپر عمل کیون نہ کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ خود امام حسین کے قریبی رشتہ دارون یا شیعون نے اس کو بہکا دیا ورنہ وہ ضرور عمل کرتا ۱۲ ف۲ مجھپر یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ میرے مقابلہ مین تم کتب اہل سنت کیون پیش کرتے ہو کیونکہ میری حیثیت تو صرف سنی ہونے کی ہے مگر شیخ صاحب میرے مقابلہ مین محقق اور سنی اور شیعہ تینون بنتے ہین جیسا کہ خود اُن کی تحریر سے ظاہر ہے اور جسکی طرف مین نے بھی کہین کہین اشارہ کر دیا ہے پس مجھے حق ہے کہ مین انکے سامنے سب کچھ پیش کرون لیکن انھین یہ حق نہین ہے ۱۲

افسوس! شیخ صاحب نے گالی دیتے وقت یہ خیال بھی نہ فرمایا کہ ابن زیاد اگر فی الواقع ایسا ہی ہوتا جیسا کہ اُن کا گمان ہے تو جناب امیر عالم النفیب ہو کر اس کو اور اس کے باپ و نیز دیگر بھائیون کو اپنا حامی و مددگا رسمجھکر اُن کے ساتھ نیک برتاؤ ہر گز نہ کرتے اور اگر با وجود اس کے خواہ مخواہ ردہی کرنا منظور تھا تو تو وہ بلا اس سب و شتم کے بھی ہو سکتا تھا مگر ایسا نہ کیا:-

مین نے رسالہ قاتلانِ حسین مین اسی ابن زیاد کے متعلق خون حسین سے بری ہونے پر کتب شیعہ سے پہلا قرینہ یہ پیش کیا تھا کہ (ابن زیاد دشمن آل رسول نہ تھا ورنہ مسلم کے لڑکون کے سر کی تعظیم و تکریم نہ کرتا نہ قاتل کو انعام و اکرام سے محروم کر کے قتل کراتا اور نہ اسکو بلفظ لعین یاد کرتا صلا) اس پر شیخ صاحب فرماتے ہین کہ یہ

اس برہان قاطع کی بنا پر مطلقاً مردود ہے کہ خود ابن زیاد ہی نے حضرت مسلم کو بھی قتل کرایا تھا اور اُن کے صاحبزادون کو بھی ص۳۴"

پھر اس کی تائید مین تاریخ کامل ابن اثیر اور سر الشہادتین کی عبارت نقل فرما کر لکھتے ہین (پس قابل غور ہے کہ جس شقی ازلی نے خود حضرت مسلم کے صاحبزادون کو قتل کرایا ہو وہ مردود اُن کے قاتل کی نسبت قتل کا حکم کس بنیاد پر دینے لگا تھا) اس کے جواب مین عرض ہے کہ

اولاً مین نے تو قرینہ لکھا تھا' آپ نے اسکو دلیل بنا دیا' کیا جناب کے نزدیک قرینہ اور دلیل دونون ایک چیز ہین؟

ثانیاً مین نے جب آپ ہی کے مذہب کی کتاب خلاصۃ المصائب سے واقعہ نقل کر کے نتیجہ نکالا ہے تو آپ کا فرض تھا کہ اس الزام کو اپنی کتابون سے دفع کرتے نہ کہ اُن کتابون سے کہ جنھین آپ اہل سنت کی سمجھتے ہین۔

ثالثاً ہم تو اسی کو نہین تسلیم کرتے کہ حضرت مسلم اپنے دو چھوٹے بچون کو ساتھ لے گئے تھے پھر ابن زیاد کا ان دونون کو قتل کرنے کا کیا ذکر ہے۔ چنانچہ تاریخ ابن خلدون مین اس کا مطلق ذکر نہین ہے پس تاریخ کامل مین یہ غلط لکھا ہے کہ ابن زیاد نے حضرت مسلم کے دونون بچون کو بھی قتل کرایا۔ آپ خود ذرا درایتاً بھی اسپر غور کیجئے۔ ایک تو ایسا دشوار گزار راستہ کہ شدت تشنگی سے دونون رہبر راستہ ہی مین مر گئے اور حضرت مسلم بمشکل پانی تک پہونچ سکے' دوسرے کوفہ کا جانا ابھی محض امتحاناً تھا''

ایسی حالت مین حضرت مسلم کا دو معصوم بچون کو ساتھ لیکر سفر کرنا بالکل خلاف عقل بات ہے، اسپر ایک قرینہ اور بھی ہے کہ حضرت مسلم کے بڑے اور جوان لڑکے بھی موجود تھے جو بعد کو امام حسین کے ساتھ گئے تھے، جب ان کو ساتھ نہ لے گئے جو مصیبت کے وقت کام آنے کے لائق تھے تو معصوم بچون کو کیون لیجانے لگے جو ایسے موقع پر اور بھی وبال جان ہوتے - ہان آپ مانتے ہین اور آپ کے کتب شیعہ مین لکھا ہے لہذا میرا بیان کردہ قرینہ آپ کے تسلیم پر مبنی ہے جس کا آپ کے پاس کچھ جواب نہین -

دوسرا قرینہ مین نے خلاصۃ المصائب سے ایک واقعہ نقل کرکے یہ پیش کیا تھا کہ (ابن زیاد اگر امام حسین کا دشمن ہوتا یا اُن کے قتل کا حکم دیتا یا قتل پر راضی ہوتا تو یہ کب ممکن تھا کہ قاتلِ امام حسین کو بجاے انعام واکرام کے بری طرح قتل کراتا - صـ۱۱) اسپر آپ رقمطراز ہین کہ یہ

"اُن تمام روایات صحیحہ ثابتہ کے بالکل خلاف اور برعکس ہے جو مستند سے زیادہ مستند اور معتبر سے زیادہ معتبر کتب حدیثیہ وتاریخیہ مین مروی و مذکور ہین صـ۳۵"

پھر اسکی تائید مین جناب نے اسد الغابہ، عمدۃ القاری، تاریخ کبیر طبری اور تاریخ کامل کی عبارت نقل فرماکر مجھے بلفظ یزیدی مخاطب کرکے تبرا گوئی کا حق ادا کیا ہے - جناب سے یہ تو ہو نہ سکا کہ کتب شیعہ سے الزام دفع کرتے - ہان یہ البتہ کیا کہ خلاصۃ المصائب اور اُس سے نقل کئے ہوے واقعہ کو بجاے غیر معتبر کہنے کے اپنے پیش کردہ کتب اہل سنت کے مقابلہ مین گو کم سہی لیکن ایک حدتک معتبر فرماکر لزوماً قرینہ مذکورہ کو بھی اسی حدتک خود ہی صحیح مان گئے - شاباش -

پیچیدگیٔ شیوۂ گفتار کیا کہون   کہنا اگر نہین ہے تو کہتے ہین خیر ہے

اسپر بھی جناب کا مجھے یہ فرمانا کہ کیون یزیدی صاحب

کیا اسی ابن زیاد ہمزاد شداد کی نسبت آپ نے کسی سُنی یا شیعہ کا یہ بیہودہ قول پیش کیا ہے

کیا اسی ابن زیاد مایۂ فساد کی صفائی اور خیر خواہی کا آپ دم بھر رہے ہین -

کیا اسی ابن زیاد بدنہاد کو آپ نے دشمن آل رسول نہ ہونے کا سرٹیفکٹ دیا ہے صـ۳۶"

دن کو رات اور سفید کو سیاہ بنانے سے بھی بڑھکر وہ طرفہ تماشہ اور آپ کی تحقیق کا ایسا نادر واقعہ ہے جسپر بے ساختہ بس یہ شعر پڑھنے کو جی چاہتا ہے کہ ؎

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے   دے آدمی کو موت پہ یہ بدادا نہ دے

تیسرا قرینہ مین نے یہ پیش کیا تھا کہ "جب اہل بیت حسین کوفہ مین ابن زیاد کے سامنے پیش ہوئے تو امام زین العابدین اور مستورات کو اس نے قتل نہین کیا بلکہ دمشق مین یزید کے پاس زندہ بھیجدیا اگر ابن زیاد آل رسول کے خون کا پیاسا ہوتا تو ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑتا اور وہین سب کا خاتمہ کردیتا۔ صلا) ایس پر شیخ صاحب نے اول مجھپر تبرا لکھکر اپنا مذہبی فریضہ ادا کرکے ثواب حاصل کیا ہے' پھر یہ دعا دی ہے کہ (مین دل سے دعا کرتا ہون کہ خداے عادل' ابن زیاد کے اعمال کی جزا مین یزیدی صاحب کو بھی نمایان حصہ دے ۔ صلا ۳۹) اس کے بعد بحوالہ تاریخ ابو الفدا زیاد کا ولد الزنا ہونا بیان کیا ہے تاکہ ضمناً حضور صلعم کے خسر حضرت ابوسفیان پر بھی طعن و تبرا ہو جائے جس کا جواب سابقاً گزر چکا ہے اور آخر مین یہ دعوی کیا ہے کہ حب علی کا نہ ہونا ولد الزنا ہونے کی دلیل ہے جسکی تائید مین اسنی المطالب کی عبارت نقل کی ہے۔

لیکن مین حیران ہون کہ جس واقعہ کی بنا پر مین نے قرینہ بیان کرکے شیعون پر الزام قائم کیا ہے' شیخ صاحب کے ان پیش کردہ امور اربعہ سے وہ کیونکر دفع ہوتا ہے ۔ لو فرضنا زیاد ولد الزنا تھا تو ابن زیاد تو ولد الزنا نہ تھا ۔ یہ کہان کا کلیہ قاعدہ ہے کہ اگر باپ ولد الزنا ہو تو اس کا بیٹا بھی ولد الزنا ہوتا ہے؟ غالباً یہ بات شیخ صاحب کو بھی کھٹکی، شائد اسی لئے ان کو ابن زیاد کو ولد الزنا ثابت کرنے کیلئے یہ دوسری دلیل بیان کرنی پڑی کہ جو لوگ ہیئت کذائیہ پیدا ہوئے ہون وہ ہرگز علی اور ان کی اولاد کے دوست نہین ہو سکتے صلا ۴۱ "کسی کے ولد الزنا ہونے پر کبھی یہ دلیل فرض کرنا کہ اسکا باپ ولد الزنا ہے کبھی یہ دلیل بیان کرنا کہ وہ محب علی نہین ہے ۔ یہ اختلاف بیانی نہ معلوم کس پریشانی پر مبنی ہے

اگر یہ سچ ہے کہ جو محب علی نہین وہ ولد الزنا ہے تو جو نبی کا محب نہ ہوگا وہ بدرجۂ اولی ولد الزنا ہوگا تو کیا شیخ صاحب اس بنا پر ابولہب کو ولد الزنا مان کر جناب امیر کے دادا کو نعوذ باللہ زانی قرار دین گے؟ علاوہ ازین خود شیخ صاحب اور ان جیسے تمام غیر پشتینی جدید شیعون کی خیریت نہین کیونکہ وہ سنی سے شیعہ ہوے ہین اور بزعم شیعہ' سنی محب علی نہین ہوتے پس نتیجہ صاف ظاہر ہے ۔

اصل یہ ہے کہ نہ محب علی ہونا ولد الزنا ہونے کی دلیل ہے نہ کتاب اسنی المطالب کوئی معتبر کتاب ہے نہ ابن زیاد ولد الزنا ہے اور مین نے جو واقعہ اور اسکی بنا پر جو قرینہ پیش کیا ہے وہ بلا غبار ہے اور شیخ صاحب نے جوش حمایت مذہب شیعہ مین جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ سب طول فضول ہے ۔

ابن سعد	یعنی عمر و بن سعد بن ابی وقاص، حضور صلعم کے مامون زاد بھائی اور امام حسین کے قریبی رشتہ دار تھے اور حضرت مسلم نے تو انھین خود اپنا ہمقوم اور عزیز دار

فرمایا ہے (ابن خلدون مترجم صہ ۵۸) یہ ابن سعد مسلمان اور امام حسین کے خیر خواہ تھے جنھیں شیخ صاحب نے جوش حمایت قاتلان حسین میں حسب ذیل صلواتیں سنائی ہیں -

شمار	صفحہ	سطر	گالی	کیفیت
۱	۴۳	۱۵	نحس	کئی جگہ
۲	۴۴	۱	منافقانہ اور مکارانہ	رر
۳	۴۴	۱۲	برزبان تسبیح و در دل گاؤ خر کا عامل تھا	۔
۴	۵۲	۸	بدبخت	کئی جگہ

میں نے قاتلان حسین میں اسی ابن سعد کے متعلق کتب شیعہ سے واقعات کو نقل کرکے پانچ قرینہ اس امر پر پیش کیا تھا کہ ابن سعد خون حسین سے بری ہیں - چنانچہ پہلا قرینہ یہ تھا کہ (معلوم ہوا کہ ابن سعد کے دل میں امام کی عظمت و وقعت تھی (ورنہ سرداری فوج سے) انکار نہ کرتا اور بعد کو سرداری قبول کرنے کی وجہ امام کی دشمنی نہ تھی بلکہ صرف رے کی حکومت کی طمع تھی - صہ ۱۱) اس کو شیخ صاحب نے

بگاڑ کر یوں نقل کیا ہے کہ (اس سے معلوم ہوا کہ سرداری قبول کرنے کی وجہ امام کی دشمنی نہ تھی بلکہ صرف رے کی حکومت کی طرح تھی) پھر اسپر یوں رقمطراز ہیں کہ

واللہ یزیدی صاحب کا یہ کیا خوب فتویٰ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دشمنی سے قتل نکرے بلکہ حصول منصب و جاگیر کی طمع میں قتل کرے تو وہ جرم قتل سے بری ہے - یا یہ کہ اگر کوئی شخص دشمنی کی راہ سے نہیں بلکہ اپنے حظ نفس کے لئے کسی کی گردن مثلاً یزیدی صاحب ہی کی مار دے تو وہ مجرم قرار نہیں پا سکتا صہ ۴۲ "

شیخ صاحب کو اپنے منصب کا خوب لحاظ ہے کہ بجائے دفع الزام کے مجھپر اعتراض کرنے لگے اور اعتراض بھی وہ جو میری عبارت میں اُن کی تحریف کا نتیجہ ہے ورنہ ناسخ التواریخ میں لکھے ہوئے جس واقعہ کے بنا پر میں نے قرینہ پیش کیا ہے - وہ شیخ صاحب کے رد کے لئے خود ہی کافی ہے کیونکہ سرداری اور قتل نہ دونوں ایک چیز ہیں نہ ایک دوسرے کو لازم ہے اور اسجگہ سرداری کا ذکر ہے نہ کہ قتل کا اور سرداری کے

متعلق اَول رد ہے - پھر قبول ہے، ہر دو فعل جداگانہ ہین اور ابن سعد نے دونون فعل کیا - مین نے اس فعل کی رد کی وجہ عظمت و وقعت کو اور فعل قبول کا سبب طمع حکومت کو قرار دیا جو بلحاظ واقعہ بالکل قرین قیاس ہے مگر شیخ صاحب نے نہ واقعہ پر غور کیا نہ میری عبارت کو محفوظ رکھا اور خواہ مخواہ انصاف و دیانت کا اسطرح خون کیا کہ ابن سعد کے "قبول سرداری" کو "جرم قتل" بناکر اس کی وجہ "دشمنی" کو قرار دیا - پھر اپنے ہی خیالی پلاؤ کو یزیدی سمجھکر اُسپر اعتراض جڑ دیا اور اس کو مشہور کر دیا کہ رسالہ قاتلان حسین کا جواب ہے -

لاحول ولا قوۃ :-

دوسرا قرینہ یہ تھا کہ (ظاہر ہے کہ ابن سعد کو اگر یہی منظور ہوتا کہ امام قتل کیے جائین تو وہ کثیر بن عبداللہ سے یہ کبھی نہ کہتا کہ مجھے ان کا قتل کرنا منظور نہین ہے ص۱۱) اسپر شیخ صاحب پہلی بات یہ فرماتے ہین کہ

اولاً یزیدی صاحب نے ناسخ التواریخ کی عبارت مین معنوی تحریف کر کے یہ غلط لکھا ہے کہ ابن سعد نے کہا آخری بات (یعنی قتل حسین) مجھکو منظور نہین ہے کیونکہ ناسخ التواریخ کے الفاظ یہ ہین "ابن سعد گفت من ترا کشتن نمی فرمایم از جانب ما رسول باش - حسین را بگوئے چرا باین سوے شتافتی"

پس معلوم نہین یزیدی صاحب نے ابن سعد کا یہ قول کہ "حسین کا قتل مجھکو منظور نہین ہے" خود گڑھ لیا یا دروغ گویان پاٹا نالہ سے حاصل کیا ص۴۳"

حالانکہ مین نے نہ ناسخ التواریخ کی عبارت نقل کی نہ اس کا لفظی ترجمہ کیا بلکہ اپنے الفاظ مین اس کا صرف حاصل ترجمہ یا خلاصہ مطلب لکھا ہے اور بالکل صحیح لکھا ہے کیونکہ دو ہی صورت ہے، ابن سعد کا امام کو قتل کرنا منظور تھا یا نہین، اگر منظور تھا تو اس کو کثیر سے "من ترا کشتن می فرمایم" کہنا چاہیئے تھا نہ کہ "من ترا کشتن نمی فرمایم" اور اگر منظور نہین تھا تو مین نے اس کا مطلب "آخری بات یا حسین کا قتل مجھکو منظور نہین" اگر بیان کیا تو اس مین تحریف کہان ہوئی اور مین نے کیا بُرا کیا جو آپ بڑے تہذیب سے ترنم ریز ہین کہ "خود گڑھ لیا یا دروغ گویانِ پاٹا نالہ سے حاصل کیا" آپ ہی فرمائین اگر دوسرا کوئی جناب کے صاعقہ والے ابو شکور صاحب کو لکھتا کہ "خود گڑھ لیا یا دروغگویان پریاوان سے حاصل کیا" تو آپ کیا فرماتے ؟

شیخ صاحب دوسری بات یہ لکھتے ہین کہ

ثانیاً اگر بفرض محال تھوڑی دیر کے لئے مان لیا جائے کہ ابن سعد نحس نے یہی کہا تھا کہ "حسین کا قتل مجھے منظور نہین ہے" تو بمصداق یقولون مالا یفعلون اس کا یہ کہنا محض منافقانہ اور مکارانہ تھا اس لئے کہ اگر اس کو امام حسین کا قتل منظور نہ تھا تو بالآخر وہ اُن کے قتل کا باعث کیون ہوا جیسا کہ دنیا جانتی ہے اور عنقریب یزیدی صاحب بھی واقف ہو جائین گے صفحہ ۴۳ و ۴۴"۔

افسوس کہ شیخ صاحب نے "منافقانہ اور مکارانہ" کا دعویٰ تو نقد کر دیا لیکن اسکی دلیل "قتل کا باعث ہوا" کو جانے کیون اُدھار ہی رکھا اور یہ خیال نہ فرمایا کہ مکار و منافق کو مکر و نفاق کی ضرورت غیرون مین ہوتی ہے نہ کہ اپنون مین دنیا سے مراد اگر شیعہ ہین تو آپ بھی شیعہ ہین، پھر مہر سکوت کیون، کچھ تو فرمایئے ابن سعد کے قلبی کیفیت کے متعلق جناب پر کیا وحی نازل ہوئی ہے؟ اور اگر غیر شیعہ مراد ہین تو اس کا ایک فرد مین بھی ہون پھر اس سے مجھے خارج کرنا چہ معنی؟ رہا آپ کا یہ فرمانا کہ "عنقریب یزیدی صاحب بھی واقف ہو جائین گے" تو اس کے جواب مین بصد ادب عرض ہے کہ

مجھکو معلوم ہے وعدے کی حقیقت لیے شیخ دل کے بہلانے کو لیکن یہ خیال اچھا ہے

تیسرا قرینہ یہ تھا کہ (اگر ابن سعد خون امام کا پیاسا ہوتا تو محاربۂ امام حسین سے نجات کی امید کا اظہار ہرگز نہ کرتا کیا یہ کلمہ کسی دشمن آل رسول کی زبان سے نکل سکتا ہے؟ نہین اور ہرگز نہین صـ۱۲)

شیخ صاحب نے اسپر بھی پہلے اور دوسرے قرینہ کی طرح کوئی منقولی بات نہین ارشاد فرمایا۔ صرف معقولی بات پر قناعت کی کہ

ابن سعد بھی یزیدی صاحب کی طرح" برزبان تسبیح و در دل گاؤ خر" کا عامل تھا اور جسطرح رسالہ قاتلان حسین کی تالیف سے یزیدی صاحب کی غرض و غایت قاتلانِ حسین کی تفتیش نہین ہے بلکہ اصل مجرمون کی پردہ پوشی منظور ہے اسی طرح ابن سعد نحس کے مکارانہ اقوال کا نفس مقصود بھی ٹٹی کے آڑ مین مظلومان کربلا کا شکار تھا کما سیظہر انشاء اللہ تعالی" صـ۴۴ و ۴۵

شیخ صاحب نے بالفاظ دیگر یہ وہی بات پھر کہدی ہے جو دوسرے قرینہ کے متعلق کہہ چکے ہین جسکا جواب گزر چکا ہے، رہا سب و شتم تو اُس کے جواب مین اس کے سوا اور کیا عرض کرون کہ ؎

۹۴

بیا ساقیا من جہا می کنم　　تو دشنام دہ من دعامی کنم

چوتھا قرینہ یہ تھا کہ (ابن سعد اگر فی الواقع دشمن حسین ہوتا تو وہ شمر کو بد دعا ہرگز نہ دیتا صـ۱۲) جناب شیخ صاحب اسپر پہلی بات یہ تحریر فرماتے ہین کہ

اولاً اگر ابن سعد نے شمر سے یہی کہا تھا کہ خدا تجھے بدترین جزا دے صلح نہ ہونے دی تو یہ اسکی مکاری تھی جیسا کہ ابھی مکرظاہر کیا جاچکا ہے' صـ۴۵

حالانکہ دوسرے اور تیسرے قرینہ پر اعتراض مین بلفظ (عنقریب واقف ہو جائینگے اور سیظہر) آپ نے آئندہ کے متعلق صرف وعدہ کیا ہے' پھر اس کو یہ لکھنا کہ "مکر ظاہر کیا جاچکا ہے" اگر جھوٹ نہین تو اور کیا ہے ؟ اس کے بعد دوسری بات یہ لکھتے ہین کہ۔

ثانیاً صلح نہ ہونے دی" کی روایت جو یزیدی صاحب نے پیش کی وہ بالکل خلاف درایت ہے صحیح روایتون مین یہ الفاظ نہین ہین کہ تو نے صلح نہ ہونے دی چنانچہ روضۃ الاحباب مین ہے" صـ۴۶ -

شیخ صاحب آپ نے دعوی تو خلاف درایت کا کیا مگر ثبوت مین بجائے درایت کے روایت پیش فرمادیا واضح رہے کہ میرا قرینہ جلاء العیون مجلسی کی روایت پر اور آپ کا دعوی روضۃ الاحباب کی عبارت پر مبنی ہے اور ملا باقر مجلسی و صاحب روضۃ الاحباب گو دونون شیعہ ہین لیکن شیعی دنیا مین جو رتبہ علامہ مجلسی اور ان کی تصانیف کو حاصل ہے وہ صاحب روضۃ الاحباب کو ہرگز نصیب نہین لہذا تا وقتیکہ آپ کوئی معقول وجہ میرے پیش کردہ روایت کے غلط اور اپنے نقل کردہ روایت کے صحیح ہونے کی نہ پیش کرین جلاء العیون مجلسی کی روایت کو صحیح مان کر آپ کو اقرار کرنا پڑے گا' کہ ابن سعد امام حسین کا دشمن ہرگز نہین تھا۔

پانچوان قرینہ یہ تھا کہ (ثابت ہوا کہ امام کے ساتھ جنگ کرنے پر ابن سعد ہرگز راضی نہ تھا بلکہ مجبور تھا اور حسب خط ابن زیاد بنام امام مجبوری اس لئے نہ تھی کہ ابن زیاد راضی نہ تھا بلکہ اس لئے تھی کہ امام نے جنگ ہی کی صورت اختیار کی' پس ابن زیاد کو امام کا قاتل کہنا صریحاً زبردستی ہے صـ۱۲) مگر شیخ صاحب نے اس مین سے بعد نقل واقعہ صرف اتنا نقل کیا کہ (اس سے ثابت ہوا کہ امام کے ساتھ جنگ کرنے پر ابن سعد راضی نہ تھا بلکہ مجبور تھا الخ) اور اس کا جواب یہ دیا ہے کہ

یزیدی صاحب نے حر اور ابن سعد کی گفتگو کا جو ذکر کیا وہ بالکل ناقص ہے کیونکہ ابن سعد نے صرف یہی نہین کہا تھا کہ ابن زیاد راضی نہین ہے بلکہ پہلے اپنا مافی الضمیر ظاہر کر دیا تھا اس کے بعد حر کی جرح پر کہا تھا کہ تیرا امیر (ابن زیاد) راضی نہین ہوتا' ص۴۷ ۔

اور تاریخ کبیر ابن جریر اور تاریخ کامل ابن اثیر کی عبارت نقل کر کے مافی الضمیر کا پتہ دیا ہے کہ حر کے جواب مین ابن سعد نے کہا (ہان خدا کی قسم ایسا قتال کرونگا کہ بہت سے تن بے سر اور بے دست و پا ہو جائین گے ص۴۷) اسپر بطور نتیجہ لکھتے ہین کہ

پس اس سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ جب حر نے ابن سعد سے دریافت کیا کہ کیا تو حسین سے ضرور قتال کریگا تو اس نے کھلے الفاظ مین کہدیا کہ ایسا قتال کرون گا کہ کشتون کے پشتے لگ جائین لیکن جب حر نے یہ جرح کی کہ کیا حسین کی کوئی بات قابل قبول نہین سمجھی جاسکتی اور اس سے حر کی گفتگو کا انداز خیر خواہانہ محسوس ہوا تو اُس نے فوراً عیارانہ حکمت عملی سے کہدیا کہ میرا کیا اختیار ہے ابن زیاد راضی نہین ہوتا' ص۴۸

شیخ صاحب! ایک تو آپ نے قرینہ والی میری عبارت ناقص نقل فرما کر مطلب کو خبط بے ربط کر دیا دوسرے الٹے مجھی پر الزام لگایا کہ حر اور ابن سعد کی گفتگو ناقص نقل کی، تیسرے میرا پیش کردہ قرینہ جلاء العیون مجلسی شیعی کی روایت پر مبنی ہے جسے بقول آپ کے مین نے ناقص نقل کیا ہے اور جناب نے اس کی تکمیل اہل سنت کی کتاب "تاریخ ابن جریر و ابن اثیر" سے کی، فرمایئے یہ کیسی دیانت اور کہان کا انصاف ہے، اگر ہم ایسا کرتے تو آپ یہی کہتے کہ ؎

گیدڑ پکارتے ہین یہ اندھیر دیکھنا ہم بھی ہوے ہین آج ذرا شیر دیکھنا

اس کے بعد آپ نے قاتلان حسین کے جوش حمایت مین مست ہو کر محققانہ انداز سے سعادت و شقاوت کو امر فطری فرما کر اور ابن سعد کو شقی ازلی، حر کو سعید ازلی قرار دیکر لکھا ہے کہ بدنصیب ابن سعد اگر خون امام کا پیاسا نہ ہوتا تو ابن زیاد کا خط دیکھتے ہی حر کی طرح اسکی فوج سے نکل کر امام پر فدا ہو جاتا مگر یہ خیال نہ فرمایا کہ ایک تو جب سعادت و شقاوت امر فطری و ازلی ہے تو خدا نے جسکو جیسا بنایا اس نے ویسا کیا، اسمین ابن سعد کا کیا قصور اور حر کا کیا کمال ہوا! پس آپ کو ابن سعد و حر کی نہین بلکہ خدا کے مدح و ذم کی گیت گانی چاہیئے ۔ دوسرے جب حر سے بھی ابتداءً شقاوت ہی کا ظہور ہوا اور

شقاوت ازلی وفطری چیز نہے تو اُن کی بعد کی سعادت (امام پر جان قربان کرنے کی داستان) نذر شقاوت ہو کر جناب کی تحقیق انیق قطعًا ہباءً منثورا ہو جاتی ایسی تحقیق سے تو سکوت ہی بہتر تھا کہ حر کو بھی نہ چھوڑا اور انھین جلوہ گاہ شہادت سے ظلمت شقاوت مین پہونچا کر دم لیا' افسوس :-

اس کے بعد آپ عجیب انداز سے فرماتے ہین کہ

ہان یزیدی صاحب ذرا یہ ارشاد ہو کہ ابن زیاد کے ذکر مین تو آپ نے اس کو بے تصور بتایا تھا اور اب ابن سعد کی شہادت صفائی دیتے ہوئے ابن زیاد کو الزام قتال کا ملزم قرار دیتے ہین - معلوم نہین آپ کی کون بات صحیح اور مرزا پوری اونٹ کی کون کل سیدھی ہے" ہاتھ لاؤ استاد کیون کیسی کہی "صہ ۴۹ -

معلوم ہوا کہ آپ نے میری عبارت کو اسی لئے ناقص نقل فرمایا کہ میرے کلام مین آپ تناقص دکھلائین آپ نے ایسا کر کے اپنی لوٹیا ڈبو دی کیونکہ رسالہ قاتلان حسین موجود ہے' اس کی اس کے موقع کی عبارت رسالہ ہذا مین بھی مین نے نقل کر دیا ہے اسکو دیکھکر خدا کے لئے دروغ بیانی سے کچھ تو شرمایئے -

اس کے بعد آپ خوش ہو کر لکھتے ہین کہ

"خیر ابن سعد کے جو محاسن یزیدی صاحب نے بیان کئے وہ مین نے سنے اب جو مین بیان کرتا ہون وہ یزیدی صاحب گوش زد فرمائین -

پھر جناب نے ڈھائی صفحہ سیاہ کر کے بطور نتیجہ خود ہی اس کا یون خلاصہ لکھا ہے کہ

"پس قابل غور ہے کہ جس نے فرزند رسول اور اس کے عیال واطفال پر پانی بند کر کے اُن کو ماہی بے آب کی طرح تڑپایا ہو - جس نے تفاخراً سب سے پہلے امام حسین کی جانب تیر چلایا ہو - جس نے علی اکبر کے قتل پر طارق ملعون کو بوعدہ عطاے حکومت رے آمادہ کیا ہو - جس نے اپنے لشکر کو امام حسین پر ہر چہار طرف سے تیر برسانے کا حکم دیا ہو - جس نے مظلوم کربلا و دیگر شہدا کی لاشون کو گھوڑون کی ٹاپون سے پامال کرایا ہو اوس بدبخت کی نسبت یزیدی صاحب کا یہ کہنا کہ وہ دشمن آل رسول نہ تھا اور اس کا دامن خون امام مظلوم سے پاک ہے خود یزیدی صاحب کا دشمن آل رسول بننا اور خون سید الشہدا کا وبال اپنی گردن پر لینا ہو صہ ۵۲

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محرم کا مہینہ ہے' امام باڑہ مین مجلس عزا ہے' شیخ صاحب جاہ و جلال کیساتھ

منبر پر بیٹھے ہوئے کربلا کی فرضی داستان پڑھ رہے ہین اور شیعے ہمہ تن گوش ہین، بس وہ مومنین پاک کی زبان سے "ہائے حسین" اور "یا لیتنی کنت معہم" کہتے اور رخ انور پر رومال کے نیچے چشم خشک مین پیاز لگاکر آنسو بہانے کی دیر ہے اور اس دھن مین جناب کے ذہن رسا نے یہ بالکل فراموش کر دیا کہ ابن سعد کا دشمن آل رسول نہ ہونا اور اس کے دامن کا خون امام سے پاک ہونا جو مین نے رسالہ قاتلان حسین مین بیان کیا ہے وہ کچھ اپنی طرف سے نہین بلکہ الزاماً بنا بر روایات شیعہ پیش کیا ہے پس دشمن آل رسول شیعے بنین گے نہ کہ مین، اور خون سید الشہدا کا وبال انھین شیعون کی گردن پر ہوگا نہ کہ میری گردن پر لیکن با این ہمہ جب آپ نے چھیڑا ہے تو کچھ ہمین بھی کہنے دیجیے - بقول شخصے -

طعنے بلبل کے سنین اور ہمہ تن گوش رہین ہمنوا ہم بھی کوئی گل ہین کہ خاموش رہین

آپ نے نتیجہ مین پانچ باتین بطور خلاصہ بیان کی ہین مختصراً ہر ایک کا نمبروار جواب عرض کرتا ہون ملاحظہ ہو

اول (پانی بند کرنا) ایک تو آپ کے لئے یہ موقع دفع اتہام کا ہے نہ کہ الزام کا پھر سنی کی کتاب تاریخ ابن اثیر سے آپ کا مجھے الزام دینا یا دفع الزام کرنا عجیب بات ہے، دوسرے جب امام نے جنگ ہی کی صورت اختیار کی اور اس لئے حالت جنگ قائم ہو چکی تو بحالت جنگ فریقین کو حق حاصل ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کو زیر کرنے کے لئے اس قسم کی مناسب تدابیر عمل مین لائین اور ابن اثیر نے حالت جنگ ہی کی کیفیت بیان کی ہے کہ ابن سعد نے پانی بند کیا جو اعتراض کی بات نہین ہان یہ الزام اسوقت درست ہوتا کہ امام نے جنگ کی صورت اختیار نہ کی ہوتی اور ابن سعد نے ناحق پانی بند کیا ہوتا، تیسرے ابن سعد کی ماتحتی مین امام کے مقابل تمام شیعہ ہی شیعہ تو بھرے ہوئے تھے اگر ابن سعد نے پانی بند کیا تو ظاہر ہے کہ وہ خود نہین گیا بلکہ شیعون ہی کو حکم دیا ہوگا، پس تف ہے اُن شیعون پر کہ اُس کے حکم سے امام کی جان لینے کے لئے اُن پر دریائے فرات کا پانی بند کر دیا، کیون نہ سبھون نے ملکر بجائے امام کے ابن سعد پر پانی بند کر کے وہین اس کو ذبح کر ڈالا، تنہا ابن سعد کیا کرتا - پانی بند کرین لاکھون شیعہ ملکر اور پھر وہی مفت مین بدنام کرتے ہین ایک ابن سعد کو "چہ خوش"، چوتھے سچ پوچھئے تو حسب کتب شیعہ ابن سعد کے پانی بند کرنے کی وجہ سے نہین بلکہ خود امام حسین کے پانی بند کرنے کی وجہ سے وہ اور اُن کے تمام رفقا و اہل و عیال ماہی بے آب کی طرح تڑپے کیونکہ امام حسین نے بزور امامت اپنے زیر قدم دودھ سے زیادہ سفید پانی کا چشمہ جاری فرما کر ادر شمر کو دکھلا کر کہا "ملعون مین اتمام حجت کرتا ہون ورنہ ابھی مچا ہون سو کردن (خلاصۃ المصائب صفحہ ۱۷۱)" پس پانی بند

کرنے کا الزام خود امام پر عائد ہوتا ہے نہ کہ ابن سعد پر:-

دوم (پہلے امام پر تیر چلانا) یہ بھی جناب نے شیعہ کی معتبر کتاب سے نہین بلکہ سنی کی کتاب تاریخ ابن جریر و ابن اثیر سے نقل فرمایا ہے جس سے الزام دفع نہین ہوتا۔

سوم (طارق کو علی اکبر کے قتل پر آمادہ کرنا) اس کو آپ نے گو شیعہ کی کتاب روضۃ الشہدا سے نقل کیا ہے مگر الزام دفع نہین ہوتا کیونکہ یہ کیفیت اثنائے جنگ کی ہے جبکہ طرفین کے لئے ایسی کوششین جائز تھین۔

چہارم (ہر طرف سے لشکر امام پر تیر برسوانا) گو یہ بھی شیعہ کی کتاب روضۃ الاحباب سے منقول ہے مگر یہ عین حالت جنگ کی بات لہذا نا قابل اعتراض ہے۔

پنجم (امام اور دیگر شہدا کی لاشون کو گھوڑون کی ٹاپون سے پامال کرانا) اولاً اس کے متعلق آپ نے جن جن کتابون کی عبارتین نقل کرکے ترجمہ فرمایا ہے اُن مین سے کسی ایک مین بھی دیگر شہدا کے لاشون کو گھوڑون کے ٹاپون سے پامال کرنے کا قطعاً ذکر نہین کیا مگر نتیجہ مین آپنے اپنی طرف سے اسکو بڑھا دیا ہے، ایسے سفید جھوٹ کا بھی کچھ ٹھکانا ہے۔ ثانیاً آپ نے کتب اہل سنت مثلاً تاریخ الخمیس، تاریخ ابو الفدا، تاریخ ابن اثیر کا ناحق حوالہ دیا اور رابہ النزاغ سر الشہادتین کا بھی ذکر فضول ہے، ہان شیعہ کی کتاب حبیب السیر کا حوالہ معقول ہے مگر روایت غیر معتبر ہے کہ "عمر بن سعد کے حکم سے دس سوارون نے جسد اطہر پر گھوڑے دوڑائے" کیونکہ اصح الکتب اصول کافی مین روایت ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام قتل ہوگئے تو قوم نے یہ ارادہ کیا کہ اُن کے جسم کو گھوڑون سے روندین حسب اتفاق ایک شیر ایک طرف کھڑا ہوا تھا، فضّہ رضی اللہ عنہا شیر کے پاس گئین تو فضہ نے شیر سے کہا کہ

یا ابا الحارث فرفع راسہ ثم قالت اتدری ما یریدون ان یعملوا غدا بابی عبد اللہ یریدون ان یوطئوا الخیل ظھرہ، قال فمشی حتی وضع یدہ علی جسد الحسین علیہ السلام فما قبلت الخیل فلما نظروا الیہ قال لھم عمر بن سعد لعنہ اللہ

اے ابو الحارث، تو شیر نے اپنا سر اٹھایا پھر فضہ نے کہا تجھکو معلوم ہے کہ دشمنون کا کیا ارادہ ہے کہ کل کو امام حسین کے ساتھ کیا کرین گے اُن کا ارادہ ہے کہ گھوڑے اُن کے اوپر دوڑاوین (راوی کہتا ہے) تو شیر چلا اور اُس نے اپنا ہاتھ حسین کے جسم پر رکھدیا تو سوار آئے جب انھون نے شیر کو دیکھا تو اُنسے عمر بن سعد نے کہا

فتنة لاتثیروها انصرفوا فانصرفوا (صـ ۲۹۵)	کہ یہ فتنہ ہے اس کو مت اٹھاؤ۔ پھر چلو، تو سب واپس گئے۔

اسی قسم کی ایک روایت خلاصۃ المصائب مین بھی ہے کہ "امام کے شہید ہونے کے بعد لوگون نے اُن کے جسم پر گھوڑے دوڑانے کی ابن سعد سے اجازت مانگی اُس نے اختیار دیا اور لوگون نے اسکی تیاری کی، معًا قدرت خدا سے ایک شیر ظاہر ہوا اور امام کے جسم پر آکر بوسہ دیا اور آسمان کی طرف رخ کرکے کچھ کہا اور پھر جو گھوڑا دوڑانے کے ارادہ سے آئے تھے اُن پر حملہ کرکے تیرہ دشمنون کو مارڈالا بقیہ بھاگ گئے اور جسم امام حسین محفوظ رہا، انتہی ملخصًا (صـ ۲۳ و ۲۴)

ہر دو روایت سے گھوڑون کے ٹاپون سے جسم امام کا پامال نہ ہونا اور محفوظ رہنا ثابت ہے جس کے سامنے شیخ صاحب کے پیش کردہ روایت حبیب السیر کی بھلا کیا وقعت ہوسکتی ہے۔ رہا ابن سعد کا ذکر تو جس طرح شیخ صاحب نے اپنی طرف سے "دیگر شہدا" کا ضمیمہ لگا دیا ہے ویسے اگر شیعون نے اپنی پردہ پوشی کے لئے ابن سعد کی اجازت کی پخ لگادی ہو تو کچھ تعجب نہین، لہٰذا شیخ صاحب کا نتیجہ غلط اور ابن سعد خون امام سے بری ہے۔

ناظرین! یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ "سید الشہدا" کا مقدس خطاب عام طور پر مشترک ہے یا کسی ذات خاص کے لئے مخصوص ہے؟ کتب اہل سنت سے یہ امر ثابت ہے جسے ہر خطیب ہمیشہ جمعہ و عیدین کے خطبہ مین بھی پڑھتا ہے اور سامعین سنتے ہین کہ حضور صلعم کے عم محترم، امام حسین کے جد کے اخ معظم سیدنا حضرت حمزہؓ شہید غزوۂ احد "سید الشہدا" ہین اور یہ عظیم الشان خطاب خود حضور صلعم نے خاص اپنے پیارے چچا کو عنایت فرمایا ہے، حسین کوئی ان کا شریک وسہیم نہین۔ اور کتب شیعہ مثلاً اصول کافی کتاب الحجۃ مین بھی یہ معتبر روایت موجود ہے کہ "زاویہ عرش پر لکھا ہوا ہے کہ حضرت حمزہ سید الشہدا ہین" پس کتب اہل سنت و اہل تشیع کے رو سے حضرت امیر حمزہؓ کے سوا کسی اور کے لئے لفظ "سید الشہدا" کا استعمال ہرگز جائز نہین۔ مگر شیخ صاحب ہین کہ تحریر عرش کے خلاف سیدنا حضرت امام حسینؓ پر بھی "سید الشہدا" کا اطلاق کرتے ہین، افسوس:۔

شمر ذی الجوشن	یہ جناب امیر کا سالا اور برادران حسنین (عباس وعثمان وغیرہ) کا حقیقی ماموں تھا اور جناب امیر کا بڑا معتمد و خیر خواہ تھا چنانچہ اُن کی طرف سے بمقابلہ معاویہ جنگ صفین

مین جیسا کہ علامہ مجلسی نے جلاء العیون مین اور مورخ لسان الملک نے ناسخ التواریخ مین لکھا ہے شمر نے خوب خوب داد شجاعت دی ہے اور کسی نے اُس کے رجز کا یہ ترجمہ بھی کیا ہے۔

علی امام ہے میرا مین ہون علی کا غلام ۔ علی کے واسطے لڑتا ہون مین بہ لشکر شام

باصطلاح شیعہ ایسے شخص کے مومن صادق بلکہ شیعہ مخلص ہونے مین کیا شک ہے مگر شیخ صاحب سے بھی یہ صلواتین سناتے ہین۔

شمار	صفحہ	سطر	گالی	کیفیت
۱	۵۳	۱۵	جہنمی	
۲	۵۶	۱	عقل کا دشمن	
۳	۵۶	۳	کافر کیش	
۴	۵۶	۷	بے حیا	
۵	۵۶	۱۲	ملعون	
۶	۶۰	۲	خبیث	
۷	۶۰	۵	لعین	
۸	۶۰	۶	خنزیر سرشت	
۹	۶۰	۷	نجس العین کوڑھی	
۱۰	۶۰	۱۰	مردود	
۱۱	۶۳	۳	مرتد	

مین نے قاتلان حسین مین اسی شمر کے متعلق کتب شیعہ سے واقعات کو نقل کر کے تین قرینہ اس امر پر پیش کیا تھا کہ شمر خون حسین سے بری ہے۔ لیکن جس ترتیب سے مین نے قرینون کو بیان کیا تھا۔ شیخ صاحب نے اس کو ایک خاص مصلحت سے بالکل برعکس کر دیا ہے۔ مین بھی انھین کی ترتیب کی پابندی سے جواب دیتا ہون۔

اوّل - اگر شمر دشمن آلِ رسول اور قاتل حسین ہوتا تو امام زین العابدین بن امام حسین کو ہرگز زندہ نہ چھوڑتا اور یقیناً قتل کر ڈالتا پس شمر کے خلاف جو کچھ کہا جاتا ہے وہ سب ایجادِ شیعہ ہے صہ ۱۳) اسپر شیخ صاحب فرماتے ہین کہ

یزیدی صاحب کا یہ قول لفظاً اور معناً بعینہ وہی قول ہے جس کو وہ ابن زیاد کی صفائی مین پیش کر چکے ہین اور اس کا جواب بھی بعینہ وہی جواب ہے جو قول سابق کا دیا جا چکا ہے صہ ۵۳

تو میری طرف سے بھی عرض ہے کہ پھر اس کا وہی جواب الجواب ہے جو ابن زیاد کی بحث مین گذر چکا ہے وہین دیکھ لیجئے اس کے بعد جناب شیخ صاحب غالباً جواب سابق کو ناکافی سمجھکر پھر لکھتے ہین کہ

"لیکن یزیدی صاحب کی دریدہ دہنی پر مہر سکوت لگانے کیلئے مین یہان بھی مختصراً اُن کے قول کا جواب دیتا ہون"

اور جواب یہ دیتے ہین کہ "تاریخ کامل ابن اثیر جزری مین ہے کہ

جب (بعد قتل امام حسین) اشقیا امام زین العابدین تک پہونچے تو شمر نے قصد کیا کہ آن کو بھی قتل کرے، حمید بن مسلم نے کہا سبحان اللہ کیا تو اس مریض لڑکے کو بھی قتل کرے گا۔

اور پھر بڑے زور شور سے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ

پس اس سے صاف طور پر ثابت ہے کہ شمر جہنمی نے امام زین العابدین کے قتل کا ارادہ کیا تھا لیکن خداوند خیر الحافظین نے اپنے وعدہ انا اعطینٰک الکوثر کے مطابق ان کو محفوظ رکھا تا کہ پیغمبر آخر الزمان کی نسل منقطع نہ ہو اور اسکی تبلیغی ودیعت سینہ بسینہ امام آخر الزمان تک پہونچ جائے صہ ۵۳ و ۵۴"

شیخ صاحب! میرا الزام جس واقعہ مسلمہ پر مبنی ہے، افسوس کہ آپ نہ اس واقعہ کو جھٹلا سکے نہ اپنی معتبر کتاب سے دفع الزام کر سکے اور خلاف اصول تاریخ ابن اثیر سے ہمین کو الزام دینے لگے، مین کہتا ہون کہ ابن اثیر کی یہ روایت درایتاً غلط ہے کیونکہ اگر حمید ایسے ہی رحمدل ہوتے تو کیا وجہ ہے کہ سارا

چمن فاطمہ برباد ہو گیا اور اُن کو رحم نہ آیا کہ سینہ سپر نہ ہوے سفارش ہی کرتے اور رحم آیا تو صرف ایک عابد بیمار پر۔ اور اگر شمر کے دل مین ارادہ قتل واقعی تھا تو جس طرح بقول آپ کے اُسے پہلے کوئی قتل حسین سے نہ روک سکا ویسے ہی اب اس کو کوئی قتل عابد بیمار سے بھی نہین باز رکھ سکتا تھا پس آپ کا الزام غلط ہے۔

آپ نے اسکی وجہ کچھ نہ بیان کی کہ خداوند خیر الحافظین نے امام حسین کی حفاظت کیون نہ کی، اور یہ کیا کہا کہ "تاکہ پیغمبر آخر الزمان کی نسل منقطع نہ ہو" کیا امام حسن اور اُن کی اولاد، نسل پیغمبر سے خارج ہین ؟ بھلا اس سے بڑھکر اور دریدہ دہنی کیا ہو گی، دیکھئے شیخ صاحب، اولاد رسول کے ساتھ بجاے شمر کے آپ اپنی دشمنی کا کیا صاف اقرار کر گئے، سچ ہے ؎

ہونے کو یون شہید ہوے ابن فاطمہ وہ لہو کا شیعون کے دامن مین رہ گیا

تبلیغی ودیعت کے سینہ بسینہ امام آخر الزمان تک پہونچنے کی بھی ایک ہی کہی، خنجر شمر کی طرح اس کی بھی حفاظت کیجئے کہین زنگ نہ لگ جائے۔

دوم (کیا یہ دشمن آل رسول کا کام ہے کہ امام حسین کے بھائی کو امان دی، کیا فرزندان علی کو امان دینے والے سے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ وہ امام حسین کو قتل کرے ؟ کبھی نہین۔ صـ۱۳) اور یہ نتیجہ جلاء العیون مجلسی صـ۴۶۱ مین لکھے ہوے اس واقعہ پر مبنی ہے کہ (شمر نے خیمۂ امام کے پاس آکر آواز دی کہ میرے فرزندان خواہر کہان ہین، یہ سنکر اہلبیت حسین مین سے جعفر۔ عباس، عثمان فرزندان امیر نے باہر آکر کہا کیا کہتا ہے ؟ شمر نے کہا چونکہ تمہاری والدہ میرے قبیلہ سے تھی اس لئے مین نے تمکو امان دی رسالہ قاتلان حسین صـ۱۳) شیخ صاحب نے (میرے فرزندان خواہر کہان ہین) کو یون نقل فرما کر (اے میرے فرزندان خواہر کہان ہین) حاشیہ مین یہ اعتراض کرتے ہین کہ

" اس جملہ مین " کہان ہو " کی جگہ " کہان ہین " کیا خوب ارشاد ہوا ہے غالباً یہ محاورہ خاص پاٹانالے کا ہے صـ۵۴ "

شیخ صاحب ! پاٹانالہ کے محاورہ سے پہلے، اپنے پرپاوان کی دیانت دیکھئے، نظر نہ آے تو نزدیک مین سے مدد لیجئے صاف معلوم ہو گا کہ کاتب نے نشان (" یا ۔) کے بجاے غلطی سے الف بنا دیا جس کی شکل یہ (امیرے) ہو گئی، آپ نے الف کے بعد دانستہ (ے) بڑھا کر (اے میرے) بنا کر مجھپر اعتراض کرتے ہوے پاٹانالہ تک کی سیر فرما لی جہان آپ نے یہ بھی سنا ہو گا اور نہ سنا ہو تو اب سن لیجئے کہ

۱۰۲۳

جنون کا نام خرد رکھدیا خرد کا جنون　　　جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

مین نے جو قرینہ پیش کیا ہے اسپر شیخ صاحب نے یہ اعتراض فرمایا ہے کہ مین نے شمر کی بات لکھی اور حضرت عباس وغیرہ کا جواب نقل نہین کیا۔ پھر بجاے جلاء العیون کے تاریخ ابن اثیر سے وہ جواب نقل فرما کر میرے نہ نقل کرنے کی اپنی طرف سے وجہ لکھتے ہوے خوب خوب تبرا بازی کی ہے اور اسی مین پورے پونے دو صفحہ سیاہ کرکے دم لیا ہے جسمین جواب کے لائق صرف ایک یہی بات ارشاد فرمائی کہ شمر نے اسلئے مژدۂ امان سنایا کہ بھانجے بخوف جان یا بحب جاہ امام کو چھوڑ کر میری طرف ہو جائین اسطرح امام بھی پریشان ہون گے اور مین بھی بآسانی اپنا کام کرونگا۔ مگر شیخ صاحب نے یہ خیال نہ فرمایا کہ جب بقول شیعہ شمر کے ساتھ چھ لاکھ شیعے تھے تو اس کو اپنے مقابل بہتّر تن مین سے تین یا چار نفر کا کیا خوف ہو سکتا تھا، کاش شیخ صاحب کچھ بھی درایت سے کام لیتے تو ایسی بہکی اور بے تکی باتین اپنی زبان پر نہ لاتے۔

اس کے بعد شیخ صاحب یہ فرما کر کہ (اب مین اس موقع پر شمر ملعون کے ان مظالم کا مختصر اذکر مناسب سمجھتا ہون جن کے چھپانے کو یزیدی صاحب یزیدون کا ادھار کھائے ہوے ہین صـــ ۵۶) پھر گویا محرم کا چاند دیکھکر شہادت نامہ سناتے ہین اور اس کے لئے کبھی حیوۃ الحیوان جیسی غیر معتبر تاریخ کا نام لیتے ہین کبھی بحوالہ تاریخ ابن اثیر دفع الزام کی بے سود کوشش کرتے ہین اور کبھی روضۃ الاحباب سے اثنائے جنگ کی ناقابل اعتراض حالت پیش فرماتے ہین، اس طرح ساڑھے تین صفحہ سیاہ کرکے پھر ایک صفحہ مین سب و شتم سے شمر کی خدمت فرما کر اخیر مین یون مجھپر نظر عنایت کرتے ہین کہ "اس (شمر) جہنمی کی حمایت و خیر خواہی مین اپنا ایمان ضائع کرنا انھین لوگون کا شعار ہو سکتا ہے جن کی نسبت حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے ختم اللہ علی قلوبھم الایۃ صـــ ۶۰") - مگر شیخ صاحب، امام حسن اور اُن کی اولاد کو خارج از آل رسول سمجھنے پر خود اپنے ایمان کی خیر نہین مناتے اور اسپر ماتم نہین کرتے کہ "سنی اگر شیعہ شود حکم کافر اصلی دارد"

سوم شمر کی مذکورہ واقعہ خیر خواہی جناب امیر در صفین کی بناپر یہ قرینہ تھا کہ (کیا یہ ممکن ہے کہ حضرت علی کی غلامی کا دم بھرنے والا اور جان پر کھیل کر ان کے مخالفین سے جنگ کرنے والا ان کی اولاد کا دشمن اور قاتل ہو؟ نہین اور ہرگز نہین، پس ایسے شخص کے خلاف اہل تشیع کی طرف سے جو کچھ کہا جاتا ہے وہ یقینا بہتان محض ہے صـــ ۱۳) اسپر شیخ صاحب ایک صفحہ سے زائد مین اول خوب تبرا اور اچھی طرح

واویلا کرنے کے بعد لکھتے ہین کہ

یزیدی صاحب کی یہ عجیب و غریب منطق کہ "جو شخص حضرت علی کی رفاقت مین رہا ہو وہ اُن کی اولاد کا دشمن کیونکر ہو سکتا ہے" گویا اس بات کی دلیل ہو کہ نہ کوئی کافر کبھی مسلم ہو سکتا ہو نہ کوئی مسلم کبھی مرتد ہو سکتا ہے۔ شاید یزیدی صاحب نے گلستان بھی نہین پڑھی جسمین یہ قطعہ ملاحظہ فرماتے کہ "پسر نوح با بدان بنشست، الخ" صٓ ۶۲)

شیخ صاحب! مین تو منکر نہین ہون ہان آپ البتہ منکر ہین چنانچہ ابن سعد کی بحث مین خود ہی اقرار کر چکے ہین کہ سعادت و شقاوت امر فطری و ازلی و لاتبدیل لخلق اللہ ہے اور اب شمر کی بحث مین بالفاظ دیگر اُس سے صاف مکر کر "پسر نوح با بدان" کی پناہ لیتے ہین ؎

یہ بے اصولی و لغزش بُری ہے حضرت شیخ — خدا کے واسطے تم کر لو ایک راہ پسند

مگر ہان حسب کتب شیعہ مین یہ ہرگز نہین مانتا کہ ابن زیاد یا ابن سعد یا شمر مسلم سے مرتد ہو گیا تھا اور آپ چونکہ اُن کا مسلم سے مرتد ہونا مانتے ہین اسی لئے بخلاف سابق اسجگہ اس امر کے قائل ہوئے ہین کہ مسلم سے مرتد ہو سکتا ہو خیر مجھے بھی دیکھنا ہے کہ آپ ابن زیاد ابن سعد اور شمر کے مسلم سے مرتد ہونے پر کیا دلیل پیش کرتے ہین؟ یہ پیش کرتے ہین کہ

ابھی یزیدی صاحب سن چکے ہین کہ ابن زیاد بد نہاد پیشتر حضرت علی کے ہمراہیون مین تھا بعد ازان امیر معاویہ کا شرف اخوت حاصل کرتے ہی ایسا شدید مرتد ہو گیا کہ اس سے زیادہ کوئی شخص علی اور اولاد علی کا دشمن نہ تھا۔ اسی طرح ابن ملجم اولاً حضرت علی کی رفاقت کا دم بھرتا رہا لیکن بالآخر مرتد ہو کر حضرت علی کے قتل کا مرتکب ہوا اور شقی ترین امت قرار پایا نیز اسی طرح شمر مردود کچھ دنون حضرت علی کے ساتھ رہا اس کے بعد یزید و ابن زیاد کی غاشیہ برداری کرتے ہی مرتد ہو کر دشمن جان فرزند رسول و اولاد بتول ہو گیا صٓ ۶۲ و ۶۳"۔

اولاً۔ شیخ صاحب، بڑی بات ہے کہ آپ نے اس جگہ حضرت امیر معاویہؓ، یزید بن معاویہ اور عمر بن سعد کو مرتدون کی فہرست مین درج نہین فرمایا" این ہم غنیمت ست"۔

ثانیاً۔ آپ نے کہان سُنایا کہ "ابن زیاد پیشتر حضرت علی کے ہمراہیون مین تھا" پھر غلط کیون لکھتے ہین کہ "ابھی یزیدی صاحب سُن چکے ہین" آفرین بر کذب تو۔

ثالثاً - ابن زیاد اور شمر، مسلم سے مرتد ہو گئے - یہی تو آپ کا دعویٰ تھا اور اسی کو جناب نے دلیل بنا کر مصادرہ علی المطلوب کو بھی جائز کر دیا" آفرین برعلم تو"

رابعاً - شیخ صاحب کو اس سے تو انکار نہ ہوگا - حضور صلعم رسول، متبوع، مطاع، آقا" اور حضرت علیؑ اُن کے امتی، تابع، مطیع، غلام ہیں - پس شقی ترین امت (امت میں سب سے بڑا شقی) حضور صلعم پر ناحق ظلم و ستم کرنے والے ابو جہل، ابو لہب کو ہونا چاہیئے نہ کہ حضرت علی کے قتل کرنے والے ابن ملجم کو مگر شیخ صاحب اس کے برعکس جناب امیر کے قاتل کو شقی ترین امت قرار دیکر حضور صلعم کی توہین کرتے ہیں - امام کے مخالف کو تو مرتد کہتے ہیں مگر نہ معلوم اس طرح رسول کی توہین کرنے والے کی بابت کیا فتویٰ دیتے ہیں" دیدہ باید"

خامساً - آپ یہ تو مانتے ہیں کہ شمر پہلے مومن تھا، اب یہ فرمایئے کہ جناب امیر پیشتر سے یہ جانتے تھے یا نہیں کہ شمر آئندہ دشمن حسین ہو جائیگا - اگر نہیں جانتے تھے تو خود اُن کی امامت سے دست بردار ہو جایئے کما مر سابقاً اور اگر جانتے تھے تو پھر خلاف عصمت اسکو اپنی رفاقت میں رکھکر انھوں نے اعانت علی الاثم کیوں کی ؟

اس لاجواب بات کا آپ کے پاس کچھ جواب نہیں، لہٰذا آپ تسلیم کیجیئے کہ شمر کا مسلم سے مرتد ہونا بھی غلط ہے اور اس کا دشمن آل رسول و قاتل حسین ہونا بھی اپنی پردہ پوشی کے لئے شیعہ قاتلان حسین کے شیعہ حامیوں کا محض افترا ہے جو شیعوں کے دشمنان حسین ہونے کا بین ثبوت ہے - ورنہ یاد رکھئے کہ ؎

رنگ جب محشر میں لائیگی تو اُڑ جائیگا رنگ — یہ نہ کہئے سرخیٔ خونِ شہیدان کچھ نہیں

اسی سلسلہ میں جناب شیخ صاحب اپنے قلم حقیقت رقم سے ابھی اور لکھتے ہیں کہ

"اور اسی طرح وہ کوفیانِ بے وفا جو شیعۂ علی ہونیکے مدعی تھے اور جنھوں نے امام حسین کو خط لکھکر کوفے بلایا تھا ابن زیاد کی دباغت[ا] سے مرتد ہو کر خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق ہو گئے"[۶۳]

[ا] دباغت کی بھی ایک ہی کہی، شیعوں سے رسول خدا، جناب امیر، امام حسن بھی تو نالاں تھے، بعد کو دیگر ائمہ بھی پریشان رہے آخر فتویٰ دیا کہ شیعہ منافق و مرتد ہیں اب بھی ۳۱۳ شیعہ مخلص بغیر امام غائب حیران ہیں حالانکہ ہندوستان سے ایران تک کروڑوں شیعہ موجود ہیں مگر امام مہدی اُن کے ایمان پر اعتبار کر کے ظاہر نہیں ہوتے، فرمایئے رسول خدا سے امام آخر تک شیعوں کا یہ نفاق و ارتداد کس دباغ کی دباغت کا کرشمہ ہے ؟ یہاں بھی انصاف کو بالائے طاق رکھکر کہدیجئے کہ ابن زیاد نے آبحیات پی کر عمر خضر پائی ہے، اُسی نے اپنی دباغت سے شیعوں کو شروع سے اب تک مرتد بنایا ہے اور وہی آئندہ بھی رجعت تک گمراہ بناتا رہیگا" شیخ صاحب! جیسے جرأت کر کے آپ نے اقرار کر لیا کہ قاتلان حسین شیعہ ہیں - ویسے ہی ہمت کر کے بجائے ابن زیاد کے ابن سبا کا نام لیکر یہ بھی فرما دیجئے کہ "این ابن سبا این ہمہ آوردہ تست" ۱۲ منہ

مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی لایونی شیعیان علی کی بابت شیعہ یہ تحریر دیکھکر شیخ صاحب پر سہ حرفی سیف لسانی سے حملہ کرتے ہوے کہین یہ راز اس طرح فاش نہ کردین کہ ؎

آن شوخ سرخ جامہ سوار سمند شد   یاران حذر کنید کہ آتش بلند شد

کیونکہ عالی جناب معلی القاب حضرت شیخ صاحب اولاً ص۶۳ پر ابن ملجم کو شقی ترین امت قرار دیکر حضور صلعم کی اور ص۵۲ پر امام حسین کو سید الشہدا لکھکر حضور صلعم کے عم محترم، جد علی کے اخ معظم حضرت حمزہ کی اور ص۶ پر مغلوب مان کر شیر خدا کی اور ص۵۴ پر لزوماً خارج از آل رسول فرماکر امام حسن کی اور ص۲۳ پر صراحۃً للہ قربان ہونے پر بیزار ہونا لکھکر امام حسین کی توہین و تنقیص کر چکے ہین۔ ثانیاً ص۱۴ پر سعادت کو امر فطری و ازلی و ناممکن التبدیل ورج کرکے ص۶۶ پر ابن زیاد شمر کو اولا مومن و خیر خواہ علی تحریر فرماکر اُن کو ہمیشہ کے لئے سعید مان چکے ہین ثالثاً قول شیعہ کو ص۴ پر شدید ناپاک ص۳۰ پر بیہودہ اور شیعون کو ص۵ پر جھک مارنے والا کہہ چکے ہین۔ رابعاً اور اب ص۶۳ پر غضب ڈہا رہے ہین کہ میری طرح صاف یہ فرماتے ہین کہ قاتلان حسین شیعہ ہین۔

شیخ صاحب! مین نے تو آپ سے پہلے ہی کہا تھا کہ نہ گھبرائے، وصیت معاویہ کیطرح اس کا بھی اقرار کرالون گا کہ قاتلان حسین شیعہ ہین، آخر دیکھئے، مین نے کہلوایا اور آپ کو کہنا پڑا کہ جناب امیر کے بیوفا کوفی شیعون نے امام حسین کو بلاکر قتل کیا۔ فرمائیے کیا آپ اب بھی اسپر ایمان نہ لائین گے کہ صدق رسول اللہ صلی علیہ وسلم "ھم شیعتك فسلم ولدك منھم ان یقتلوھم" (ان کان من اصحاب الیمین فسلام لك من اصحاب الیمین۔ کی تفسیر مین جناب امیر سے سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ) اصحاب یمین تمھارے شیعہ ہین پس تم اپنی اولاد کو اُن سے بچاؤ تاکہ تمھارے شیعہ تمھاری اولاد کو قتل نہ کر ڈالین (کافی کلینی)

اس کے بعد شیخ صاحب نقاب سنیت اٹھاکر بلسان شیعیت فرماتے ہین کہ

علاوہ برین اخبار صحیحہ سے اکثر اصحاب رسول کا ارتداد بھی ثابت ہے۔ چنانچہ مثالاً صحیح بخاری کی دو حدیثین ذیل مین پیش کیجاتی ہین۔ ص۶۳")۔

پھر ایک مضمون کی جو دو حدیثین پیش کی ہین اس کا مطلب انھین کے ترجمہ مین یہ ہے کہ

"آنحضرت نے فرمایا میرے اصحاب مین سے کچھ لوگ حوض کوثر پر آئینگے لیکن فرشتے اُن کو ہٹا دین گے مین عرض کرون گا۔ کہ خداوندا یہ تو میرے اصحاب ہین، ارشاد ہوگا کہ تم نہین جانتے کہ انھون نے تمھارے بعد کیا بدعتین کین، یہ لوگ اسلام سے پیٹھ پھیر کر مرتد ہوگئے تھے ص۶۳"

اور حدیث مذکورہ پیش کر کے جناب شیخ صاحب یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ۔

پس جبکہ بعض صحابۂ رسول کا ارتداد پایۂ ثبوت کو پہونچتا ہے تو شیعیان علی اور سنیان معاویہ کا ارتداد ذرا بھی قابل استبعاد نہین ہو سکتا ص۶۴"۔

ناظرین! شیخ صاحب نے پہلے ابن زیاد اور شمر وغیرہ کو مرتد ثابت کرنے کے شوق مین دعوی کو دلیل بنا کر مصادرہ علی المطلوب کا ارتکاب کیا تھا اور اب اسی ذوق مین رافضیون کی طرح اصحاب رسول صلعم کو مرتد کہکر اپنا دین وایمان خراب کیا ہے، نہ دنیا کا خیال ہے کہ لوگ میری غلطیون پر مجھے کیا کہین گے۔ نہ عقبی کا ملال ہے کہ آخر کیا حشر ہوگا۔ غرض آپ نے اپنی اس مجتہدانہ اور محققانہ عبارت مین ایسے عجیب بلکہ اعجب العجاب لطائف وظرائف اور نادرۂ روزگار حقائق ومعارف ظاہر کئے ہین کہ نہ کبھی ساکنان فرش بلکہ حاملان عرش نے بھی نہ سنے ہون گے اور نہ کبھی چشم فلک نے دیکھے ہون گے۔ چنانچہ مین نمونۃً اول اُن کے بعض لطائف عرض کرتا ہون، پھر حقائق پیش کرون گا۔ بالخصوص شیعون کو چاہئے کہ اپنے شیخ کے لطائف اور حقائق کو ضرور دیکھین کیونکہ اُن کے لئے اس مین بڑے کام کی بات ہے۔

لطائفِ شیخ

(۱) لغت مین لفظ شیعہ کے معنی اطاعت، تابعداری، مدد کرنے والے کے اور لفظ سنت کے معنی طریقہ کے ہین لہذا شیعیان علی سے حضرت علی کے مطیع، متبع، ناصر بے تکلف مراد ہوتے ہین مگر سنیان معاویہ کا تو کچھ مطلب ہی نہین بنتا۔ یہ ایک ایسی جدید اصطلاح ہے جسے مین نے کبھی کسی سے نہین سنا اور اب سنا بھی تو صرف شیخ صاحب سے، غالباً شیخ صاحب ہی اس کے موجد بھی ہین۔

(۲) دعوی تو اکثر اصحاب رسول کے مرتد ہونے کا ہے مگر دلیل مین کچھ اور نتیجہ مین بعض صحابۂ رسول کا مرتد ہونا لکھا ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ اکثر کا لفظ کثرت پر اور کچھ وبعض کا لفظ قلت پر دلالت کرتا ہے شیخ صاحب نے دعوی مین کثرت کی طرف ترقی کر کے پھر دلیل اور نتیجہ مین قلت کیجانب کیون تنزل فرمایا؟ اسکی وجہ وہی جانین کیونکہ "ہر کسے مصلحتِ خویش نکو می داند"۔

(۳) شیخ صاحب ماشاء اللہ چشم بددور بڑے غضب کے ذہین ہین کیونکہ بمصداق "مارون گھٹنا پھوٹے آنکھ" یا بقول شخصے "کہین کی اینٹ کہین کا روڑا؛ بھان متی نے کنبہ جوڑا"۔ آپ نے حیرت مین ڈالدینے والی یہ بڑی نفیس دلیل بیان کی ہے کہ چونکہ اکثر (اور کچھ وبعض) صحابہ رسول مرتد تھے لہذا شیعیان علی اور

سنیان معاویہ بھی مرتد تھے اور "المعنی فی بطن الشاعر" کیطرح وجہ لزوم بھی ہنوز "فی بطن الشیخ" ہے :-

(۴) آپ نے اپنے تشیع کو چھپانے کی بڑی کوشش کی تھی لیکن اخیر مین آ آخر نہ رہا گیا اور سنیان معاویہ (جس مین پہلے آپ خود بھی چکے ہین) و شیعیان علی (جس مین اب آپ خود بھی شامل ہین) کو مرتد بنانے کے لئے رافضیون کی طرح علانیہ وہی ابن سبا یہودی والا کفر نواز پرانا راگ الاپنا شروع کر دیا کہ صحابہ و رسول (نعوذ باللہ) مرتد تھے اور اس ضمن مین عبادت تقیہ و وظیفۂ تبرا پر بھی عمل کر لیا - افسوس شیخ صاحب سے

تازہ غم کھایا کئے ہم ہین وہ پاکیزہ مزاج   اور تم کھایا کئے جھوٹی قسم کھائی ہوئی

(۵) حسب حدیث منقولہ بخاری اسلام سے پھر جانے کا نام ارتداد ہے - اور سنیان معاویہ اسلام پر قائم تھے کیونکہ توحید و رسالت و ملائکہ و قرآن و قیامت کا انکار نہین کیا تھا پس صاف ظاہر ہے کہ سنیان معاویہ کے ارتداد کا دعوی غلط ہے مگر شیخ صاحب کچھ ایسے محقق و مناظر واقع ہوئے ہین کہ ان کو اپنے اسی باطل دعوی پر فخر اور غیر مفید دلیل پر ناز ہے -

(۶) شیعیان علی کے ارتداد کا دعوی بالکل درست ہے کیونکہ شیخ صاحب کے نزدیک علی و آل علی سے عداوت و مخالفت کرنے کا نام ارتداد ہے اور شیعیان علی کا کربلا مین امام حسین سے عداوت و مخالفت کرنا اس کو شیخ صاحب بھی اوپر خود ہی تسلیم فرما چکے ہین پس اون کی یہ پہلی دلیل ارتداد شیعہ علی کی حق تھی مگر دوسری دلیل کہ صحابہ رسول مرتد تھے باطل اور محض تبرا ہے - ہان اگر یہ فرماتے کہ چونکہ ائمہ مرتد تھے لہذا شیعیان علی بھی مرتد ہین تو حسب اصول شیعہ مناسب تھا کیونکہ بروایات شیعہ ثابت ہے کہ جناب امیر خلفائے ثلثہ کی حسنین امیر معاویہ کی، امام زین العابدین یزید کی اور بعد کے ائمہ اپنے اپنے وقت کے خلیفہ جور کی بظاہر بیعت کر کے مرتد ہو گئے تھے - شیعون کو خوش ہونا چاہئے کہ شیخ صاحب کے ارتداد شیعیان علی کا بہترین دعوی دو نفیس دلیلون سے مدلل ہو کر نہایت مستحکم ہو گیا -

(۷) شیخ صاحب و نیز دیگر شیعون کے نزدیک جب اقرار نبوت و رسالت کے باوجود اُن کے ائمہ کی امامت سے انکار اور اُن کی مخالفت کرنے سے مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے تو انھین لازمی طور پر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ منصب نبوت و رسالت سے رتبۂ امامت اکمل و اعلی ہے اور انبیا سے ائمہ افضل و اشرف ہین وجہ لزوم ظاہر ہے - چنانچہ عقیدۃً شیعہ ایسا ہی مانتے بھی ہین، کما بیناہ فی تحفۃ امامیہ و

ارتداد شیعہ فلیرجع الیہما - بقیہ لطائف کو بخوف طوالت نظر انداز کر کے اب شیخ صاحب کے بعض حقائق لکھتا ہون ملاحظہ ہو -

حقائق شیخ

(۱) شیخ صاحب احدیث منقولہ بخاری مین جو "کچھ" اصحاب ردت کا ذکر ہے ہمین تسلیم ہے مگر نہ آپ کو مفید ہے اور نہ ہمین مضر، کیونکہ ان "بعض" اصحاب ردت سے اہل سنت کے نزدیک حضور صلعم کے جمیع جان نثار صحابہ (جنکی تعداد لاکھ سے بھی متجاوز ہے) بالخصوص حضرات خلفائے ثلثہ، حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت خالد بن ولید حضرت ابوسفیان، حضرت امیر معاویہ، حضرت ابو موسی اشعری، حضرت عمرو بن العاص وغیرہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین علیہم الرحمۃ جنھین شیعہ خارج از اسلام سمجھکر اور لعن و تبرا کا تختہ مشق بنا کر خود دائرہ اسلام سے خارج ہوتے ہین اور دلیل مین وہی حدیث پیش کرتے ہین جسے بتقلید شیعہ جناب نے بھی پیش کیا ہے اور یقیناً اسی خیال سے پیش کیا ہے کہ یہ مذکور الصدر حضرات بھی انھین قلیل اصحاب ردت مین داخل ہین مگر یہ خیال اہلسنت کے نزدیک تو باطل ہی ہے، حسب کتب شیعہ بھی غلط ہے، اسکی پوری تفصیل تو میرے رسالہ "ایمان صحابہ" مین ملاحظہ فرمائیے گا، بالفعل صرف ایک جامع و مانع اور بے نظیر و کفر سوز حوالہ ہدیۂ خدمت کرتا ہون قبول فرمائیے حضور صلعم کی وفات کے بعد اور حضرت ابو بکر صدیق رض کے خلیفہ اول ہوتے ہی جب مرتدون نے سر اٹھایا تو جناب امیر نے ایسے نازک وقت مین ابو بکر صدیق رض کی حمایت کی اور مرتدین سے جنگ کر کے ان کا بالکل استیصال کر دیا - چنانچہ ملا فتح اللہ کاشانی نے ترجمہ نہج البلاغت مطبوعہ ایران مین اس مکتوب کی شرح مین لکھا ہے جو جناب امیر نے مالک اشتر کو والی مصر بنا کر ان کے ساتھ ایک مکتوب اہل مصر کو تحریر فرمایا تھا کہ

"بدانکہ در زمان خلافت ابی بکر بسیارے از عرب برگشتند از دین و مرتد شدند و اصحاب دران امر عاجز و حیران شدند چون آنحضرت آن امر را چنان دید اصحاب را دلداری کردہ بزور بازوے حیدری اہل ارتداد را بسقر فرستاد و باز امر دین را انتظام داد۔"

"جان تو کہ ابو بکر کی خلافت کے زمانے مین بہت سے عرب دین سے پھر گئے تھے اور مرتد ہو گئے تھے، اصحاب اس امر مین عاجز اور حیران تھے جب جناب امیر نے یہ حال دیکھا تو اصحاب کی دلداری کی اور زور بازوے حیدری سے اہل ارتداد کو جہنم رسید کیا اور امر دین کا انتظام فرمایا۔"

جناب امیر نے اہل اسلام کی حمایت کی جو اسلام پر قائم تھے اور اہل ارتداد سے جنگ کی جو اسلام سے

پھر گئے تھے تو فرمایئے مذکور الصدر حضرات اہل اسلام مین تھے یا اہل ارتداد مین - اگر اہل اسلام مین تھے تو فہو المراد اور اگر اہل ارتداد مین تھے تو یہ بقول ملا فتح اللہ کاشانی غلط ہے، ورنہ یا تو اس کے قائل ہو جیئے کہ جناب امیر اہل ارتداد کی حمایت کرکے خود مرتد ہو گئے جو قطعاً مسلمات شیعہ کے خلاف ہے، یا اسکو مانیئے کہ انھون نے مذکور الصدر حضرات سے اُسوقت جنگ کی جو یقیناً کتب فریقین ونیز کئی بار ذکر کی ہوئی وصیت صبر کے خلاف ہے، یا اسی کا اقرار فرمایئے کہ جناب امیر نے نہ اہل اسلام کی حمایت کی نہ اہل ارتداد سے جنگ کی اور ملا فتح اللہ کاشانی جھوٹے ہین لیکن آپ ایسا ماننے کیلئے ہرگز تیار نہون گے لہذا نتیجہ صاف ہے کہ مذکور الصدر حضرات مومن تھے اور آپ کا خیال ارتداد باطل ہے -

(۲) جناب امیر کی طرح امیر معاویہ کا مسلمان اور غیر مرتد ہونا جناب امیر نے تو تسلیم فرمایا ہی ہے کما مر سابقاً، خود آپ نے بھی قبول فرمالیا ہے کیونکہ آپ نے جس طرح علی کو نہین بلکہ صرف شیعیان علی کو مرتد کہا ہے اسی طرح معاویہ کو نہین بلکہ محض سنیان معاویہ کو فرمایا ہے ورنہ اگر سنیان معاویہ کے ارتداد کے لئے معاویہ کا معاذ اللہ مرتد ہونا لازمی ہوگا تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ شیعیان علی کے ارتداد کے لئے علی کا بھی نعوذ باللہ مرتد ہونا ضروری ہے جسے بظاہر آپ ہرگز نہ مانین گے، پس حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا مومن صادق ہونا خود آپ کی زبان سے ثابت ہے -

ناظرین! شیخ صاحب اپنی مذکورہ پر از لطائف وحقائق عبارت کے بعد اب یہ فرماتے ہین کہ

"کیون یزیدی صاحب نتیجہ اغوائے شیطانی کا حال تو آپ نے سنلیا اب نتیجۂ توفیق ربانی کا کرشمہ ملاحظہ فرمائے کہ یزیدی جماعت مین باوجودیکہ ایسے لوگ بھی تھے جنھون نے رسول مقبول کی زبان سے امام حسین کے فضائل اور اخبار شہادت بگوش خود سنے تھے لیکن اُن مین سے سوا حضرت حُر رضی اللہ عنہ کے کسی کو نصرت امام حسین کی سعادت نصیب نہ ہوئی حالانکہ آنحضرت صلعم نے نصرت امام حسین کی تاکیدی وصیت فرمائی تھی صفحہ ۶۲"

جواباً عرض ہے کہ ہان شیخ صاحب! نتیجہ اغوائے شیطانی کا حال ہمنے سُن لیا کہ ابلیس ابن سبا یہودی کے رگ وریشے مین حلول کرکے شیعون کو ایسا دشمن آل رسول بنایا کہ اُن سے مایوس ہو کر خدا کو صبر کی وصیت، رسول کو شیعون سے قتل آل علی کی پیشین گوئی، جناب امیر کو شیعون کے مخالفت کی خبر، امام حسن کو اپنے بعد کے امام سے شیعون کے مقاتلہ کی اطلاع دینی پڑی مگر اسپر بھی شیعون کو تنبہ نہوا اور حضرت علی کو شہید کرنے

امام حسن سے خلع خلافت کرانے کے بعد امام حسین کی جان لے ہی لی - آخر شیعون ! اس ظلم وستم پر خدا کو غصہ آیا اور ان کو قیامت تک کے لئے قرآن و امام سے محروم کرکے غم و ماتم کے عذاب مین مبتلا کر دیا - بعد کے ائمہ کو بھی جو طیش آیا تو شیعون کو منافق و مرتد کا خطاب لاجواب دیا جیسا کہ شیخ صاحب آپنے بھی شیعیان علی کو مرتد فرمایا - اور امام غائب کو تو ایسا جلال آیا کہ مع لوازمات امامت غائب ہوگئے اور اب تک وہ کروڑ درون شیعون مین سے ۳۱۳ شیعہ کو سچا نہین سمجھتے کہ ظاہر ہون -

نتیجۂ توفیق ربانی کا کرشمہ یہ ہے کہ خلفائے ثلثہ کے عہد خلافت مین جناب امیر اسطرح معزز و مکرم رہے کہ کوئی انھین ہون بھی نہ کرسکا - امیر معاویہ کے دور مین امام حسن امام حسین گھر بیٹھے شاہزادون کی طرح وظیفہ پاتے رہے - یزید کے زمانہ مین حسب کتب شیعہ امام حسین فریب شیعہ مین آکر اپنے آپ ظلم شیعہ کے تختۂ مشق بنے مگر امام زین العابدین مع اہل بیت جب کوفہ کے شیعیان علی کے پنجۂ غضب سے چھوٹ کر یزید کے پاس دمشق پہونچے تو پھر آخر تک کوئی شیعہ اُن کا کچھ نہ بگاڑ سکا اور یزید نے ہمیشہ اُن کی عزت و حرمت اور راحت و آرام کا خیال رکھا -

جس جماعت کو آپ یزیدی جماعت کہتے ہین وہ تو سب کے سب بقول آن جناب شیعیان علی تھے، پھر اگر وہ بگوش خود، حضور صلعم کی زبان مبارک سے امام ہمام کے فضائل و اخبار شہادت سنکر بھی نصرت امام کی سعادت سے محروم رہکر شقاوت نصیب ہوے تو یہ بد نصیب اور مرتد شیعیان علی کا قصور ہے نہ کے سنیون کا اور اس کے جواب دہ شیعیان علی ہین نہ کہ سُنی -

حضرت حُر بیشک خوش نصیب تھے کہ شیعہ قاتلان حسین سے الگ ہوگئے، تشیع سے توبہ کی جامۂ شیعیت کو پارہ پارہ کرکے شیعہ دشمنان حسین سے لڑے اور بحیثیت سنی ہونے کے امام پر اپنی جان قربان کردی - ہان اگر کہئے کہ وہ شیعہ ہی تھے تو بندہ نواز اُن کے سعادت نصیبی کی یہ حقیقت ہے کہ ایک ہزار شیعہ سوارون کو لیکر امام کو روکنے اور اُن سے مقابلہ کرنے کیلئے سب سے پہلے حضرت حُر ہی لپک کر آگے آئے، امام نے ہر چند خطبہ دیا، لجاجت کی مگر حُر کا دل نرم نہ ہوا اور امام کو ہر چہار طرف سے گھیر کر "نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن" جیسے مقتل مین پہونچا کر دم لیا - اور جب دیکھ لیا کہ اب شیعون کی طرف سے اُنکے قتل کی ہر تدبیر مکمل ہوچکی تو آپ " سو چوہے کھا کے بلی حج کو چلی " کی طرح مدد کرنے چلے مگر اب کیا ہوتا ہے،

"جب چک گئین چڑیان کھیت" کوئی سنی ایسا کرتا تو شیخ صاحب آپ ہی فرماتے کہ ۵

دل پہ جب چرکے لگائے تب نہ آیا ان کو رحم ‏ ‏ ‏ اب مسیحا بن کے آئے ہین کہ زخم اچھا کرین

لیکن بہر دو صورت تمام شیعہ بدنصیب ہی رہے کہ اسپر بھی نہ انھین کچھ شرم غیرت آئی نہ وہ بقول خلیل قزوینی یا بخیال آنجناب اپنے تقیہ یا ارتداد سے باز آے اور ناحق امام عالیمقام کو معہ اقربا و رفقا بھوکھا پیاسا ذبح کر ڈالا۔ اگر حضور صلعم نے نصرت امام کے لئے تاکیدی وصیت کی تھی تو شیعہ قاتلان حسین سے پوچھیئے کہ بجاے نصرت امام کے قتل امام کیون کیا؟ ذرا امام حسین کے بھائی محمد بن حنفیہ اور چچازاد برادر ابن جعفر طیار وغیرہ افراد بنی ہاشم سے بھی دریافت فرمایئے جو مدینہ مین موجود تھے کہ سفر کوفہ کیوقت امام کا ساتھ کیون نہ دیا اور بعد شہادت، شیعون سے اس ظلم و ستم کا انتقام کیون نہ لیا اور بجاے انتقام کے محمد بن حنفیہ نے امام مظلوم کی نشانی المعروف زین العابدین کے مقابلہ مین امامت کا دعوی کیون کیا؟ اس کے بعد شیخ صاحب محی السنہ بغوی اور حافظ ابو نعیم کا نام لیکر بروایت انس بن حارث نصرت امام کی بابت حضور صلعم کی ایک حدیث نقل فرماکر حُر کے متعلق پھر لکھتے ہین کہ

سبحان اللہ کیا خوش نصیب تھے حضرت حُر جنھون نے اپنے پیغمبر کی وصیت نصرت کو لبیک کہا اور امام حسین کی رفاقت و تبعیت مین جہاد کرکے احیائے دین کا ثواب حاصل کیا کیونکہ امام حسین کا جہاد محض احیاے دین اور نجات امت کیلئے تھا ھ ۶۵"۔

شیخ صاحب! پہلے آپنے حُر کی تعریف کا پل باندھا۔ اب فرماتے ہین کہ وہ جنگ امام کے جہاد ہونے پر موقوف ہے ایسا ہی تھا تو اول امام کی لڑائی کا جہاد ہونا ثابت کرتے پھر حُر کی تعریف مین مبالغہ کرتے مگر ایسا نہ آپنے کیا نہ کوئی شیعہ کر سکتا ہے" اس لئے کہ شیعون کا جنگ امام کے جہاد کا دعوی بلادلیل محض فرضی ہے ہان جب کتب شیعہ اسکی دلیل البتہ موجود ہے کہ امام کی لڑائی کوئی مذہبی لڑائی نہین تھی بلکہ صرف دنیاوی جنگ تھی کیونکہ سفر کوفہ کا مقصد محض حصول سلطنت تھا۔ اسی لئے امام نے جب اسمین ناکامی کی صورت دیکھی تو بقول مولوی سید محمد قلی صاحب مجتہد "ہرچند قصد رجوع کرد لیکن ممکن نہ شد" یعنی امام نے ہر چند واپس ہونے کی کوشش کی لیکن ممکن نہ ہوا (دیکھو رسالہ تقیہ) ظاہر ہے کہ اگر یہ جنگ مذہبی جنگ ہوتی تو امام حسین اس سے قصد رجوع ہرگز نہ کرتے کیونکہ مذہب شیعہ کی روسے امام کے لئے عزم جہاد کے بعد قصد رجوع قطعاً ناجائز ہے۔ جلاء العیون اور ناسخ التواریخ مین بھی مذکور ہے کہ منزل ثعلبیہ مین خبر شہادت مسلم بن عقیل سنکر امام نے آل عقیل سے واپس ہونے کو کہا فرزندان مسلم و آل عقیل نے انکار کیا اور جواب دیا کہ یا خون مسلم کا انتقام لینگے یا انھین کی طرح ہم بھی جان دین گے، پھر امام نے بھی فرمایا کہ تمھارے بعد زندگی بے لطف ہے" اس واقعہ سے قصد رجوع کے علاوہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بعد قصد رجوع، احیاے دین و نجات امت کیا معنی، انتقام خون مسلم

کے لئے بھی نہیں بلکہ مجبوراً آل عقیل کی شرماحضوری میں محض ان کی خوشنودی و رضاجوئی کے لئے امام آگے چلے، کربلا پہنچے لڑے اور مرے لہذا جب جنگ امام جہاد ہی نہیں تو تعریف حُر بھی فضول اور بے بنیاد ہے :-

پھر اخیر کتاب میں شیخ صاحب ایک آخری زور لگاتے ہوئے اپنی ساری قوت مجتہدانہ و محققانہ و مناظرانہ یوں صرف کرتے ہیں کہ

"امام حسین کا جہاد محض احیاے دین و نجات امت کیلئے تھا اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ اگر وہ اپنی جان گرامی اپنے جد امجد کے دین مبین پر فدا نہ کرتے تو حق و ناحق کا پتہ نہ چلتا کسی کو دین خالص کی راہ نہ ملتی اور دنیاے اسلام میں مشرب یزیدی کا وہ فسق و فجور دائر و سائر ہو جاتا جس کا تکملہ یزید کے حکم سے ولید بن عقبہ کے ہاتھوں واقعۂ حُرّہ[۱] میں ہوا تھا۔ صہ ۶۵"۔

اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کیطرف منسوب و مشہور رباعی (شاہ است حسین و بادشاہ است حسین ٭ دین است حسین و دین پناہ است حسین ٭ سر داد و نداد دست در دست یزید ٭ حقا کہ بناے لا الٰہ است حسین) لکھکر فرماتے ہیں کہ

"فی الواقع امام حسین دین پناہ بھی تھے اور مجسم دین بھی جنھوں نے جہاد فی سبیل اللہ اپنا سر دیکر پھر سے لا الہ الا اللہ کی صحیح بناڈالدی اور چشم بصیرت والوں کیلئے منار ایمان و معیار حق و باطل قائم کر دیا صہ ۶۵"۔

شیخ صاحب نے پہلے تعریف حر کیلئے جنگ امام کے جہاد ہونے کا دعوی بلا دلیل کیا تھا اور اب اسی فرضی جہاد کی غرض و غایت بیان فرمانے کے لئے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا کر اپنی شیعی خوش فہمی کا مزید ثبوت دے رہے ہیں اور اتنا خیال نہیں کرتے کہ جب امام کی لڑائی جہاد ہی نہیں تو تعریف حر کی طرح اسکی یہ غرض و غایت بھی محض بے بنیاد ہے، میں بھی اسپر حسب اصول و مسلمات شیعہ مختصراً کچھ عرض کرتا ہوں" گر قبول افتد زہے عز و شرف"

اولاً احیاے دین، میں دین سے مراد اگر دین اہل سنت ہے تو بالکل صحیح ہے مگر آپ کی شیعیت کی خیر نہیں اور اگر دین اہل تشیع مراد ہے تو قطعاً غلط ہے کیونکہ آپکے بیان دین کا نو حصہ صرف تقیہ میں ہے جس کا تارک بے دین و بے ایمان ہے اس کو ترک فرما کر امام حسین نے نو حصہ دین شیعہ کو اسطرح باطل و ضائع الوفا کر دیا کہ مسلک اہل سنت کے مطابق جان دیدی لیکن مذہب شیعہ کے موافق جناب امیر، امام حسن، امام زین العابدین اور دیگر ائمہ کیطرح تقیہ نہیں کیا۔ یہ حسب اصول شیعہ دین شیعہ کا ابطال و افنا ہوا نہ کہ ابقا و احیا، سو رہ آپ ہی انصاف فرمائیے کہ جب امام حسین اپنے والدین حضرت فاطمہ و جناب امیر کے ساتھ اپنے نانا رسول خدا صلعم کے سامنے اس مضمون کی وصیت پر عمل کرنے کیلئے عہد و دستخط کر چکے تھے کہ چاہے قرآن مٹا دیا جائے، کعبہ گرا دیا جائے، حق تلف و خمس غصب جائے، عزت و جان لیجائے مگر صبر کرو نگا تو وہ دین شیعہ کو زندہ کیا کرتے اور جب خاتم رسل کے بعد ہی جناب امیر کے وقت میں آپکا دین اسطرح تباہ و برباد ہو چکا تھا کہ قرآن محرف ہو گیا تمام صحابہ اور مسلمان مرتد ہو گئے صرف جناب امیر کے پاس اصلی قرآن تھا اسکو خود انھیں نے سب سے غائب کر دیا تو صحابہ اور جناب امیر نے دین شیعہ کو باقی ہی کب رکھا تھا کہ ان کے بعد امام حسین اپنی جان دیکر اسکو زندہ کرتے

[۱] شیخ صاحب نے لفظ حُرہ کو ایسے ہی لکھا ہے ۱۲ منہ

کیا امام حسین کے جہاد و شہادت نے اصلی قرآن ظاہر کر دیا، کافرون، منافقون اور مرتدون کو با ایمان مسلمان بنا دیا؟ ہر گز نہین بلکہ یہ ہوا کہ تھوڑے بہت جو مسلمان رہ گئے تھے بالخصوص شیعہ حتی کہ امام حسین کے اہلبیت و رفقا ان مین سے بجز پانچ کے سب کے سب بے ایمان و مرتد ہو گئے، چنانچہ علامہ شوستری نے اسکی تصریح کی ہے (دیکھو رسالہ قاتلان حسین صـ۲)

ثانیاً (نجات امت) مین بھی امت سے مراد اگر سنی ہین تو شیعون کا کہین ٹھکانا نہین، دوسرے اہل سنت کے نزدیک اُن کی نجات امام حسین کے جہاد یا شہادت پر نہین بلکہ صرف خدا کے فضل اور ایمان و عمل پر موقوف ہے۔ اور اگر شیعہ مراد ہین تو غلط ہے کیونکہ شیعہ اپنے عقیدہ اور اپنے ائمہ کے فتوی کی رو سے کافر و مرتد ہین (چنانچہ اسکی تفصیل میرے رسالہ ارتداد شیعہ مین ملاحظہ فرمالیجیئے):۔

ثالثاً (تفریق حق و ناحق) یہ غرض بھی پوری نہوئی کیونکہ جب دین حق پہلے ہی مردہ ہو چکا تھا جسے بعد کو امام غائب نے غار سرمن رائے مین دفن کر کے شیعون کو ہمیشہ کے لئے بے دین کر دیا تو تفریق حق و ناحق چہ معنی؟:۔

رابعاً (تخریب مشرب یزیدی) اس کا بھی یہ حال ہے کہ شیخ صاحب کو خود ہی اقرار و اعتراف ہے کہ مشرب یزیدی کا خاتمہ نہین بلکہ تکملہ واقعہ حرہ مین ہوا اور آپ کو یہ بھی تسلیم ہے کہ واقعہ حرہ امام حسین کے جہاد و شہادت سے قبل نہین بلکہ بعد کو ہوا پس مشرب یزیدی کی تکمیل ہوئی نہ کہ تخریب :۔

خامساً (بناے توحید) اس غرض کیلئے جہاد ہی فضول تھا کیونکہ یزید اور اہل شام توحید کے ہر گز منکر نہ تھے ہان بتقلید ابن سبا یہودی امام کے مدمقابل شیعیان علی توحید کے منکر رہے ہون تو ممکن ہے :۔

سادساً (منار ایمان) آپکے اصول کے مطابق تو جناب امیر خلفاے ثلثہ کی، امام حسن امام حسین امیر معاویہ کی، امام زین العابدین یزید کی اور بعد کے ائمہ اپنے اپنے وقت کے خلیفہ جور کی بیعت کر کے اپنا ایمان خود ہی کھو چکے تھے بالخصوص امام حسین بوجہ ترک تقیہ (معاذ اللہ) بے ایمان اور بے دین ہو چکے تھے، پھر وہ دوسرون کو منار ایمان کیا دیتے؟ جناب بھی تو بڑے چشم بصیرت والے ہین ذرا آپ ہی فرمائین کہ امام حسین کونسا منار ایمان دیگئے ہین؟ یہی منار ایمان جان دیکر بتا گئے ہین کہ اصحاب رسول کو منافق و مرتد سمجھو، اُن پر شب و روز لعن و تبرا کہو، اصلی قرآن کو غائب اور قرآن موجود کو محرف مانو، ائمہ کو انبیا پر ترجیح دو، قیامت سے پہلے رجعت قائم کر کے سلطان الانبیا حضور صلعم کو امام مہدی کا محکوم بناؤ، خدا کو نعوذ باللہ جاہل و عاجز یقین کرو، بنام تقیہ کذب و نفاق کو اور بنام متعہ فحش و زنا کو خوب شائع و ذائع کرو۔ اگر اسی کا نام منار ایمان ہے تو آپ کو اور تمام شیعون کو مبارک ہو لیکن ؎ گر ہمین مشرب و ہمین شیعہ ؛ کار ایمان تمام خواہد شد

سابعاً (معیار حق و باطل) واضح ہو کہ دین اسلام امام حسین یا ان کی لڑائی یا انکی شہادت کا نہین بلکہ محض خدا کی تعلیم کا نام ہے اور خدا کی تعلیم صرف قرآن مین ہے جو کلام اللہ ہے لہذا حق و باطل کا معیار قرآن ہے نہ کہ امام حسین کی ذات یا انکی جنگ یا انکی شہادت لہذا قرآن کے سوا کسی اور چیز کو حق و باطل کا معیار اہل سنت تو کہہ نہین سکتے کیونکہ بفضلہ تعالی قرآن اور اسپر ایمان تنہا ہم اہلسنت کے

پاس موجود ہے - ہان شیعہ البتہ کہہ سکتے بلکہ کہتے ہین کیونکہ شیعون کے پاس نہ قرآن ہے نہ قرآن پر ایمان ہے - یہ اسلئے کہ وہ مانتے ہین کہ اصلی قرآن غائب ہے اور قائل ہین کہ قرآن موجود محرف اور غیر معتبر ہے چنانچہ ان کے سلطان العلما مجتہد نے اپنے رسالہ بارقۂ ضیغمیہ مین بکر تصریح کردی ہے کہ

۱ - چون نظم قرآنی نظم عثمانی ست بر شیعیان احتجاج بآن نشاید	۱ - چونکہ نظم قرآنی نظم عثمانی ہے لہذا اس سے شیعون پر دلیل لانی چاہیے -
۲ - چون ناظم قرآنی خلیفۂ ثالث اند احتجاج بآن بر شیعیان درست نمی تواند شد	۲ - چونکہ ناظم قرآن خلیفہ سوم ہین اس لیے اس سے شیعون پر دلیل لانی درست نہین

اسی لیے کسی نے شیعون کو کہا ہے اور خوب کہا ہے کہ :-

چون ترک قرآن کردۂ آخر مسلمانی کجا ۔۔۔ خود شمع ایمان کشتۂ لیس نور ایمانی کجا

شیخ صاحب بھی چونکہ شیعہ ہین اس لیے انھون نے بھی اور شیعون کی طرح بجائے قرآن کے امام حسین اور اُنکی لڑائی و شہادت کو حق و باطل کا معیار قرار دیا - اگر ان کے پاس اصلی قرآن یا قرآن موجود پر ایمان ہوتا تو قرآن کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے اور ایسا ہرگز نہ کہتے پھر لطف یہ ہے کہ اسپر بھی اپنے آپکو مسلمان کہتے ہین، بقول اکبر الہ آبادی -

کفر کی رغبت بھی ہے دل مین بتون کی چاہ بھی ۔۔۔ کہتے جاتے ہین مگر منہ سے معاذ اللہ بھی

کیون شیخ صاحب! کیا اسی برتے پر آپ رسالہ قاتلان حسین کا رد کرنے چلے ہین کہ "لڑتے ہین اور ہاتھ مین تلوار بھی نہین"

آہ تم نے طاق نسیان پر رکھا قرآن کو ۔۔۔ کھو دیا ہاتھون سے اپنے دین کو ایمان کو

اس طرح حب حسین کے آڑ مین شیعہ قاتلان حسین کی حمایت کرکے قرآن شریف کی آپ لاکھ مخالفت کرین لیکن اس سے نہ شیعیت و رافضیت پر پردہ پڑ سکتا ہے نہ شیعیان علی کے دامن سے خون حسین کا دھبہ مٹ سکتا ہے اور نہ قرآن پاک کو کچھ نقصان پہونچ سکتا ہے

یہ نورِ خدا ہے نہ بجھا ہے نہ بجھے گا ۔۔۔ ہے تجھ مین اگر دم تو اسے تو بھی بجھا دیکھو

پس، شیخ صاحب' آپ اُسی وقت قابل خطاب ہو سکتے ہین جبکہ "غیر قرآن کے معیار حق و باطل ہونے" کے خیال باطل سے رجوع کرکے یا اپنے امام غائب والے قطعی قرآن کو پیش کرین یا قرآن موجود کو اصلی مان کر اسپر ایمان لائین کیونکہ جب ہم سنی ہین اور آپ شیعہ اور ہمارے و آپکے درمیان مین یہ اصولی اختلاف ہے تو اسکو چھوڑ کر فروعات مین بحث کرنا محض عبث ہے - اسی لئے مین اب یہ کہکر رسالہ "دشمنان حسین" کو ختم کرتا ہون کہ اگر آئندہ رسالۂ ہذا پر کچھ لکھنے کی ہمت ہو تو اول اسی اصول پر آپ قلم اُٹھائین، ورنہ "اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما" پر عمل کرنے کی ہمین اجازت دین - آپنے اپنے رسالہ کو اتم اور تبرا پر ختم کیا ہے لیکن مین اپنی کتاب کو صبر اور دعا پر تمام کرتا ہون + بیا ساقیا من چہ امی کنم :: تو دشنام دہ من دعا می کنم +

یا اللہ - شیخ صاحب کو صبر و ہدایت کی توفیق دے اور اُن کا خاتمہ بخیر کر - آمین -

حررہٗ فقیر محمد عبد الشکور حنفی مرزا پوری -

خاتمہ

ناظرین! میری کتاب "قاتلان حسین" کے رد مین محرم سنہ ١٣٤٦ھ کے پرچہ سہیل مین جلد ٢ نمبر ٩ مین روپوش محقق نے بعنوان معرکۃ القلم ص٦ سے ص٢٦ تک جو کچھ لکھا ہے اب اُس کا علٰحدہ جواب لکھنے کی چندان ضرورت نہین کیونکہ شیخ صاحب کے رسالہ "قاتلان حسین پر نفرین" کے جواب مین ضمناً اس کا بھی جواب ہو گیا ہے جو کافی ہے لیکن صرف وعدہ کی بنا پر خاتمہ کتاب مین علٰحدہ بھی مختصراً کچھ عرض کئے دیتا ہون -

واضح ہو کہ روپوش یا پردہ نشین محقق نے اپنے تردیدی مضمون کو دو حصون پر تقسیم کرکے پہلے حصہ کا جواب مجمل اور دوسرے حصہ کا جواب مفصل نام رکھا ہے مگر حصہ دوم کو بھی بلفظ اختصار تعبیر کیا اور کچھ ہی لکھکر پھر "باقی آئندہ" کرکے نہ معلوم کیون ناتمام رہنے دیا ہے اس مین سے بعض امر کے متعلق نمبروار حسب ذیل گذارش ہے :-

گالی (١) سنا تھا کہ سہیل مین علمی پرچہ ہے اور پردہ نشین محقق مشہور مجتہد ہین اسلئے امید تھی کہ علم و اجتہاد کی برکت سے پرچہ مین مجتہد کا جواب عالمانہ اور مجتہدانہ ہوگا ورنہ کم از کم مہذبانہ تو ضرور ہوگا لیکن یہ دیکھکر سخت حیرت ہوئی کہ وہ مضمون تحقیق شیخ سے بھی بڑھکر صرف عامیانہ ہی نہین بلکہ نہایت غیر شریفانہ ہے اور ان کے متعلق علامہ مدیر النجم کے اس مقولہ کی تصدیق ہوگئی کہ

نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار اُن سے — یہ بازو مرے آزمائے ہوے ہین

چنانچہ روپوش محقق نے جن سُوقیانہ الفاظ اور گالیون سے صفحات سہیل کو ناپاک اور جسے اڈیٹر سہیل نے شائع کیا ہے وہ حسب ذیل ہین -

شمار	صفحہ	سطر	گالی	کس کو دی	کے مرتبہ دی ہے
١	٦	١٠	کیا اچھا ہوتا اگر آپ اپنے امیر معویہ اور یزید پر شیعہ سمجھکر لعنت کرتے	امیر معاویہ و یزید کو	
٢	٨	٤	فریب	امیر معاویہ کو	
٣	٨	٦	مکاریاں (دوسری جگہ مکر)	"	٢- مرتبہ
٤	٨	٢١	فاقد النور (ص٢٣ پر طاغیہ اسلام)	"	
٥	٩	٥	عدوے اہلبیت	"	
٦	٩	١٠	منافق	"	٥- مرتبہ
٧	١١	٧	غاصبین دولت	"	

شمار	صفحہ	سطر	گالی	کس کو دی	کے مرتبہ دی ہے
۸	۱۱	۱۲	حیلہ جو	امیر معاویہ کو	
۹	۱۱	۱۲	مکرساز	//	
۱۰	۱۱	۱۳	مکائد	//	
۱۱	۱۲	۱۷	جھوٹ	//	۲ جگہ
۱۲	۱۴	۳	کاذب	//	
۱۳	۲۰	۲۰	قطاع الطریق	امیر معاویہ ویزید کو	
۱۴	۲۱	۸	نمک حرام خادمون	امیر معاویہ ویزید کو	
۱۵	۲۳	۳	معاویہ اجلال پدر کی قدر نہ جانتا تھا یہ تو باپ بڑے جان سکتے ہین	امیر معاویہ کو	
۱۶	//	۱۸	عہد شکن	//	
۱۷	//	//	جبار	//	
۱۸	//	//	مستاثر بالفیٔ حاکم	//	
۱۹	//	//	مسلم نما منافق	//	
۲۰	۸	۷	فاسق (صے ۱۵ مین ملعون و کاذب)	یزید کو	۲ دفعہ
۲۱	۱۲	۱۵	بدسرشت	//	
۲۲	۱۶	۱۳	اسلام کفر سے بدتر تھا	//	
۲۳	۲۲	۱۸	بدنہاد	//	
۲۴	۶	۱۴	ہفوات	میری تحریر کو	۲ مرتبہ
۲۵	//	۱۵	خلقی غباوت	مجھکو	
۲۶	۷	۱۹	رطب ویابس	میری تحریر کو	
۲۷	۸	۲	کاذب	مجھکو	
۲۸	//	۱۰	سادہ لوحی	//	
۲۹	//	//	طبعی زیغ	//	

شمار	صفحہ	سطر	گالی	کسکو دی	کے مرتبہ دی ہے
۳۰	۹	۳	تبرہ چشمون	مجھکو	
۳۱	۱۱	۱۴	مکاری	"	
۳۲	"	"	حماقت	"	
۳۳	"	۲۱	تقریر مہمل	میری تحریر کو	
۳۴	۱۵	"	اجوف الدماغ	مجھکو	
۳۵	۲۲	۱۳	ناصبی	"	
۳۶	"	۶	نافہمی مرزاپوری	"	
۳۷	۲۵	۳	نافہم	"	۲ مرتبہ
۳۸	۲۶	۱	النجم حق ناشناس	مدیر النجم کو	
۳۹	"	۳	تف ہے ایسے علم پر	"	
۴۰	"	۴	تھوک ہے ایسے افترا بافی پر	"	
۴۱	"	"	ہم نے تو خدا معلوم آدمیت سے بھی قطع نظر کرلی ہے	"	
۴۲	"	۵	مقابلہ اہل بیت رسول مین ضلالت کا علم اٹھایا ہے	"	

شکر ہے کہ قبلہ وکعبہ نے صرف مجمل، مختصر اور ناقص ہی لکھنے پر قناعت کی جسمین اتنی ہی گالیان ہین کہ کوئی صفحہ خالی نہین، اگر ذرا ہمت کرکے مفصل، مطول اور کامل لکھتے تو خدا ہی جانے کیا اور کتنا نور برساتے، یہی وجہ ہے کہ بیشتر علماے اہل سنت نہ کتب شیعہ کو دیکھتے ہین نہ اُن کے سب دشتم کا جواب دینا پسند کرتے ہین اور عوام مین شیعے اس کو یون مشہور کرکے فخریہ کہتے ہین کہ دیکھو، ہم نے ایسی لاجواب بات لکھی کہ کوئی سُنی عالم جواب نہین دے سکا - حق ہے، عالی جناب معلی القاب اجتہاد مآب محقق لاجواب کے ایسے اسلام سوز براہین قاطعہ وکفر نواز دلائل واضحہ کا جواب علماے اہل سنت کیا معنی، عوام اہل سنت بلکہ اہل سرا بھی نہین دے سکتے :-

نظر بر عنوان (۲) روپوش محقق نے عنوان قائم کیا ہے (طرفداران یزید سے ہمارا قلمی جہاد) حالانکہ اُن کے مذہب مین قبل از ظہور امام غائب، جہاد سیفی کی طرح جہاد قلمی بھی ممنوع اور مجاہد ملعون ہے چنانچہ علامہ مجلسی نے بحار الانوار مین احادیث رسیل

روائمہ اس کے متعلق نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مباحثہ کرنا انبیا روائمہ کے سوا اسلئے دوسرون کا کام نہین بلکہ ناجائز وحرام ہے کہ وہ نہ حجت منصوب من اللہ کو پہچان سکتے ہین نہ ضعیف شیعون یا اہل باطل کے حق مین فتنہ ہونے سے بچ سکتے ہین ۔ اور اسلئے بھی ناجائز ہے کہ جہاد بالقلم سے اظہار دین ہوتا ہے حالانکہ شیعون کے یہان اظہار دین کی ممانعت اور اخفاء دین کا حکم ہے جیساکہ اصول کافی مین امام جعفر صادقؑ کی یہ حدیث مروی ہے ۔

بیشک تم ایسے دین پر ہو کہ جو اسکو پوشیدہ رکھے گا اللہ اُسے عزت دیگا اور جو اسکو ظاہر کریگا اللہ اُسے ذلت دیگا ۔	انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ صہ ۴۸۵ "

پس جب روایات شیعہ جب قلمی جہاد کی ممانعت اور وہ باعث لعنت وموجب ذلت ہے تو حیرت ہے کہ اس پرخطر وادی مین پردہ نشین محقق نے کیون قدم رکھا؟ خدانخواستہ ہمارے مذہب اہل سنت کی اگر یہ تعلیم ہوتی اور ہم اس کے خلاف ایساکرتا تو روپوش محقق مجھے نہ معلوم کیا کیا کہتے مگر حضرت قبلہ وکعبہ کو کون کہے کہ " چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی "۔

نظر بر جواب مجمل (۳) پردہ نشین صاحب! میرے رسالہ قاتلان حسین مین قاتلان حسین پر لعن کے جواز وعدم جواز کی بحث نہین کی تھی جو آپ فرماتے ہین (قاتلان حسین خواہ کوئی بھی ہون شیعہ ہون یا سنی ہمارا گروہ حیا اور میتا اُن سب پر لعنت کرتا ہے) بلکہ کتب شیعہ سے قاتلان حسین کی تعیین وتشخیص کی تھی کہ شیعہ تھے پھر آپ اسکو بادلیل انکار یا اقرار کرنے کے بجائے (خواہ کوئی بھی ہون) فرماکر ناحق یہ کیون رقم فرماتے ہین کہ (مذہب شیعہ کیا معنی آپ کسی مذہب والے سے پوچھیے تو وہ قاتلان حسین پر لعنت کرتا ہوا نظر آئیگا) کجا بحث تعیین اور کجا بحث لعن' کیا یہی خلط مبحث جناب کے تحقیق کی کائنات ہے ؟ شیعہ یا سنی دو مین سے کسی ایک کا قاتل حسین ہونا آپ کے نزدیک متعین ہے یا نہین ۔ اگر متعین ہے تو لعن بالشخص کے قائل ہو کر گول مول ایسا کیون کہتے ہین کہ (شیعہ ہون یا سنی ہمارا گروہ سب پر لعنت کرتا ہے) ؟ اور اگر غیر متعین ہے تو پھر یہ کیون لکھتے ہین کہ (لیکن وہ شیعہ جو ان قاتلون پر لعنت کرتے ہین ان سے آپ ہمیشہ برہم رہتے ہین اور وہ جسکو آپ شیعہ قاتل کہتے ہین ان سے آپ بہت خوش ہین) چنانچہ اس پیچدار جملہ مین غیر شیعہ قاتل سے میرے بہت خوش ہونے کی بھی ایک ہی کہی" چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد " حضرت! گو آپ اور آپکا گروہ قاتلان حسین پر لعنت کرتا ہے مگر نہ شیعہ قاتلان حسین پر لعنت کرتا ہے نہ غیر مذہب والے آپکی طرح لعنت کا وظیفہ پڑھتے ہین' ہان حسب تحریر رسالہ الواعظ ماہ ستمبر ۱۹۲۴ء یہ مخصوص اور مایہ ناز شیوہ صرف شیعون کا ہے' اسی لئے فرقہ شیعہ کا مناسب حال نام ہی اہل لعنت مشہور ہو گیا ہے جب لعنت کرنا آپ کا خاص مذہب ہے اور اپنے مذہب کے متعلق آپ کے امام جعفر صادق کا آپکو یہ حکم ہے

باز رہو لوگون سے اور نہ دعوت دو کسی کو اپنے امر مذہب کی طرف "	کفوا عن الناس ولا تدعوا احدا الی امرکم اصول کافی صہ ۹۵ "

۱۲۰

تو آپ مجھے یہ دعوت دیکر کیون معصیت کرتے ہین کہ (اگر آپ بھی ہمارے ہمکلام ہو جائے تو نعم الوفاق + کاش آپ بھی اُن پر لعنت کرین + کیا اچھا ہوتا اگر آپ اپنے امیر معاویہ اور یزید پر شیعہ سمجھکر لعنت کرتے) ؟ جملۂ اول و دوم مین لعن بالوصف اور جملہ سوم مین لعن بالشخص کی دعوت دیکر تو گنہ گار بنے ہی تھے، یہ اور غضب ڈھاتے ہین جو فرماتے ہین کہ امیر معاویہ یزید پر شیعہ سمجھکر لعنت کیجیے، شائد آپ کے نزدیک قتل نہین بلکہ دراصل تشیع باعث لعنت جرم ہے اور جب یہ ہے تو چونکہ جرم تشیع کے مجرم ہم اور ہمارا گروہ اہل سنت نہین بلکہ آپ اور آپ کا گروہ شیعہ ہے لہذا شیعون پر لعنت کرنے کی خدمت سے ہمین معاف رکھئے اور آپ ہی اس عبادت کو کما حقہ ادا فرماتے رہیے :-

چہارم - صرف شیعون کا قاتل حسین ہونا جسکو مین نے رسالہ قاتلان حسین مین کتب شیعہ سے ظاہر کیا ہے ایسا بدیہی امر ہے کہ باوجود شیعہ بلکہ مجتہد شیعہ ہونیکے نہ علامہ خلیل قزوینی سے انکار ہو سکا بلکہ صافی مین صاف اقرار کرنا پڑا کہ (باعث کشتہ شدن ایشان تقصیر شیعہ امامیہ است از تقیہ) اور نہ آپ سے کچھ ہو سکا بلکہ یہ فرمایا کہ (شیعہ دوست کو کہتے ہین اگر کسی سے دوستی کا ظہور ہوگا تو وہ اس کا دوست کہلائیگا اور اگر دشمنی کا ظہور ہوگا تو عدو کہا جائیگا اگر قتل اولاد رسول دوستی پیغمبر کہی جاتی ہے تو یہ ایک جنون کی قسم ہے جس سے مخاطبہ کرنے مین مخاطب کو احتراز زیبا ہے اور اگر یہ دشمنی کہلاتی ہے تو واضح ہے کہ ایسے شخص کو شیعہ نہین کہا جاتا) ہر دو عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ قتل سے پہلے قاتلان حسین کا شیعہ ہونا علامہ قزوینی اور آپ ہر دو صاحبون کے نزدیک مسلم ہے اور اختلاف صرف اس مین ہے کہ اُن شیعون نے امام حسین کو از روے تقیہ قتل کرکے ثواب حاصل کیا اور وہ بعد کو بھی با این ہمہ شیعہ رہے یا از رُوے عداوت قتل کیا اور پھر باین وجہ دائرۂ شیعیت سے خارج ہو گئے - علامہ قزوینی پہلی صورت کے اور آپ دوسری شق کے قائل ہین، مگر چونکہ علامہ قزوینی کو آپ پر ہر طرح ترجیح ہے لہذا اُنکی رائے راجح[1] اور آپکی رائے مرجوح ہے' اور آپ کے آپسمین اس اختلاف کے باوجود بھی ہمارا مدعا بلا غبار ثابت ہے کہ قاتلان حسین شیعہ تھے کما لا یخفی' پھر جناب کا یہ ارشاد (اسمین ہم نے تمام ہفوات کا جواب دیدیا) آپ ہی فرمائین کہان تک صحیح ہے ؟ مین نے پیغمبر کی دوستی یا دشمنی کی نہ بحث کی تھی نہ اسکو قتل اولاد رسول کا موقوف علیہ قرار دیا تھا پھر آپنے عبث فرمایا (اگر قتل اولاد رسول دوستی پیغمبر کہی جاتی ہے الخ) معلوم ہوتا ہے کہ شائد آپکے نزدیک اولاد سے دوستی یا دشمنی کیوجہ صرف اُس کے باپ ہی سے دوستی یا دشمنی ہوا کرتی ہے حالانکہ یہ قاعدہ کلیہ غلط ہے - ورنہ جب یہ ثابت اور آپ کو بھی تسلیم ہے کہ قاتلان حسین شیعہ تھے تو بسم اللہ شوق سے آپ شیعون کو دشمنان حسین کے ساتھ دشمنان رسول

---

[1] اسکی وجہ یہ بھی ہے کہ از روے کتب شیعہ امام کو گالی دینے تبرا کرنے (کما فی اصول الکافی و مر سابقا) بلکہ قتل کرنیسے (بھی) تشیع مین خلل نہین آتا جیسا کہ میرے رسالہ قاتلان حسین کی تقریظ مین فاضل مدیر النجم نے بحوالہ احتجاج طبرسی مطبوعہ ایران ص۲ ظاہر فرمایا ہے جسے پردہ نشین محقق نے ضرور دیکھا مگر تعجب ہے کہ وہ پھر بھی اپنی ہی کہے جاتے ہین - افسوس ۱۲ منہ

بھی فرمائیں اور ہمیں بھی "نعم الوفاق" کہنے کی اجازت دیں :-

(۵) مجھے تو آپ ہدایت فرماتے ہیں کہ (شیعہ سنی سے علٰحدہ ہو کر یوں سمجھئے کہ سید الشہدا[1] کے قاتل کافر تھے یا مسلمان) مگر خود نہ معلوم کیا سمجھکر سمجھاتے ہیں کہ (اگر آپ ان کو کافر کہتے ہیں تو ہم آپ سے متفق ہیں اور اگر آپ ان کو مسلم کہتے ہیں تو تمام اہل عالم کو آپ اسلام سے بدظن کرتے ہیں) مگر یہ خیال نہیں فرماتے کہ امام حسین نہ نبی ہیں اور نہ ان کا نام اسلام ہے کہ ان کے منکر یا قاتل کو اسلام کے منکر اور نبی کے قاتل کی طرح کافر کہا جاے پھر اُن کے قاتل کو غیر کافر کہنا اسلام سے بدظن کرنا کیونکر ہو سکتا ہے، ورنہ مہربانی فرما کر اول آپ امام حسین کا نبی ہونا ثابت فرمایئے تب ایسا کلمہ زبان مبارک پر لایئے، اگر یہ نہیں کر سکتے اور یقیناً نہیں کر سکتے تو آپ ہی ارشاد فرمایئے کہ غیر نبی کو نبی کہنے یا پسر نبی کے احکام جاری کرنے والے کو شرعاً کیا کہتے ہیں ؟ پھر جب یہ مسلم ہے کہ قاتلان حسین شیعہ ہیں تو شیعوں کو آپ کافر وغیرہ جو چاہیں کہیں آپ کو اختیار ہے" جناب کو یاد ہوگا ابھی اوپر بعد قتل وجہ قتل کے شیعہ قاتلان حسین کے شیعہ ہونے سے آپ نے انکار کیا تھا اور اب مجھے فرماتے ہیں کہ (جس طرح قاتلان حسین ہونے کی وجہ سے اپنے شیعہ ہونے سے انکار کیا ہے ویسے ہی مجھے امید ہے کہ آپ اسلام سے بھی انکار فرمایئں گے) کہیے قاتلان حسین ہونے کی وجہ سے اپنے شیعہ ہونے سے آپ نے انکار کیا ہے یا میں نے ؟

حیرت ہے کہ پہلے آپ نے جس امر کا بڑے شد و مد سے انکار کیا تھا اب اُس امر کا کس خوبصورتی سے مجھے منکر بنا کر اقرار کرتے ہیں، کیا پردہ نشینی کیطرح غلط گوئی اور تناقض بیان بھی محقق و مجتہد کی شان سے ہے، ذرا امام کی قسم کھا کر سچ فرمایئے "کس کو عادت ہے بھول جانے کی" ؟

(۶) شیخ پریاوان اور آپ ہر دو صاحب نے رسالہ قاتلان حسین کے رد میں قلم اٹھایا لیکن شیخ صاحب تو جواب خط میں "انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال" فرما کر قول کو فعل پر ترجیح دیتے ہیں اور آپ اُن کے خلاف ہمیں یہ سمجھاتے ہیں کہ (اگر کسی کا قول کچھ ہو اور فعل کچھ ہو تو آپ فعل کو دیکھیں گے یا قول کو دیکھینگے دنیا تو فعل کو بمقابلہ قول قوی سمجھتی ہے لیکن مجھے معلوم نہیں کہ آپ کیا سمجھتے ہیں) مگر علامہ خلیل قزوینی کو ہدایت نہیں فرماتے جو قول کو فعل سے قوی سمجھکر قاتلانِ حسین کو تقیہ باز شیعہ فرما چکے ہیں اور جسے میرے انکار کے پردہ میں آپ خود بھی سمجھ چکے ہیں حتی کہ اسجگہ بھی جناب نے قول کو بمقابلہ فعل، غلط نہیں بلکہ ضعیف ہی فرمایا ہے تو شیخ پریاوان و علامہ قزوینی کے و نیز اپنے برعکس پھر فعل کو قول سے قوی قرار دیکر مجھسے ناحق فرماتے ہیں کہ (قاتلین امام علیہ السلام کو شیعہ نہ فرمایئے کیونکہ اُن کا فعل اُن کے قول کے منافی ہے) اچھا ہم اگر آپ کا یہ قاعدہ کلیہ مان بھی لیں کہ بصورت مخالفت قول سے فعل قوی ہوا کرتا ہے تو اس سے

[1] غیر سید الشہدا کو سید الشہدا کہنا حسب کتب شیعہ بھی جائز نہیں ہے ۱۲ منہ

آپ کا نہین بلکہ ہمارا ہی مدعا ثابت ہوتا ہے، یہ اس لئے کہ ابو الائمہ امام اول جناب امیر نے اپنے شیعون کو حکم دیا ہے
کہ مخالفین کے کہنے پر تم مجھے گالی دو تبرا کہو - اور ظاہر ہے کہ سب و تبرا فعل ہے جو بقول آپ کے قول سے قوی اور دعوی
تشیع کے منافی ہے مگر یہ قوی اور منافی ہونا شیعہ کو تشیع سے نہ خارج کرتا ہے نہ مانع ہوتا ہے ورنہ مسلمات شیعہ کے خلاف جناب
امیر ایسی تعلیم ہرگز نہ دیتے، پس حسب ارشاد جناب امیر قاتلین امام کے فعل کا قول سے قوی اور منافی ہونا اُن کے شیعہ ہونے کی
دلیل ہے نہ کہ تشیع سے خارج ہونے کی - پردۂ نشین محقق صاحب! شکر کیجیے کہ آپکی اس اجتہادی دلیل کی برکت سے جرم قتل کے باوجود
شیعون کا دامن تشیع محفوظ رہا مگر آپ ذرا اس دلیل کی نحوست پر ماتم بھی کر لیجیے کیونکہ خلفائے ثلثہ، امیر معاویہ اور یزید وغیرہ
کے حق مین جناب امیر، امام حسن، امام حسین اور امام زین العابدین وغیرہ کے مخالف اقوال اور موافق افعال کتب شیعہ مین مذکور ہین،
پس جناب کے قاعدہ کلیہ کے مطابق چونکہ آپکے ائمہ کے افعال اُن کے اقوال کے منافی تھے لہذا وہ آپکی طرح شیعہ نہین بلکہ خلفاء
ثلثہ وغیرہ کی طرح سنی تھے، اِس سے بڑھکر اہل سنت کی صداقت اور اہل تشیع کے بطالت کی شہادت اور کیا ہو سکتی ہے - واقعی
آپکی یہ محققانہ دلیل عجیب ہے، اسپر آپ جسقدر ناز کرین کم اور جتنا فخر کرین حق اور بجا ہے - پھر لطف یہ ہے کہ آپ اسی ایک دلیل مبطل
شیعہ پر قناعت نہین کرتے بلکہ مجھے مخاطب کر کے اور فرماتے ہین کہ (اگر کوئی اپنے کو مسلمان کہے اور پیغمبر اسلام پر تلوار کا وار کرے تو
قول پر آپ نظر فرمائینگے یا فعل پر، بس یہی ہمارے آپ کے درمیان مین قول فیصل ہے دیکھون تو آپ کیونکر یہ فتویٰ دیتے ہین کہ
ایسا شخص مسلم ہے) اس سے معلوم ہوا کہ آپ حضور صلعم کیطرح امام حسین کو بھی پیغمبر اسلام مانتے ہین! جبھی تو آگے لکھتے ہین کہ
(اگر آپ ایسے شخص کو مسلم کہین تو قاتلین امام کو شیعہ نہ فرمائیے) بالفاظ دیگر یہی بات آپ پہلے بھی فرما چکے ہین کہ (سید الشہدا
کے قاتل کافر تھے یا مسلمان) حالانکہ جب کوئی کہتا ہے کہ عقیدۃً شیعہ اپنے ائمہ کو نبی مانتے ہین تو دکھانے کو فوراً علمار شیعہ
لال پیلے ہو جاتے ہین مگر دیکھئے اس جگہ کس خوبصورتی سے آپ اظہار مافی الضمیر فرما گئے کہ امام نبی ہین، کیا شیعون کے منکر
ختم نبوت محمدیہ ہونے مین اب کچھ کلام ہے؟ اچھا حضرت! ہم آپ ہی کے قول فیصل مان[1] لیتے ہین بشرطیکہ آپ امام حسین کا پیغمبر
اسلام ہونا ثابت کر دین ورنہ لِلّٰہ اپنے ایمان پر رحم فرمائے اور غیر نبی کو نبی کہکر منکر ختم نبوت نہ بنئے۔

(۷) تقریباً ایک صفحہ مین آپ اپنے خیال مین بطور معارضہ فرماتے ہین جس کا خلاصہ یہ ہے کہ (حضرت عثمان کے قاتل
اس لئے سُنی تھے کہ اُن کے قاتل وہی تھے جو اُن کے قتل سے پہلے نبی کے صحابی، شیخین و خود خلیفہ سوم سے بیعت کنندہ اور
سنی تھے کیونکہ "اسوقت نہ امیر المومنین (علی رض) کی خلافت تھی نہ کسی امارت شیعیت کی ظہور کا کوئی موقع تھا سوائے سنیت
دنیا مین کسی اور چیز کا پتا نہ ملتا تھا") حالانکہ امام حسین کی طرح نہ خلیفہ سوم کی بزرگی مسلمہ فریقین[2] ہے نہ حضرت

[1] مگر آپکی طرح نہین کہ حضور صلعم پر اگر کوئی قولاً حملہ کرے مگر عملاً احتراز کرے تو فعل کو قوی سمجھکر قولی حملہ سے درگزر کرین ۱۲ [2] کیونکہ امام حسین کو سنی اور شیعہ دونون اچھا کہتے ہین مگر خلیفہ سوم کو صرف اہل سنت اچھا مانتے ہین اور شیعہ اُن کو بد سے بدتر بلکہ بدترین سمجھتے ہین ۱۲

۱۲۳

عثمانؓ کو قتل کرنے والے صحابہ تھے[1] جنھین آپ نے لکھا ہے کہ (ایک کثیر گروہ اصحاب نبی کا اٹھا) بلکہ وہ بیعت کے بعد باغی ہونیوالے مصر بصرہ اور کوفہ کے ہزارون بلوائی سنی نما شیعہ تھے جنمین اس فتنہ کا اصل روح روان ابن سبا صنعانی مذہب شیعہ کا بانی تھا اور حضرت مالک اشتر شیعہ بھبھتی ہوئی آگ پر تیل ڈال رہے تھے - پھر آپ اپنے اس غلط دعوی اور دلیل باطل پر خوش ہو کر ناحق معارضہ کا نام لیکر مفت مین منصب تحقیق و اجتہاد کو کیون بدنام کرتے ہین ؟

یہ تھی جناب کے جواب مجمل کی حقیقت جسے آپ فرماتے ہین دیکھین ہماری مجمل تقریرین جس مین ہم سب رطب و یابس کا جواب دیچکے) ہم بھی جواب کے جواب الجواب مین پردہ دری کر کے حضرت کی مجمل تقریرون کی بابت یہ آخری عرض کرتے ہوے اب قبلہ کے جواب مفصل یا مختصر کیطرف متوجہ ہوتے ہین کہ ؎

ترچھی نظرون سے نہ دیکھو عاشق دلگیر کو کیسے تیرانداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو

نظر بر جواب مفصل اکثر باتون کا جواب تو شیخ صاحب کے رد مین ضمناً ہو چکا ہے لہذا صرف بعض باقی باتون کا جواب بسلسلۂ نمبر مذکور مختصراً درج ذیل ہے - ملاحظہ فرمایئے -

(۸) مین نے رسالہ قاتلان حسین مین بحوالہ جلاء العیون و ناسخ التواریخ لکھا تھا کہ امیر معاویہ نے وفات کے وقت یزید کو امام حسین کی بابت حسن سلوک کی وصیت کی تھی؛ جسکی وجہ مین نے اُس عظمت و وقعت اور الفت و محبت کو قرار دیا تھا جو امام کی طرف سے امیر معاویہ کے دل مین تھی - آپ نے وصیت سے تو اتفاق فرمایا لیکن اسکو کئی صفحہ مین مکاری، دنیا سازی اور سیاسی چال پر محمول کیا اور اسی سلسلہ مین نہ معلوم کیون طیش مین آکر مجھکو کہین یون لکھا (کاتب مضمون ہر دماغ کو اپنا دماغ خیال کر کے کہتا ہے) کہین یون ارشاد فرمایا (اس کاتب جوف الدماغ کا خیال ہے) کہین یون کلام کیا (وہ اس بات کو سُن چکا) کہین یون زبان کو چلایا (اس نافہم کو خیال ہوگا) خیر حضرت قبلہ و کعبہ آپ کی طرز گفتگو کے متعلق تو بصد ادب بس اتنا ہی عرض خدمت ہے کہ

؎ ہر اک بات مین کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے تمہین بتاؤ یہ انداز گفتگو کیا ہے

رہی جناب کی تحقیق انیق تو اس مین آپنے بیشتر وہی مطاعن پیش کئے ہین جنھین شیخ صاحب پیش کر کے جواب با صواب پا چکے ہین - ہان اجتہاد آپ نے جو بعض نئی باتین پیش کی ہین، از انجملہ

پہلی بات یہ ہے کہ (علماء اہل تشیع ایسے سادہ لوح نہین جو معویہ کے ان کلمات کے فریب مین آجایئن جیسا کہ منافقین نے بیشک پیغمبر کے رسول ہونے کی شہادت دی تھی لیکن باوصف اقرار لب قدرت نے اس سے انکار کیا اور کہا

[1] بلکہ صحابہ و اہل مدینہ مثلاً حضرت علی، امام حسن، امام حسین، ابن عباس، طلحہ، محمد بن طلحہ، ابن زبیر، سعد بن ابی وقاص، زید بن ثابت، ابو ہریرہ، مغیرہ بن الاخنس وغیرہ رضی اللہ تعالی عنہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدافعت کرتے تھے ۱۲ منہ

واللہ یعلم ان المنافقین لکاذبون اسی طرح ہمارے علماء دہم ان مکاریون کی حکایت کرتے ہین اور ہمین معلوم ہے کہ یہ سب ملکی تدبیرین اور دنیا سازیان تھین) شیخ صاحب نے تو جناب امیر جیسے عالم بالغیب کا امیر معاویہ کے فریب مین آ نا بیان کرکے اُن کی امامت کو رخصت فرمایا تھا مگر محقق آب نے تو اس سے بڑھکر کمال ظاہر فرمایا کہ علماء شیعہ اور اپنے متعلق فریب معاویہ مین نہ آنے کے علاوہ یہ دعوی بھی کیا کہ خدا کی طرح امیر معاویہ کے مکر و نفاق کو جانتے ہین بقول شخصے "گرو گڑ ہی رہے ' چیلے شکر ہوگئے" امام' امام ہی رہے بلکہ امامت کیلئے ترستے ہی رہے اور آپ و جمیع علمائے شیعہ براہ راست آگے بڑھکر تخت الوہیت پر بھی فائز ہوگئے - لبِ شیعہ کے اس لب قدرت کی ہمسری پر آپ و نیز جمیع علماء شیعہ کو منصب امامت سے بڑھکر مرتبۂ الوہیت مبارک ہو :-

دوسری بات یہ ہے کہ (ہم سچ کہتے ہیں کہ اگر یزید کو معاویہ نے قتل امام حسین سے منع کیا تھا تو اسکی وجہ محبت امام حسین اور الفت ذریت رسول نہ تھی بلکہ وہ لوگ جن کا دماغ سیاسی ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ قتل امام میں چونکہ زوال دولت بنی امیہ کا راز مضمر تھا اور معاویہ اگرچہ عدوئے اہل بیت تھا لیکن وہ کم سے کم اپنا اور اپنی اولاد کا دوست ضرور تھا اس لئے اس کا دلی مقصد تھا کہ ایسی بات جو میرے خاندان سے دولت و سلطنت کو نکالدے ہونے نہ پائے صرف اسی سیاسی نقطۂ خیال سے اُس نے اس قتل عظیم سے یزید کو روکا) آگے چلکر ایک جگہ اور لکھتے ہیں کہ (بھلا مستحقین ریاست کا وجود غاصبین دولت کے نگاہ میں نہ کھٹکے یہ ہو نہیں سکتا ہاں مصلحت وقت اور دنیا سازی کی وجہ سے اور نیز اس لئے کہ سلطنت بنی امیہ میں رخنہ نہ پڑے اگر اس نے یزید سے کہدیا ہو کہ حسین کو قتل نہ کرنا کیونکہ ابھی ہم نے حسن کو قتل کیا ہے اگر تو حسین کو بھی قتل کر ڈالے گا تو عالم اسلامی اُمنڈ آئیگا) گو حضرت نے امام حسین کا مستحق ریاست اور امیر معاویہ کا غاصب دولت ہونا ثابت نہ فرمایا - تاہم ماشاء اللہ عالیجناب کا دماغ بھی سیاسی ہے ' جبھی امیر معاویہ کے راز مضمر' دلی مقصد اور سیاسی نقطۂ خیال کو آپ نے خوب سمجھا کہ ممانعت قتل امام حسین کی وجہ زوال دولت کا خوف اور عالم اسلامی کے امنڈ آنے کا اندیشہ تھا مگر وجہ مذکورہ تصنیف کرتے وقت ذہن رسا میں یہ نہ آیا کہ پھر خود ہی جو امیر معاویہ کا امام حسن کو قتل کرنا لکھا ہے اون کو بھی نہ قتل کرنے کی یہی وجہ دلیل ہو جائیگی کیونکہ جب امام حسن بھی اسی شجر کے ثمر تھے جس کے امام حسین تھے تو کیا وجہ ہے کہ زوال دولت کا خوف اور عالم اسلامی کے امنڈ آنے کا اندیشہ امام حسین کے قتل کرنے مین تو ہو مگر امام حسن کو قتل کرنے میں نہ ہو؟ بلکہ یہی وجہ خود امام حسین کے متعلق اس واقعہ کے بھی غلط ہونے کی دلیل ہو جائیگی جسکو آگے چلکر آپ نے بیان کیا ہے کہ (امیر معاویہ نے یزید کی بیعت ولی عہدی کیلئے مکہ میں امام حسین پر دو مسلح آدمیوں کو مسلط کردیا کہ میری بات کا نفی میں جواب دیں تو سر اڑادینا - انتہی ملخصاً) کیونکہ آپ ہی کے پیش کردہ خوف و اندیشہ کے باعث امیر معاویہ ایسا ہرگز نہیں کرسکتے تھے - حتی کہ یہی وجہ خون حسین سے یزید کے بری ہونے کی بھی قوی دلیل بنجائیگی کیونکہ جب اسکو سلطنت کی طمع و محبت امیر معاویہ سے زیادہ حکومت کے حفاظت کی ضرورت تھی تو وہ بخوف زوال دولت و باندیشۂ خروج عالم

اسلامی قتل حسین کا مرتکب ہرگز نہیں ہو سکتا تھا:- علاوہ ازیں یہ خیال بھی نہ فرمایا کہ عالم اسلامی سے مراد اگر سنی ہیں تو سنی تو خود ہی بقول شیعہ دشمن اہل بیت اور خیر خواہ امیر معاویہ تھے پھر اُن کا امام حسین کی موافقت اور امیر معاویہ یا یزید کے مخالفت میں اُمنڈ آنا چہ معنی؟ اور اگر شیعہ مراد ہیں تو وہ امام حسن کو قتل کرنے میں کہاں تھے جو انھوں نے امیر معاویہ کا خاتمہ نہ کر دیا۔ یہ نہ کہئے گا کہ انھیں خبر نہ ہوئی ورنہ بتانا پڑے گا کہ ۱۳ صدی بعد آپ پر حضرت جبرئیل کب وحی لائے کہ امیر معاویہ نے امام حسن کو قتل کیا؟ پھر امیر معاویہ کے مقابلہ میں امام حسن کو خلافت سے دست بردار اور صلح پر مجبور کرانے اور میدان کربلا میں خود ہی بلا کر امام حسین کو قتل کرنے والے حسب کتب شیعہ جب شیعہ ہی تھے تو امیر معاویہ یا یزید کو شیعوں کے بھی امنڈ آنے کا اندیشہ نہ تھا، پھر وہ کون سا عالم اسلامی تھا کہ جس کے باعث امیر معاویہ ڈرتے تھے؟ محقق صاحب! لکھتے وقت کچھ تو اپنے پس و پیش کا خیال فرما لیا کیجئے:-

تیسری بات یہ ہے کہ میں نے رسالہ قاتلان حسین میں بعض واقعات مندرجہ کتب شیعہ کی بنا پر لکھا تھا کہ "پس حضرت معاویہ کے متعلق دربارۂ قتل امام حسین سوءظنی رکھنا اگر بدترین افراد بہتان نہیں تو اور کیا ہے" جس پر بحوالہ جلاء العیون صفحہ ۲۲۳ یہ حاشیہ دیا تھا کہ "یہ نہ کہا جائے کہ امام حسین کو نہ سہی مگر امام حسن کو تو قتل کرایا۔ کیونکہ اس معاملہ میں بھی امیر معاویہ کی بریت کے لئے خود امام حسن کی یہ شہادت کافی ہے کہ بخدا اس جماعت (شیعہ) سے میرے حق میں معاویہ بہتر ہے یہ لوگ مدعی ہیں کہ ہم شیعہ ہیں (حالانکہ) انھیں نے میرے قتل کا ارادہ کیا اور میرا مال لوٹ لیا" اس پر آپ مجھے فرماتے ہیں کہ کاتب مضمون نے دماغ کو اپنا داغ خیال کر کے کہا ہے پھر ایک سطر بعد میری حاشیہ والی مذکورہ عبارت میں سے شیعوں کے متعلق امام حسن کے مقولہ کا پہلا حصہ "بخدا اس جماعت (شیعہ) سے میرے حق میں معاویہ بہتر ہے" نقل کر کے اور دوسرا حصہ "یہ لوگ مدعی ہیں کہ ہم شیعہ ہیں الخ" چھوڑ کر لکھتے ہیں (طرہ یہ ہے کہ اس جماعت کا اشارہ اپنی طرف سے شیعہ کی طرف کر دیا ہے حالانکہ اُن پر نہ شیعہ کا لفظ بولا گیا نہ جلاء العیون میں موجود ہے) حالانکہ اس جماعت پر لفظ شیعہ کا اطلاق خود مقولہ امام حسن کے دوسرے حصہ میں مذکور ہے، اس کا حاصل ترجمہ میں نے کیا ہے "یہ لوگ مدعی ہیں کہ ہم شیعہ ہیں" جسے آپ خیانتاً اعتراض کرنے کے لئے نقل نہیں کرتے اور جلاء العیون میں بھی اس کے یہ اصل الفاظ "آنہا دعویٰ کنند شیعہ من اند" موجود ہیں مگر آپ اسے دیکھتے ہیں اور خواہ مخواہ انکار کر کے مجھی پر ناحق خفا ہوتے ہیں کہ (آپ اپنی اس تقریر مہمل سے مورخین کے قلم کا راستہ کاٹنے پر تیار ہیں) میں تو کہتا ہوں کہ جلاء العیون میں اس موقع پر لفظ شیعہ اگر نہ ہوتا تو بھی اس جماعت کا شیعہ ہونا ظاہر تھا جس سے آپ ہرگز انکار نہیں کر سکتے تھے کیونکہ بخیال آنجناب جب شیعوں کے سوا اور کوئی محب اہل بیت تھا ہی نہیں تو آپ ہی فرمائیے کہ حسب اصول شیعہ امام حسن کے ساتھ امیر معاویہ کے مقابلہ میں جان نثاری کرنے شیعہ نہیں تو کیا دشمن گئے تھے ؟ یہ سچ ہے کہ آپ جیسا میرا دماغ سیاسی نہیں لیکن اس میں بھی کچھ کلام نہیں کہ امام حسن کی جماعت کے سب آدمی شیعہ اور کٹر شیعہ تھے:-

چوتھی بات یہ ہے جسے آپ نے بحوالہ تاریخ ابن اثیر لکھا ہے کہ (معاویہ نے مکہ میں امام حسین، ابن زبیر وغیرہ چند سر برآوردہ

لوگوں پر دو مسلح آدمیوں کو مسلط کر کے انھیں کے سامنے جنمیں سے ہر شخص کو اپنے نفس کے بقا کی فکر تھی - یہ جھوٹ خطبہ دیدیا کہ یہ لوگ بیعت یزید پر راضی ہو گئے ہیں، حاضرین مجلس تم بھی بیعت کر لو - وہ خاموش رہے اور معاویہ نے اسطرح جھوٹ بولکر عوام سے یزید کی بیعت لے لی - انتہی ملخصا) مگر آپ ہی کی دلیل سے ابھی اوپر ظاہر کیا جاچکا ہے کہ امیر معاویہ نے ایسا ہرگز نہیں کیا - ورنہ پھر میں بھی قبلہ کو جناب امیر کا وہ جھوٹا عہد یاد دلاؤنگا جو انھوں نے وصیت قبول کر کے تا مرگ صبر پر عمل کرنے کیلئے کیا تھا مگر جنگ جمل میں بمقابلہ حضرت عائشہ رض اور جنگ صفین میں بمقابلہ امیر معاویہ عہد صبر کو بالائے طاق رکھدیا بلکہ خود امام حسین کو پیش کرونگا کہ امام ہو کر اور باختیار خود مرنے کی شان رکھکر بخوف تلوار جھوٹ پر سکوت کیا اور اپنے نفس کے بقا کی پروا کی مگر کربلا کی طرح یہیں مکہ میں جان دیکر نہ مسلمانوں کو کافر و منافق کی بیعت سے روکا نہ دین اسلام کو بچایا" پھر نہایت ادب سے کہوں گا کہ حضرت فرمائیے حسب اصول شیعہ قابل شکایت معصیم جناب امیر و امام حسین ہیں نہ کہ غیر معصوم امیر معاویہ ؟ :-

پانچویں بات یہ ہے، آپ لکھتے ہیں (یہ کبھی خیال بھی نہ گزرنا چاہیئے کہ اہل تشیع نے اس منع قتل کو یقینی سمجھ لیا تھا وہ سب ایسا ہی سمجھے ہیں جیسا ہم سمجھے ہیں ہمارے ہی گروہ میں سے صاحب ناسخ التواریخ بھی ہیں وہ اسکو کیوں ایسا سمجھنے لگے تھے جیسا کہ اس کا تباجوف الدماغ کا خیال ہے) ہاں صاحب سچ ہے ہم اہل سنت بھلا آپ شیعہ حضرات جیسا سیاسی دماغ و خیال کہاں سے لائیں کہ اصحاب رسول کی ہر بات میں بجائے نور ایمان و اسلام کے معاذ اللہ کفر و نفاق کی ظلمت دیکھیں مثلاً اسی وصیت کو دیکھئے امیر معاویہ نے یزید کو قتل حسین سے منع کیا اور حسن سلوک کی تاکید کی، ہم نے اس میں عظمت و محبت دیکھا، آپ کو مکر و فریب دکھائی دیا" یا امیر معاویہ کے پاس حضور صلعم کا قمیص، تہ بند، چادر موے مبارک اور ناخن شریف تھا - اور انھوں نے وصیت کی تھی کہ جب میں مروں تو مجھے انھیں محترم کپڑوں میں لپیٹ دینا اور موے مبارک و ناخن شریف میرے ناک اور منھ میں بھر دینا (ناسخ التواریخ صفحہ ۱۱۴) اسمیں ہمیں حسن عقیدت، نزول رحمت اور حسن خاتمہ کا جلوہ نظر آیا مگر آپ نے، صاحب ناسخ التواریخ نے اور تمام شیعوں نے تا مرگ سوء عقیدت اور کفر و نفاق کے سوا کچھ نہ دیکھا - اسی لئے مولف ناسخ التواریخ نے لکھدیا جیسا کہ آپ نے نقل کیا ہے کہ (مردم شیعی میگویند الخ یعنی شیعہ کہتے ہیں کہ معاویہ نے بعقیدہ صافی و بیقین درست یہ وصیت نہیں کی بلکہ تا مرگ منافقانہ کام کرتے رہے کہ مسلمان بیعت یزید پر اتفاق کرلیں اور معاویہ سے پہلے عبد اللہ ابی سلول راس المنافقین نے بھی پیراہن پیغمبر کو کفن کیا تھا - صفحہ ۵۳ الملخصا) اور اسی بنا پر جناب نے فرمادیا کہ (جب انھیں اعتراف ہے کہ وقت واپسین تک منافقت ہی سے کام کیا تو مرنے تک جو جو کلمہ اس نے کہے اس میں سے کوئی ایک فقرہ بھی اس کے برأت کیلئے کافی نہیں اور نہ احتجاج اس سے صحیح ہو سکتا ہے) پردہ نشین صاحب! اس کے جواب میں اس کے سوا اور کیا کہوں کہ جب حضرت کے نزدیک بقول مصنف بارقہ ضیغمیہ قرآن موجود نا قابل احتجاج ہے تو وصیت

معلویہ مندرجہ ناسخ التواریخ کس شمار میں ہے کجا وصیت حضرت امیر معاویہ اور کجا عبداللہ ابی سلول منافق کا واقعہ "چہ نسبت خاک را با عالم پاک" مجھے جناب کے اس تشیع پر حیرت ہے کہ امیر معاویہ کو صاحب ناسخ التواریخ کا تا بمرگ منافق لکھدینا تو قبلہ کے نزدیک پتھر کی لکیر ہے مگر جناب امیر کا ایمان و اسلام میں اپنے برابر فرمانا کعبہ کی نظر میں کچھ بھی نہیں، کیوں نہو "این کار از تو آید و شیعہ چنیں کنند" :-

(۹) میں نے ناسخ التواریخ سے بعد نقل وصیت معاویہ منع قتل حسین یہ بھی لکھا تھا کہ امیر معاویہ نے بعد وصیت مذکورہ یزید کو بروایت ابن عباس یہ حدیث رسول بھی سنائی کہ "حضور صلعم نے فرمایا اے پروردگار اس شخص سے برکت لے جو میرے حسین کی حرمت میں کمی کرے"، اسپر آپ فرماتے ہیں (کون کہے کہ بفرض محال ایسا کیا گیا بھی تو واعظ غیر متعظ کا وعظ کسی دل پر کیا اثر کرسکتا ہے خصوصاً اسی شخص کے دل میں جس کا اسلام اس جہت سے کفر سے بدتر تھا کہ وہ پیغمبر کی طرف سے اپنے دل میں بدری اور احدی کینے رکھتا تھا پھر ایسے وقت میں جب اس کے باپ نے اسے رسول کی حدیثوں کی مخالفتیں کرکے برابر دکھائی ہوں) میں کہتا ہوں کہ جب آپ کے یہاں کتب تاریخیہ میں سے ناسخ التواریخ ایسی معتبر کتاب ہے کہ جس کے پہلے ہی صفحہ میں رقم ہے "این مبارک کتابیکہ مشارک فصل الخطاب وثانی سبع المثانی و پنجم چارم کتاب آسمانی ششم جلد از مجلدات ناسخ التواریخ الخ"، اور اسی میں ایسا لکھا ہے تو حضرت کا بفرض محال کہنا چہ معنی، کیا ناسخ التواریخ میں ایسا نہیں لکھا ہے یا لکھا ہے تو جھوٹ لکھا ہے؟ امیر معاویہ کو واعظ غیر متعظ اور مخالف حدیث رسول لکھتے وقت ذرا جناب امیر کو بھی دیکھ لیتے کہ حسب روایات شیعہ جو تقیہ کی بدولت عمر بھر مخالف حدیث رسول رہے اور جنہوں نے اپنے طرز عمل سے حسنین کو "دل میں کچھ اور زبان پر کچھ اور" کے سوا کچھ نہ دکھایا اس لحاظ سے انصاف کیجئے تو امیر معاویہ پھر بھی غنیمت تھے کہ غیر معصوم، واعظ غیر متعظ اور مخالف حدیث رسول ہوکر بھی مرتے وقت حسین کو نہ بھولے اور ان کے لئے یزید کو اچھی وصیت کر گئے، حدیث رسول سنا گئے مگر جناب امیر و نیز امام حسن سے تو امام معصوم مفترض الطاعۃ اور صاحب اعجاز عجیبہ و مالک اختیار غریبہ ہوکر بھی یہ نہو سکا کہ آخری وقت میں کسی سے امام حسین کے حق میں امیر معاویہ جیسی اچھی نصیحت کر جاتے۔ یزید کو جو اہل بیت کے پہونچنے پر حسب وصیت معاویہ ان سے بحسن سلوک پیش آیا یہ تو لکھدیا کہ اس کا اسلام کفر سے بدتر تھا کیونکہ وہ پیغمبر کی طرف سے بدری اور احدی کینے رکھتا تھا مگر یہ خیال نہ فرمایا کہ حضرت امام زین العابدین اسکی بیعت کر چکے ہیں۔

(۱۰) میں نے بحوالہ ناسخ التواریخ لکھا تھا کہ امام حسین نے امیر معاویہ کو خط میں بھلا برا لکھا اور بزرگ عبداللہ نے ترکی بہ ترکی جواب کا ... بھی دیا مگر امیر معاویہ نے جواب میں شان امام کے خلاف کوئی ناگوار کلمہ نہیں لکھا۔ اسپر آپ مجھے لکھتے ہیں دمعاویہ کا قول کاتب تحریر کے سمجھ میں نہیں آتا ان کے دماغ میں قرآن کے معنی سمانا اگر محال نہیں تو مشکل ضرور ہے کون کہے کہ معاویہ نے نبی زادے کا خیال نہیں کیا بلکہ

اپنا خیال کیا اور ناگوار کلمہ اپنے بچاؤ کے لئے نہ لکھا کیونکہ وہاں کسی کلمہ کا محل ملنا ناممکن تھا) میں کہتا ہوں جواب معاویہ میں امام حسین کی شان اقدس کے خلاف کوئی ناگوار بات نہیں لکھی گئی اور آپ ہمیں زبردستی قول معاویہ کا مطلب سمجھاتے ہیں "چہ خوش" اچھا صاحب ہم نے سمجھا مگر یہ بھی تو سمجھائیے کہ جب بقول آپ کے امیر معاویہ جناب امیر کو امام حسین کے سامنے برا کہتے تھے تو امیر معاویہ کے لئے جواب خط میں امام حسین کو ناگوار کلمہ لکھنا کیوں ناممکن تھا کیا جناب امیر کے یہاں امیر معاویہ کو اپنے بچاؤ کا خیال نہ تھا یا وہاں ایسے کلمہ کا محل ملنا ممکن تھا ؟ ہاں آپ شیعوں کے مجتہد ہو کر یہ کیا لکھ گئے کہ (معاویہ نے کہا حسین میں عیب ہوتا تو لکھنا اچھا ہوتا اگر بے عیب کو عیب لگاؤنگا تو دنیا مجھی پر ہنسے گی) کہاں تو جناب امیر معاویہ کو جانے کیا کیا فرما رہے تھے مگر یہاں تو آپ انھیں صاف شیعہ کہہ گئے کیونکہ بقول آپ کے جب امیر معاویہ امام حسین کو بے عیب سمجھتے تھے اور امام کو بے عیب یعنی معصوم سمجھنا خاص شیعوں کا عقیدہ ہے تو نتیجہ ظاہر ہے اس کے نیچے یہ شعر لکھنا چاہیئے

صبح کو تعریف میری شام کو اغیار کی ہے ابھی دونوں طرف باقی لگاوٹ یار کی

پس اب قبلہ و کعبہ سے کون کہے کہ اس حسن عقیدت پر امیر معاویہ کا" اپنا خیال کرنا اور نبی زادے کا خیال نہ کرنا" غلط ہے۔ اگر یہ بھی تسلیم کر لیں کہ امیر معاویہ نے اپنا خیال کیا تو بھی ماننا پڑیگا کہ وہ بسا غنیمت تھے کہ انھوں نے اس خیال سے امام حسین کو کوئی ناگوار کلمہ بھی نہ کہا کہ دنیا مجھی پر ہنسے گی مگر شیعیان علی نے تو میدان کربلا میں اسکی بھی کچھ پروانہ کی کہ ہم امام حسین کو قتل کر ڈالیں گے تو گو بعد کے شیعے "تقصیر شیعہ امامیہ است از تقیہ" کہکر پردہ پوشی کرینگے تاہم ساری دنیا قیامت تک ہمیں کیا کہے گی۔ اور حضرت نے یہ کیا بے تعلق بات مجھے فرمایا کہ تمھارے" دماغ میں قران کے معنی سمانا اگر محال نہیں تو مشکل ضرور ہے" حالانکہ بقول آنجناب قرآن کا معنی ہم بمشکل سمجھ سکتے ہیں مگر قبلہ کے بیان تو باشکال بھی محال ہے کیونکہ بخیال شیعہ اصلی قرآن تو امام غائب کے ساتھ غائب ہے رجعت سے پہلے جب اس کا وجود ہی عنقا ہے تو اس کے معنی مطلب کا کیا ذکر ہے۔ رہا قرآن موجود تو وہ شیعوں کے نزدیک نقلی، محرف، غیر معتبر اور ناقابل احتجاج ہونے کے علاوہ معمی، چیستان اور ناممکن الفہم بھی ہے چنانچہ اس کے متعلق آپ کے مولوی امداد علی صاحب مجتہد اعظم شیعہ نے اساس الاصول مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۶ میں صاحب فوائد المدنیہ کا اور صفحہ ۱۹ و ۲۰ میں روضۃ المتقین ولوامع سے علامہ محمد تقی کا قول نقل کیا ہے[1] جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ قرآن کجا، حدیث رسول بھی نہیں سمجھ سکتے۔ جب یہ حال ہے تو مناسب ہے کہ آپ ہم سے پہلے خود اپنی خیر منائیے اور آئندہ پھر ایسی غیر متعلق بات زبان مبارک پر لا کر اپنی تحقیق و اجتہاد کو بدنام نہ کیجیئے" ورنہ پھر ہمیں بھی تا بخانہ پہنچانے کی اجازت دیجیئے :-

[1] دیکھو مقدمہ تفسیر آیات خلافت صفحہ ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ مصنفہ فاضل مدیر النجم مدظلہ، ۱۲ منہ

(۱۱) میں نے بحوالہ ناسخ التواریخ دو واقعہ لکھا تھا - ایک یہ کہ یمن کا خراج ملک شام کو جا رہا تھا امام حسین نے بلا اجازت لئے ضبط کر لیا مگر امیر معاویہ نے اُن کی اس زیادتی کو بحسن ادب معاف و درگزر کر دیا - دوسرا یہ کہ شیعیان علی شام میں جا کر امیر شام کو برا بھلا کہکر ستاتے تھے مگر امیر معاویہ با ایں ہمہ ان سے بھی حسنِ الوسیع بخاطر و تواضع اور بجود و کرم پیش آتے تھے اسپر آپ نے تین قسم کی باتیں لکھی ہیں - اوّل خاص واقعہ دوم کے متعلق - دوم خاص واقعہ اول کی بابت - سوم مشترک واقعہ دوم کے متعلق آپ لکھتے ہیں (کاتب ہفوات کا خیال ہے کہ معاویہ احباب امیر المومنین کو دیتا تھا اور اسے صاحب ناسخ التواریخ نے لکھا ہے لیکن صاحب ناسخ التواریخ تو صـ۱۶ پر یہ عبارت تحریر کرتے ہیں) پھر ایک طویل عبارت نقل فرما کر رقمطراز ہیں (یہ کھلی ہوئی تحریر بآواز بلند ندا دے رہی ہے کہ کسی شیعہ کا نام دفتر عطا میں نہیں رہنے پایا اور نہ بیت المال میں سے کوئی حبہ اُن کے حصہ میں دیا گیا بلکہ عطا و دہش کے عوض میں اُن کے سر کاٹے گئے اُن کے گھر لوٹے گئے کبھی کسی شیعہ مورخ کو نہ یہ اقرار ہے نہ ہو سکتا ہے کہ احباب امیر المومنین کے ساتھ اس باغی نے کوئی رعایت کی چونکہ صاحب ناسخ التواریخ شیعہ ہیں اور اس نافہم کو خیال ہوگا کہ اپنے یہاں کے تحریرات سے "سہیل" اپنا مطلب ثابت کرتا ہے اس لئے میں اسی مطلب کو جلیل القدر علماء مورخین اہلسنت کے قلم سے ثابت کرنا چاہتا ہوں تاکہ میری حجت روشن ہو کر قائم ہو) پھر ابو الحسن مدائنی کی کتاب الاحداث سے عبارت درج فرما کر لکھتے ہیں (اب تو شیعہ اور سنی مورخوں کا اس مطلب پر اتفاق ہو گیا کہ جان لینے کے سوا اہل بیت کے احباب کو ایک حبہ نہیں دیا جاتا تھا اور ہر قلم الضاف دامن کاغذ پر یہ نقوش ثبت کر چکا ہے) حالانکہ صاحب ناسخ التواریخ صاف لکھتے ہیں کہ

شیعیان علی سفر شام میکردند و معاویہ را بہ شنعت و شتم می آزردند با ایں ہمہ عطاے خود را از بیت المال میگرفتند و بہ سلامت می رفتند (صـ۳۰)

شیعیان علی ملک شام کا سفر کرتے اور معاویہ کو بُرا بھلا کہکر ستاتے تھے باوجود اس کے ان کے بیت المال سے شیعہ عطایا لیتے اور صحیح سلامت واپس آتے تھے

مگر آپ نہ معلوم کیوں چشم تحقیق و اجتہاد بند کر کے اس تصریح سے انکار فرماتے اور خواہ مخواہ شیعہ باغیوں کی داستان سنا کر اپنے معتبر شیعہ مورخ کو دو میں سے ایک بات میں جھوٹا بنانے کی سعی لاحاصل کرتے ہیں اور اسی غلطی پر قناعت نہیں کرتے بلکہ اپنے دانست میں جانے کیسے سنی کی کتاب سے دفع الزام کی بے سود کوشش فرماتے ہیں، پھر اس ملمع کا نام "حجت روشن" رکھکر ناحق شیعہ سنی مورخ کے اتفاق کا ترانہ سناتے ہیں - کاش پردہ سے باہر نکل کر یہ حسن ادا دکھاتے تو اہل نظر سے اسکی کچھ داد بھی پاتے :-

واقعہ اول کی بابت آپ فرماتے ہیں (اس سے اسلام کو چند فائدے عظیم پہونچے - اول یہ کہ اس مال کے نہ لینے میں اعانت ظالم تھی اور لے لینے میں اعانت مومنیں - دوم یہ کہ قرآن میں ہے فان اعتدی علیکم احدٌ[1] فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم معاویہ نے عہد پر اپنے وفا نہ کی لہٰذا دوسری جانب سے شروط صلح پر وفا کرنا لازم نہ تھا اس میں ترک شرائط کے خمیازہ کی تصریح تھی - سوم اس فعل امام سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ یہ مسلم نما منافق اپنے اجداد کے ردیہ پر ہے اور جو حکم اُن کا تھا وہی حکم اسکا بھی ہے - چہارم وہ مال جو قبضہ امام میں آگیا اس کا مستحقین کے پاس ان ہاتھوں سے جو عادل اور مستحق شناس کے ہاتھ تھے بہ نسبت ان ہاتھوں کے اولیٰ تھا جو ظالم اور ناحق کوش تھے" انتہیٰ ملخصا) مجھے تعجب ہے کہ خراج یمن جو امیر معاویہ کا مال تھا اسپر بلا اجازت امام حسین کے قبضہ کر لینے کا آپ نے اسلامی فائدہ بیان فرمایا ہے حالانکہ حسب اصول شیعہ نہ اسلام تھا نہ مسلمان تھے کیونکہ اصلی قرآن سے جناب امیر سب کو محروم ہی کر چکے تھے قرآن موجود میں کفر کا ستون بتا گئے تھے' سنی سب مرتد تھے' شیعہ بقول امام حسن امیر معاویہ سے بھی بدتر تھے پھر کہاں اسلام تھا اور کہاں مسلمان تھے کہ جسکو خراج یمن پر قبضہ کر کے امام حسین نے فائدہ پہونچایا ؟ ایسا ہی تھا تو لگے ہاتھ جناب امیر کے عہد خلافت میں بیت المال سے امام حسین کے شہد چرانے کا بھی کچھ نادر فائدہ بیان فرما کر شیعوں کو مرہون منت اور سنیوں کو مرعوب جدت کیا ہوتا - اگر بلا اجازت خراج یمن لینے میں اعانت مومنین اور نہ لینے میں اعانت ظالم تھی تو امام حسن سے پوچھیے کہ امیر معاویہ کو خلافت دیکر اور خود امام حسین سے بھی دریافت فرمائیے کہ اپنے بھائی کے ساتھ اُن کی بیعت کر کے ظالم کی اعانت بلکہ کفر و نفاق کی اعانت کیوں کی ؟ یہ تحقیق بھی عجیب ہے کہ امام حسین تو بقول صاحب ناسخ التواریخ خراج یمن کو اپنے قبضہ و تصرف میں لانے کے بعد بذریعہ خط امیر معاویہ کو اطلاع اور اُن سے معذرت کرتے ہیں کہ "چونکہ مجھکو ضرورت تھی اس لئے میں نے لے لیا" مگر آپ اپنے اجتہاد سے یہ تصنیف فرماتے ہیں کہ معاویہ نے عہد پر اپنے وفا نہ کی"۔ اگر اس فعل امام سے معاویہ کا اپنے اجداد کے ردیہ پر ہونا معلوم ہوگیا تو سنیے جناب امیر نے امیر معاویہ سے صلح کی اور اُن کو ایمان و اسلام میں اپنے برابر فرمایا' امام حسن نے اُن کو خلافت دی' امام حسین نے بوجہ بیعت شیعوں کی درخواست پر بھی اُن کے خلاف کبھی خروج نہ کیا' کہیے ان افعال ائمہ سے کیا معلوم ہوا ؟ اگر اس مال کے لئے دست معاویہ سے دست حسین اولیٰ تھا تو امام حسن نے اولیٰ کے موجود رہتے ہوئے غیر اولیٰ کو خلافت کیوں دی ؟ بڑی بات یہ ہے کہ حضرت نے دست حسین کے مقابلہ میں دست معاویہ کو غیر اولیٰ کہا اور اولیٰ

---

[1] پردہ نشین محقق نے اسی طرح لکھا ہے ۱۲ منہ

نہ فرمایا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر امام حسین خراج یمن غیر اولی کے پاس جانے دیتے تو صرف ترک اولی کے مرتکب ہوتے مگر جب اولی ہو کر مال غیر میں بلا اجازت مالک تصرف کیا تو آپ ہی فرمایئے وہ کس جرم کے مجرم ہوئے؟ حضرت نے فائدے تو چار رچار نذر قرطاس کئے لیکن افسوس کہ مفید ایک بھی نہ ہوا۔

مشترک میں تو قبلہ و کعبہ نے اپنی تحقیق و اجتہاد کا بس خاتمہ کر دیا ہے چنانچہ آپ ایک جگہ لکھتے ہیں (کاتب مضمون نے ناواقفیت کی جہت سے صاحب ناسخ التواریخ کے جملوں کو منت و احسان پر محمول کیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے مدح جب پیدا ہوتی ہے جب کوئی شخص اپنے مال سے دے نہ یہ کہ کسی کا مال اس شخص کو دیدیا جائے یا یہ کہ وجہ حرام سے اموال پر قبضہ کیا جائے اور اس سے خیر و خیرات عمل میں لایا جائے کاتب مضمون کو پہلے یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ معاویہ کو ان اموال میں حق تصرف حاصل تھا اس کے بعد اس کی ثنا کرنی چاہیئے) دوسری جگہ فرماتے ہیں (جب میں نے بتا دیا کہ معویہ کی ملکیت فرضی تھی اور اس کا مال ویسا ہی اس کے ملک میں داخل تھا جیسے قطاع الطریق کا مال ہوتا ہے تو اس بذل و عطایا کا تذکرہ ایک شرمناک ذکر ہے لیکن وہ ان لوگوں کے لئے شرمناک ہے جن میں حیا کا وجود ہو) تیسری جگہ رقمطراز ہیں (بیت المال سے کچھ دینے کا نام جو لوگ جود و کرم رکھتے ہیں ان کو یہ کیوں نظر نہیں آتا کہ بیت المال شام میں جو کچھ تھا وہ نبی زادے کی جوتیوں کا صدقہ تھا اور وہ یہ کیوں نہیں دیکھتے کہ جب کوئی چیز شرائط مین ہے تو وہ کیونکر سبب منت و احسان ہو سکتی ہے) چوتھی جگہ یاد دلاتے ہیں (اوپر گذر چکا کہ معویہ ایک عہد شکن جبار اور ستاثر بالغی حاکم تھا وہ مال اس کا مال نہ تھا وہ مال بلا امام بحق تھا سید الشہداء نے اسپر قبضہ کر لیا) کچھ یاد آنے پر یوں دفع دخل بھی کرتے ہیں (مجھے معلوم ہے کہ میرے اس بیان کو دیکھکر بے عقل گروہ خوش ہو گا صرف یہ اعتراض کرنے کے لئے کہ بیت الشرف نبوت کے لوگ ایسے اموال کو کیوں لیتے تھے لیکن اگر وہ آیات قرآنی اور فرمودہ رسول پر غور کریں تو ان کو معلوم ہو جائیگا کہ مال انھیں کا مال تھا جو خاموش تھے اور خمس جو روکدیا گیا اور اس روکنے میں لوگوں نے خدا و رسول کا بالجبر مقابلہ کیا وہ انھیں کا مال تھا جو اس مقدار سے کہیں زیادہ تھا جو انھیں دیا جاتا تھا اور انفال اس کے علاوہ تھا اور وہ اموال جو پیغمبر کے لئے مخصوص ہو جاتے تھے وہ ان کے جائز قائم مقاموں کیلئے بھی مخصوص تھے اسی لئے ان کا لینا اپنے اموال کا لینا تھا عطائے معویہ کا لینا نہ تھا) انتہی۔

اولاً جناب امیر کے سامنے ہی خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی کے وقت سے امیر معاویہ امیر شام رہے۔ امام حسن نے ان کو اپنی امارت بھی دیکر عام خلافت بخشدی اسپر بھی جناب کا علم و فضل کو بالائے طاق رکھکر

امیر معاویہ کو قطاع الطریق اور وجہ حرام سے اموال پر قابض کہنا ہم نہیں جانتے کہ کس قسم کی شرم و حیا کا مقتضی ہے

ثانیاً - ملک شام کو جناب امیر، امام حسنؑ امام حسین نے نہیں بلکہ یزید بن ابی سفیان اور معاویہ بن ابی سفیان وغیرہ نے جہاد کرکے فتح کیا تھا جس پر امیر معاویہ خلفاء ثلثہ ہی کے وقت سے سنجانب خلیفہ قابض و امیر تھے، پھر مال بیت المال شام کو نبی زادے کی جوتیوں کا صدقہ کہنا چہ معنی دارد؟ آپ بیت المال شام کو نبی زادے کی جوتیوں کا صدقہ بھی کہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ خراج یمن پر سید الشہداء نے قبضہ کرلیا، اسطرح بالفاظ دیگر آپ یہ فرماتے ہیں کہ امام حسین نے معاذ اللہ اپنی جوتیوں کا صدقہ کھایا حالانکہ آپ بھی اپنی جوتیوں کا صدقہ کھانا تو الگ رہا ایسے لفظ کا سننا بھی ہرگز نہ پسند کریں گے پھر امام کو کھلانا آپ ہی فرمائیں کس کا کام ہے؟ :-

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی ۔۔۔ پاپوش میں لگائی کرن آفتاب کی

ثالثاً حضرت نے دفع دخل تو کیا مگر اس طرح کہ صرف لفظ "آیات قرآنی اور فرمودہ رسول" کے ساتھ بعینہ اپنے دعویٰ باطل کا اعادہ فرمایا، کاش جناب مصادرہ علی المطلوب کا ارتکاب نہ کرتے، اور اپنی طرح آیات قرآنی و فرمودۂ رسول کو بھی پس پردہ نہ رکھتے تو کچھ لطف آتا، خیر اس اخفائے دلیل سے بھی ظاہر ہوگیا کہ قبلہ و کعبہ کتنے پانی میں ہیں :-

رابعاً - جناب کبھی تو انکار فرماتے ہیں کہ "جان لینے کے سوا اہل بیت کے احباب کو ایک حبہ نہیں دیا جاتا تھا" اور کبھی اقرار کرتے ہیں کہ دیا جاتا تھا مگر بیت المال سے کچھ دینے کا نام جود و کرم نہیں - نہ معلوم قبلہ و کعبہ کو پس پردہ ایسا اضطراب کیوں ہے کہ کبھی کچھ کہتے ہیں کبھی کچھ کہتے ہیں اور جم کر پختہ طور پر ایک بات زیب رقم نہیں کر سکتے :-

خامساً - بیت المال سے کچھ دینے کا نام اگر جود و کرم اور بذل و عطا یا نہیں تو حضرت مجھ پر خفا نہ ہوں بلکہ اپنے معتبر شیعہ مورخ صاحب ناسخ التواریخ سے پوچھیں کہ پھر انھوں نے بلفظ "عطا" اس کا شرمناک ذکر کرکے اپنے حیا کو دھبہ کیوں لگایا ؟

سادساً لکھنے تو قبلہ آپ نے لکھدیا کہ "جب کوئی چیز شرائط میں ہے تو وہ کیونکر سبب منت و احسان ہو سکتی ہے"، مگر یہ خیال نہ فرمایا کہ اگر کوئی پوچھ بیٹھا کہ شرائط میں یہ شرط کب، کس نے، کہاں کی تھی اور کس جگہ لکھا ہے کہ "بیت المال شام سے سب و شتم کرنے والے شیعوں کو عطایا دینا ہوگا"، تو اس کا کیا جواب آپ اور کیا ثبوت دیں گے :-

سابعاً - اگر واقعی مال بحق امام تھا " اور " اس لئے ان کا لینا اپنے اموال کا لینا تھا عطائے معویہ کا لینا نہ تھا " تو خراج یمن پر قبضہ و تصرف کر لینے کے بعد امام حسین نے امیر معاویہ کو اس کی اطلاع کیوں دی اور ان سے یہ معذرت کیوں کی کہ " چونکہ مجھکو ضرورت تھی اس لئے میں نے لے لیا " اور یہ سچی بات کیوں نہ فرمائی کہ " یہ مال تمھارا مال نہیں بلکہ میرا مال ہے اس لئے میں نے لے لیا "

ثامناً ہم اہل سنت کو تو حضرت لکھتے ہیں کہ (یہ ہیں امتی جو نمک حرام خادموں کو تسلط کے بعد پیغمبر کا محسن قرار دیتے ہیں اور شاہزادوں کو وظیفہ خوار کی لفظ سے تعبیر کرتے ہیں) مگر قبلہ و کعبہ کیسے امتی ہیں جو انھیں خادموں کو فرماتے ہیں کہ ان " لوگوں نے خدا و رسول کا بالجبر مقابلہ کیا " حالانکہ شیخ ابن بابویہ قمی نے کتاب معانی الاخبار میں امام موسی رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے -

عن الحسن ابن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان ابابکر منی بمنزلۃ السمع وان عمر منی بمنزلۃ البصر وان عثمان بمنزلۃ الفواد - (آیات بینات)

امام حسن ع روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر بمنزلہ میرے سمع کے اور عمر بمنزلہ بصر کے اور عثمان بمنزلہ دل کے ہیں -

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ

هما امامان عادلان قاسطان کانا علی الحق وماتا علیہ فعلیهما رحمۃ اللہ یوم القیمۃ (")

(ابوبکر و عمر) دونوں امام ہیں عادل اور انصاف کرنے والے دونوں حق پر تھے اور میرے حق پر ان دونوں پر ہو رحمت خدا کی قیامت کے دن -

فروع کافی جلد ۳ کتاب الروضہ میں ہے ' محمد بن علی الحلبی کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ' فرمایا کہ بنی عباس میں اختلاف پڑنا اور ندا اور مہدی کا خروج یقینی ہے میں نے عرض کیا ندا کس طرح ہوتی ہے تو فرمایا

ینادی مناد من السماء اول النهار الا ' ان علیا علیہ السلام وشیعتہ هم الفائزون قال وینادی مناد اخر النهار

اول نہار میں ایک منادی آسمان سے ندا کرتا ہے کہ آگاہ ہو جاؤ کہ علی علیہ السلام اور اُن کے گروہ والے مراد کو پہنچیں گے پھر فرمایا آخر روز کے وقت ایک منادی ندا کرتا ہے کہ

الا ان عثمان و شیعتہ ھم الفائزون (ص ۱۴۶)	آگاہ ہو جاؤ کہ عثمان اور اُن کے گروہ والے مراد کو پہونچیں گے۔

نہج البلاغت میں جناب امیر علیہ السلام کا اپنے اور امیر معاویہ کے متعلق یہ اعلان موجود و مذکور ہے کہ "والظاھر ان ربنا واحد و نبینا واحد الخ" یعنی یہ امر ظاہر ہے کہ رب ہم دونوں کا ایک، نبی ہم دونوں کا ایک اور دعوی اسلام میں ایک ہے، نہ ہم اُن میں زیادتی چاہتے ہیں اللہ پر ایمان اور رسول کی تصدیق میں اور نہ وہ ہم میں زیادتی چاہتے ہیں۔"

پردہ نشین محقق صاحب! چونکہ نمک حرام خادموں سے آپ کی مراد یقیناً خلفاء ثلثہ اور امیر معاویہ سے ہے لہذا نہایت ادب سے عرض ہے کہ اللہ اللہ، جن خادموں کو رسول خدا، جناب امیر، امام جعفر صادق یہ سب کچھ فرمادیں اور امام حسن، امام موسی رضا اسکی روایت کریں۔ آپ انھیں معاذ اللہ نمک حرام کہتے اور خدا و رسول سے بالجبر مقابلہ کرنے والا لکھتے ہیں۔ سبحانک ھذا بھتان عظیم :۔

تاسعاً۔ آپ کے فقرہ (مال انھیں کا مال تھا جو خاموش تھے) میں جو استحقاق مال کی علامت خاموشی بیان کی گئی ہے، اس کے رو سے نہ مال، امام کا مال تھا نہ ان کا لینا اپنے اموال کا لینا تھا بلکہ عطائے معاویہ کا لینا تھا کیونکہ بدوں اجازت خراج یمن پر قبضہ و تصرف کر لینا صریحاً خاموشی کے منافی اور علانیہ اس عہد صبر کے خلاف تھا جو نزول وصیت پر رسول خدا صلعم کے روبرو اپنے [illegible] کے ساتھ حسنین کر چکے تھے، پس آپ ہی کے قول بموجب امام حسین نہ مستحق مال تھے نہ اُن کو خراج یمن پر قبضہ [illegible] تصرف کرنا جائز تھا۔

عاشراً۔ مدت ہوئی، جب امیر معاویہ مع برادر یزید بن ابی سفیان شریک جہاد ہو کر دخیل فتح شام اور قبل از خلافت جناب امیر، حاکم و امیر شام رہ چکے، نیز اُن کو امام حسن اپنی امارت پیش کر کے عام خلافت دے چکے اور خود امام حسین بھی بیعت کر کے اُن کے حق تصرف فی الاموال پر نص فرما چکے تو اب تیرہ سو برس بعد آپ مجھسے یہ کیا کہتے ہیں کہ (کاتب مضمون کو پہلے یہ ثابت کرنا چاہئے کہ معویہ کو ان اموال میں حق تصرف حاصل تھا)؟ ہاں یہ فرض آپ کا تھا کہ اول امام حسین کا امام و خلیفہ ہونا جیسا کہ شیعہ مانتے ہیں آپ ثابت کرتے جو کسی شیعہ سے نہ آج تک ہو سکا اور نہ آئندہ ہونا ممکن ہے۔ تب یہ فرماتے تو خیر ایک بات تھی کہ مال امام حسین کا مال تھا اور اُن کو خراج یمن پر قبضہ و تصرف

کر لینے کا حق تھا - کیونکہ مجیب ہم نہیں بلکہ آپ ہیں اور جناب کے جواب کا صحیح ہونا آپ کے اس خیال باطل کے صحیح ثابت ہونے پر موقوف ہے جیسا کہ آپ اس سے پیشتر جواب مجمل میں ایک خاص انداز سے ارشاد فرما چکے ہیں کہ امام حسین نبی اور مثل پیغمبر اسلام امام اور امیر معاویہ نعوذ باللہ کافر و منافق تھے مگر افسوس کہ یہ فرض آپ نے نہ اب ادا کیا اور نہ آئندہ آپ سے اس کی امید ہے تو اس سے پہلے آپ کا مذکور الصدر جواب دینا محض عبث ہے :-

تلک عشرۃ کاملۃ

پس روپوش یا پردہ نشین محقق صاحب! شیخ صاحب کی طرح آپ سے بھی میری یہ آخری گزارش ہے کہ اگر آئندہ پھر کچھ لکھنے کی ہمت ہو تو مہربانی فرما کر اول اصولاً امام حسین کا نبی، پیغمبر اسلام اور حضور صلعم کی طرح امام ہونا بدلیل قطعی ثابت کریں ورنہ پھر جواب مذکور نہ کا نام نہ لیں - خدا آپ کو اس کی توفیق دے - آمین فقط

احقر ناچیز

محمد عبد الشکور حنفی مرزا پوری

محمد عبد الشکور حنفی مرزا پوری